ابطال غلامی

المسمّی بہ

تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

معہ ایک آرٹکل کے کہ

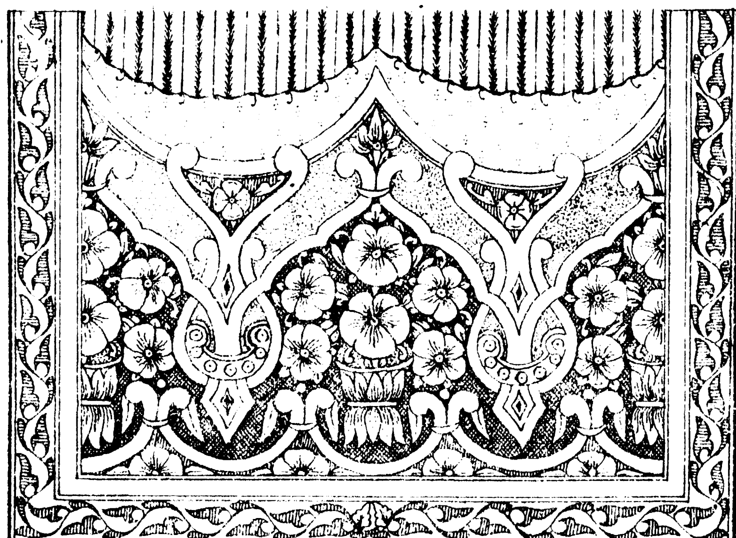
غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

مصنفہ

المفتقر الی اللہ الصمد سیّد احمد

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

۱۸۹۳ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم



غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے



آزادی اور غلامی آپس مین ایسی نقیض ہین کہ نہ دونون کا اجتماع ہوسکتا ہے نہ دونون کا ارتفاع اور اس لیئے یہ دونون داخل مرضی پروردگار نہین ہوسکتین ورنہ خود پروردگار کی مرضی مین تناقض لازم آویگا جو اوسکی حکمت بالغہ کے شایان نہین ہے پس کچھ شبہہ نہین ہے کہ ان دونون مین سے صرف ایک ہی پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگی یا یون کہو کہ قانون قدرت دو نقیضون کا متقاضی نہین ہوسکتا اور اس لیئے اُن مین سے ایک ہی مقتضاے قانون قدرت ہوگی۔

ہم دیکھتے ہین کہ انسان ایک ایسی ہستی بنایا گیا ہے جسکی فطرت مین آزادی اور خودمختاری

رکھی گئی ہے وہ ذی عقل اور ذی شعور ہے اُسکو تمام قواے ظاہری و باطنی دیے گئے ہین اُنکے استعمال پر جسطرح کہ وہ چاہے قادر ہے تمام کامون کے شروع کرنے کی سمجھہ اور اُنکے انجام کی سوچ اُسکو دی گئی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام سوچ لے اُسکی فطرت ایسی ہے کہ اپنے لیئے آپ تمام چیزین مہیا کرنے کے لیئے حاجتمند ہے پس یہ تمام چیزین اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک رہے۔

صانع نے یہ تمام قوی جو انسان کو عطا فرمائے ہین اُن سے اُسکی مرضی یہ معلوم ہوتی ہے کہ تمام قوی انسان مین اسطرح پر شگفتہ و شاداب رہین کہ اعتدال سے خارج نہونے پاوین اور ایک دوسرے کی نقیض نہو جاوین انسان کی ذاتی محنت اُسی کے لیئے سودمند ہو غلامی کی حالت مین انسان کے بہت سے قوی بعوض شگفتہ و تر و تازہ رہنے کے پژمردہ بلکہ محض معطل و بیکار ہو جاتے ہین اُسکی محنت اُسکی سودمندی کے لیئے نہین رہتی پس کسیطرح ایسی حالت صانع کی مرضی نہین ہو سکتی۔

انسان کی وہ چیز جس سے انسان انسان کہلاتا ہے اور جسکا نام لوگ روح لیتے ہین مگر اُسکی حقیقت کچھہ نہین تبلا سکتے ایسی شریف چیز کہ کسی کی مملوک ہونے کی لیاقت نہین رکھتی کیا نتایج قانون قدرت یا خدا کی روح یا امر رب کسی کی ملکیت ہو سکتی ہے؟ کیا ہمسی ہی ایک مخلوق ہماری ملکیت مین آسکتی ہے؟ حاشا و کلا پس صاف عیان ہے کہ غلامی اُس قادر مطلق کی مرضی اور قانون قدرت دونون کے برخلاف ہے۔ تمام انسان آزاد اور یکسان پیدا ہوئے ہین اور کچھہ شبہہ نہین کہ زندگی اور آزادی اور خوشی حاصل کرنے مین یکسان اور غیر قابل

انتقال استحقاق رکہتے ہین۔

مگر انسان کی بدبختی سے کوئی نسل اور کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ غلامی کی مصیبت انسانون مین نرہی ہو بہت عقلمند اور دانا اور حکیم گذرے بہت سے صاحب شریعت گذرے مگر بجز ایک کے اور کسی نے اس قانون قدرت کے مخالفت کا کچھہ تدارک نہ کیا موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ نے اسکو جایز ہی رکہا عیسیٰ علیہ السلام نے اُسکی نسبت ایک حرف بہی نہین کہا یونانی حکیمون نے ازروے اصول اخلاق کے حالت غلامی کی نسبت کوئی اعتراض ہی نہین سمجہا ارسطو باوصف اس دانائی کے یہ سمجہا کہ خود خدا نے انسان کو آزادی اور غلامی مین تقسیم کیا ہے وہ یہ سمجہتا تہا کہ جن لوگون کو غلام بنایا جاتا ہے وہ ایک قسم ہی جدا ہے اول تو یہ سمجہہ ہی اوس بڑے حکیم کی جو ہر طرح ہمارے ادب کے لایق ہے غلط تہی اور سواے اسکے اُسنے یہ خیال نہ کیا کہ غلامی کسی خاص قوم پر مخصوص نہین رہ سکتی افلاطون اُس سے بہی زیادہ غلطی مین گرا جب اُسنے یہ کہا کہ صرف یونانی غلام نہونے چاہئین زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اُس ایک فیاض شخص کا اصول مقررہ جسنے آیندہ کی غلامی کی جڑ کو کاٹا اور غلامون کی حالت کو سنوارا اور جہانتک ممکن ہوا اُنکو آزادی کا خلعت پہنایا ایسا غفلت مین پڑا رہا کہ بہت ہی کم اُسپر خیال ہوا پس ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس مضمون کی اصلیت پر بموجب مذہب اسلام کے کچھہ تحقیق و تدقیق کرین مگر قبل اسکے ہم چاہتے ہین کہ اس آرٹیکل مین غلامی کا کچھہ مختصر حال بیان کرین کہ کس کس طرح پر اور کن کن قومون مین رائج تہی اور کیسی کیسی بےرحمیان اُنکی نسبت ہوتی تہین۔

غلامی کا رواج ایسا پُرانا معلوم ہوتا ہی کہ جسکا زمانہ انسان کی یاد سے باہر ہے غالباً تواریخ

دنیا کے شروع ہی سے غلامی پیدا ہوئی تہی اصلیت شروع غلامی کی نسبت بہی پائی جاتی ہے کہ وحشی قومون نے اپنے قیدیون کو بجاے مار ڈالنے کے غلامی کی حالت مین رکہنا زیادہ مفید سمجہا اور اِس سبب سے دو طریق غلامی کے رائج ہوئے ایک وہ جو لڑائی مین لوگ قیدی ہوتے تھے اور یہ طریقہ طریق جایز اور بے عیب اور گویا قانوناً جایز سمجہا جاتا تھا اور تمام قومون نے اپنی تہذیب و شایستگی کے زمانہ مین بہی اوسکو صحیح سمجہا تہا دوسرے وہ قیدی جو دغا و فریب سے یا دزدی سے قید کیے جاتے تہے اور اونکے ساتہ بہی ویسا ہی طریقہ برتا جاتا تہا جیسا کہ جایز غلامون کے ساتہ اُسکے بعد رفتہ رفتہ اَور متعدد طریقے غلامی کے مختلف قومون مین پیدا ہوتے گئے۔

تمام مشرقی قومین جنکا حال ہمکو معلوم ہے غلام رکہتی تہین یہودیون کے ہان غلامی قانوناً جایز تہی ایرانی بہی بموجب اپنے قانون کے غلام رکہتے تہے اُنکے ہان صرف دوسری ہی قوم کے لوگون کو غلام بنانے کی اجازت نہ تہی بلکہ اپنی قوم کے لوگون کو بہی غلام بناتے تھے اُنکے ہان دستور تہا کہ مفلس مقروض اپنے تئین بطور غلام کے بیچڈالتا تہا جو بطور غلام کے رہتے تہے البتہ بہ نسبت غیر قوم کے غلامونکے انکی نسبت قانون فی الجملہ نرم تہا سات برس بعد ہمقوم غلام آزاد ہوجاتے تھے اور ہر پچاسوین برس عام طور پر ہمقوم غلام آزاد کیے جاتے تھے۔

یونانیون مین بہی غلامی کی رسم جاری تہی وہان ایک قوم وہان کے قدیم باشندون کی نسل سے تہی جو اپنے آقا کی زمین کاشت کرکر اوسکو لگان دیتی تہی اور لڑائی کے وقت اپنے آقا

سے کے ساتھ ہوتی تھی - ایک قسم غلامون کی یونان مین ایسی تھی کہ وہ یونان سے باہر دوسرے
ملک مین فروخت نہین ہوسکتی تھی اور نہ اپنے عیال واطفال سے جدا کی جاتی تھی بلکہ کسیقدر
جائداد پیدا کرنے کے بھی قابل سمجھی جاتی تھی اور وحشی غلام جو بذریعہ خرید حاصل ہوتے تھے
وہ تو مثل اور جائداد کے تھے کہ جب اور جہان چاہو بیچڈالو اُن سے محنت مزدوری کروائی جاتی
تھی کانین کھدوائی جاتی تہین اور اونکی اجرت اور منفعت اُنکے آقا لیتے تھے اون غلامونکی
جو اولاد ہوتی تھی وہ بھی غلام ہوتی تھی تھریشیا کے لوگون کی ایسی بدبختی تھی کہ وہ خود اپنی
اولاد کو بیچتے تھے ایتھنز مین غلامون کی حالت اور ملکون سے اچھی تھی ڈریاستھنیز کا قول ہے
کہ بمقابلہ اور ملکونکی آزادیون کے ایتھنز کی غلامی کی حالت اچھی ہے -

رومیون مین بھی غلامی تھی مگر اونکی سمجھہ سب سے عمدہ تھی رومی مقنن سمجھتے تھے کہ خدا تعالی
نے سب کو آزاد بنایا ہے اور غلامی قانون خالق کے برخلاف ہے مگر صرف ملکی قانون کے
مطابق وہ غلامی کو جایز رکھتے تھے اور اسلیے اون لوگون کو جو لڑائی مین قید ہوتے تھے اور ان آزاد
شخصون کو جو خود اپنے آپکو بیچ ڈالتے تھے غلام سمجھتے تھے آقا کا اختیار غلام کو سزا دینے یا قتل کرنے کا
نا محدود تھا ضعیف و ناکارہ غلام ٹائیبر کے جزیرہ مین فاقہ کشی کرتے کرتے مرجانے کے لیے چھوڑ دیے
جاتے تھے سلطنت کے قوانین نے ان بیرحمیون کی کسیقدر روک تھام کی تھی یہ قانون تھا کہ
اگر کوئی آقا اپنے غلام کو بلا سبب قتل کر ڈالے تو اُسکے ساتھہ اس طرح پر پیش آیا جاوے کہ گویا
اُسنے دوسرے شخص کے غلام کو مار ڈالا ہے اگر کوئی آقا اپنے غلام پر بہت سخت بے رحمیان
کیا کرتا تھا تو آقا اس بات پر مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اُسکو بیچ ڈالے کلاڈیس کے قانون سے

مطابق غلام کا مار ڈالنا بمنزلہ قتل کے متصور ہوتا تہا غلام جب بیچے جاتے تھے تو مان باپ لڑکے بہائی بہن جدا نہ کیئے جاتے تھے غلامون کو شادی کرنے کا اختیار نہ تہا اور اونکے اور اونکی اولاد مین کوئی قانونی رشتہ نہ سمجہا جاتا تہا بھاگے ہوئے غلام کو پناہ دینا جرم تھا اُنکے آزاد کرنے کے بہی بہت سے طریقے تھے جو از روے قانون کے معین اور محدود کئے گئے تھے۔

رومیون کے ہان ابتدا مین غلام بہت کم تھے لیکن رفتہ رفتہ اونکی بہت کثرت ہوگئی یہانتک کہ کل کاشتکاری غلامون کے ذریعہ سے ہوتی تھی سلطنت جمہوری کے زمانہ مین جو روم مین تہی ذی مقدور لوگ نہایت کثرت سے غلام رکہتے تھے اور جسقدر زیادہ غلام ہون اُسیقدر شان و شوکت زیادہ متصور ہوتی تہی ایک شخص کے پاس دو سو غلامون کا ہونا ایسی بات نہ تہی کہ لوگ اُسکو معمولی بات سے کچہہ زیادہ سمجہین۔

ابتدا مین غلام کوئی جائداد پیدا نہین کرسکتا تہا جو کچہہ وہ پیدا کرتا تہا سب کچہہ اُسکے آقا کی ملک ہوتا تہا لیکن جب غلام تجارت کے کامون مین مصروف ہونے لگے تو کچہہ حصّہ منافع مین سے اُنکا خاص سرمایہ سمجہا جاتا تہا اور بعض دفعہ یہ شرط ہوتی تہی کہ جب وہ سرمایہ اسقدر روپیہ تک پہنچ جاویگا تو غلام آزاد ہو جاویگا۔

ہندوؤن مین بہی دہرم شاستر کے بموجب غلامی جایز تہی اور مفصلہ ذیل صورتون مین ایک انسان دوسرے انسان کا غلام ہو جاتا تہا لڑائی مین قید ہونے سے۔ خود اپنے تئین کسی کا غلام بعوض روپیہ کے یا قحط سالی مین بعوض نان و نفقہ دینے کے یا اور کسی سبب سے

بنا دینے سے - بعوض زر قرضہ یا کسی جرم کی سزا مین غلام ہو جانے سے - مان باپ کا اپنی اولاد کو بیچ دینے سے - اولاد غلامون کی بہی غلام ہوتی تہی - غلامون کا بیع اور ہبہ کے ذریعہ سے انتقال ہوتا تہا اور روز انتقال سے منتقل الیہ کی غلامی مین آجاتا تہا -

دہرم شاستر کی رو سے غلام مثل مویشی کے اپنے آقا کی ملکیت ہوتا ہے اور اوسکو حقیر نام یعنی دوپائی مویشی دیا گیا ہے دہرم شاستر مین کوئی حکم غلام کی نسبت ایسا نہین ہے جسکے ذریعہ سے وہ بیرحم آقا کے تشدد و بدسلوکی سے محفوظ رہے اور نہ اسمین آقا کے اختیار کی جو اسکو غلام پر ہو کچہہ تصریح ہے -

کوئی حق ملکیت دہرم شاستر کی رو سے غلام کو حاصل نہین ہے اسکا مال مکسوبہ بہی اسکا حق نہین ہے دہرم شاستر مین بجز آقا کی خوشی کے اور کوئی ایسا طریقہ نہین ہے جسکے ذریعہ سے غلام کو آزادی حاصل ہو سکے الا اگر اسنے آقا کی جان بچائی ہو تو وہ اپنی اور اپنے بیٹے کی آزادی کی درخواست کرنے کا استحقاق رکہتا ہے اگر آقا سے لونڈی کے اولاد پیدا ہو اور کوئی صحیح النسب اولاد نہو تو دونون آزاد ہو جاتے ہین یا جو سبب غلامی کا ہے وہ نہ رہے تو غلام آزاد ہوتا ہے -

ایک دوسری قسم غلامون کی دہرم شاستر کے بموجب عبید الارض ہین یعنی غلام جو کاشت اراضی سے تعلق حق موروثی کا رکہتے ہین اس قسم کے غلامون سے احکام جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہین یعنی اُن غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کے لئے ہون باپ اور بیٹے کو یکسان اختیار حاصل ہے -

مذہب اسلام کے پیروؤن کا بلا شبہہ حق تہا کہ وہ غلامی کا نام نشان دنیا مین باقی نرکہتے اور غلامون کی آزادی کا فرمان جیسا کہ اصول مذہب اسلام سے پایا جاتا ہے دنیا مین جاری کرتے مگر افسوس ہے کہ وہ سب سے زیادہ اندہیرے مین پڑے اور باوجودیکہ اس زمانہ مین تمام ملک روشن ہو گئے ہین مگر اسلامی عملداریان اب تک اُسی تاریکی اور اندہیرے مین ہین۔

اگرچہ عیسائی مذہب نے کچہہ بہلائی غلامون کے حق مین نہین کی تہی مگر بلا شبہہ عیسائیون نے اُنکے حال پر رحم کیا اور یہ نیکی اور بلندنامی اُنہون ہی نے حاصل کی جسٹنین نے غلامون کے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانے مین بڑی کوشش کی عیسائیون ہی نے اُن آقاؤن کو جو اپنے غلامون کو بے اطلاع حاکم مار ڈالتے تھے ملعون قرار دیا مگر اُس زمانہ مین یہ آفت رُک نہ سکی اور وحشی حملہ کرنے والے بہت سے غلام اپنے ساتہ لائے جو اکثر سلیوُنین قیدی تھے اور جس سے انگریزی لفظ سلیو بمعنی غلام نکلا ہے تہوڑے زمانہ بعد تمام یورپ مین ایک قسم کی غلامی مروج تہی جو سرف کے نام سے کہلاتی تہی سلیو اور سرف مین یہ فرق تہا کہ سلیو کو آقا فروخت بہی کرسکتا تہا مگر سرف سے صرف معین کام لینے کا حق رکہتا تہا۔

جب کہ نئی دنیا یعنی امریکا دریافت ہوئی تو عیسائی قومون مین غلامی کے معاملہ کی بڑی گرم بازاری ہوئی امریکا کے قدیم باشندے کمزور تھے اور جن مشکل اور محنت کے کامون کی وہان حاجت تہی اُسکے قابل نہ تھے اسلئے پورچگیز والون نے جنکے قبضہ مین بہت بڑا حصہ افریقہ کا تہا وہان سے حبشیون کو لیجانا شروع کیا لاس کیس صاحب چیپاکے بشپ

سنے امریکا کے باشندون کو لائق محنت کا نون کے کھودنے کے نہ دیکھکر کنگ چارلس بادشاہ انگلنڈ سے درخواست کی کہ اُنکے بدلے حبشی غلام کام کرنے کو دیے جاوین کیونکہ وہ مضبوط اور توانا ہین چنانچہ اُس بادشاہ نے ۱۶۱۸ء مین حبشی غلامون کے لائے جانے کا حکم دیا انگریزون مین سب سے پہلے جسنے غلامون کی تجارت شروع کی وہ سر جان ہاکنس تھے جنکا نام غلامی کے ساتھ ہمیشہ یاد کیا جاویگا مگر تھوڑے ہی عرصہ مین اور بہت سے لوگ اُنکے ساتھ غلامون کی تجارت مین شریک ہو گئے انگلستان نے ۱۶۸۰ء سے لغایت ۱۷۰۰ء کے تین لاکھ غلام افریقہ سے حاصل کئے اور اوسکے بعد لغایت ۱۷۸۶ء صرف جمایکہ مین چھ لاکھ دس ہزار غلام بھیجے تجارت غلامون کی ایسی بیرحمی سے ہوتی تھی جسکا حال سنکر تعجب آتا ہے جہاز مین نہایت بے احتیاطی سے مثل بکریون اور بھیڑون کے بھرے جاتی تھے اور امریکا پہنچنے کے بعد بھی کچھہ اونکی حفاظت نہوتی تھی مگر جہان انگریزون کی عملداری تھی وہان اون غلامون کی حالت کسیقدر بہتر تھی اونکی فریادرسی کے لیے عدالتین مقرر تھین عورتون کو کوڑے مارنے کی بالکل ممانعت تھی مگر یہ بات پوچھنے کے قابل ہے کہ جس زمانہ مین امریکا مین جہان انگریزی عملداری تھی قوانین مذکورہ بالا غلامون کی نسبت جاری تھے اوس زمانہ مین انگلنڈ مین نسبت غلامی کے کیا قانون تھا ۔ اُسی زمانہ یعنی ۱۷۸۲ء مین مقدمہ غلامی مسمی سومرسٹ حبشی جو لندن مین چلا آیا تھا پیش ہوا اُسمین یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی زمین پر قدم رکھنے کے ساتھہ ہی غلام آزاد ہوجاتا ہے گو کہ بعد واپس جانے اوس غلام کے غلامی کے ملک مین اُسکا آقا پھر اُسپر دعوی کرسکتا ہے ۔

ولایت مین ایک میرے انگریز دوست نے مجھسے کہا کہ صرف ہماری قوم ہی کو آزادی کا
فخر نہین ہے بلکہ ہماری زمین کو بھی یہ افتخار ہے اسلیے کہ جو شخص ہماری زمین پر قدم رکھتا ہے
گو وہ کسی کا غلام ہی کیون نہو اُسیوقت سے آزاد ہے اُسکے اس کہنے نے میرے دل پر
نہایت اثر کیا اور مین نے کہا کہ بلاشبہہ تمکو اور تمہاری زمین کو یہ بڑی عزت ہے جو خدا نے دی -
اُسی زمانہ مین رحیم اور نیک دل اور انسان کی بھلائی چاہنے والے لوگون کے دل
مین خیال آیا کہ غلامون کی تجارت کی موقوفی پر کوشش کرنی چاہیے چنانچہ ۱۷۸۵ء مین ایک
سوسئیٹی واسطے موقوفی غلامون کی تجارت کے لندن مین قایم ہوئی اُسکے ابتدائی ممبر
ڈبلیوڈلون صاحب اور طامس کلرکسن صاحب اور گرینول شارپ صاحب تھے جنکی نیک نامی
ہمیشہ یادگار رہیگی اس معاملہ مین سب سے زیادہ پُر جوش اور نہایت مستعدی سے راے
دینے والے اور گفتگو کرنے والے ولیم ولبرفورس صاحب تھے جنکی تائید ولیم پٹ وزیر سلطنت
کی جانب سے ہمیشہ ہوتی تھی غرضکہ شدہ شدہ ان انسان کی بھلائی چاہنے والون کی بدولت
فروری ۱۷۸۸ء مین سلطنت انگلشیہ نے حکم دیا کہ بذریعہ کمیٹی پریوی کونسل نسبت تجارت غلامون
کے تحقیقات کی جاوے اور ایک قانون بنایا گیا جس سے جہازمین بے انتہا غلامونکے
بھر لینے کی کچھہ اصلاح ہوئی بڑی بدقسمتی یہ ہوئی کہ ولبرفورس صاحب نے جو مسودہ قانون کا اس
مطلب سے بنایا تھا کہ آئندہ سے تجارت غلامون کی موقوف ہو وہ مسودہ ۱۷۹۱ء مین گم ہو گیا -
اسی اثنا مین انگریزون نے ڈچ پر فتح پائی اور غلامون کی تجارت نے پھر افزایش پکڑی مگر ۱۸۰۵ء
مین کونسل سے ایک حکم مشعر امتناع تجارت اون مفتوحہ نوآبادیون مین جاری ہوا اور پھر ۱۸۰۶ء

مین ایک قانون بنایا گیا کہ انگریزی رعایا کسی طرح غلامون کی تجارت مین شریک نہو اور اُسی سال مسٹر فاکس صاحب نے ایک رزولیوشن ہوس آف کامنز مین پیش کیا اور وہ جاری بھی ہوگیا کہ آئندہ سے کلیۃً غلامون کی تجارت موقوف ہو لارڈ گرینول صاحب کی تحریک سے ہوس آف لارڈز نے اُس رزولیوشن کو منظور کیا اور انگلنڈ نے اس فیاضانہ اور رحیمانہ بلکہ انسانیت کے کام مین بلند نامی حاصل کی۔

اُسکے بعد دوسرے ہی سال مین یعنی ۱۸۰۶ء مین لارڈ ہاک صاحب نے جو بعد کو ارل گرے ہوئے ایک مسودہ قانون ہوس آف کامنز مین پیش کیا کہ یکم جنوری ۱۸۰۸ء کے بعد غلامون کی تجارت عموماً اور قطعاً موقوف ہو دونون ہوس یعنی ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز نے اس قانون کو پسند کیا اور پچیسوین مارچ ۱۸۰۷ء کو اوس قانون کی نسبت شاہی منظوری حاصل ہوئی۔

لیکن تعجب کی بات ہے کہ جس کنارے زمین پر ایسے فیاض اور عالی ہمت لوگ رہتے تھے جنھون نے اس رسم بد کی موقوفی پر بے انتہا کوششین کین وہان کمینہ طبیعت کے لوگ بھی موجود تھے اور اونھون نے غلامون کی تجارت کو نچھوڑا اور اسپین اور پورچگیز کے جھنڈون کی آڑ مین اُنکی تجارت کرتے تھے اور بہ کثرت سے غلام جہازون مین بھرنے لگے اور جب کوئی جہاز اونکی تلاشی کو جاتا تو حبشی غلامون کو جہاز پر سے دریا مین پھینک دیتے تھے اور جو جرمانہ کہ اوس قانون مین غلامونکی خرید فروخت کرنے پر تھا وہ اس رسم بد کے بند کرنے کو کافی نہ تھا اسلیے فیاض دل اور انسان دوست بلکہ انسانیت مجسم مسٹر بروہم صاحب نے ۱۸۱۱ء مین ایک مسودہ

قانون پیش کیا جو بالاتفاق سب کے منظور ہوگیا اور جسمین یہ بات قرار پائی کہ تجارت غلامون کی جرم کبیرہ ہے جسکی سزا چودہ برس کی قید معہ جلا وطنی یا تین برس سے پانچ برس تک کی قید معہ مشقت شاقہ دی جاویگی -

سنہ ۱۸۲۴ء مین ایک اور ایکٹ جاری ہوا جسمین غلامون کی تجارت جرم بحری ڈکیتی قرار پایا جو نہایت سنگین جرم ہے اور پھر سنہ ۱۸۳۷ء مین اُسکی ترمیم ایک ضابطۂ فوجداری کے نفاذ سے ہوئی اور تجارت غلامی کی سزا حبس دوام معہ جلا وطنی قرار دی گئی -

ان بڑی کوششون کے بعد انگریزون کی عملداری مین سے یہ غلامون کی تجارت اُٹھہ گئی اور اوسی کے ساتھہ امریکا کے یونیٹڈ اسٹیٹ سے بھی موقوف ہوئی اور رفتہ رفتہ جنوبی امریکا کی جمہوری سلطنت مقام وینزایلہ چلی و بونس ایرز اور سویڈن اور ڈنمارک اور ہالنڈ سے بھی موقوف ہوئی انگریزون کی اس فیاضی کو دیکھہ کر یورپ کی اور سلطنتون کو بھی اس بد تجارت کے اُٹھا دینے کی ترغیب ہوئی اور اُسکے لیے قانون بنائے گئے اور عہدنامے کیے گئے چنانچہ سنہ ۱۸۱۵ء و سنہ ۱۸۱۸ء مین پورچگیز اور اسپین کی سلطنت نے بھی اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی اور سنہ ۱۸۲۶ء مین بریزل نے قبول کیا کہ بعد سنہ ۱۸۳۰ء کے اگر غلامون کی تجارت اُس ملک مین ہو تو ڈکیتی بحری کا جرم سمجھا جاوے اور سنہ ۱۸۳۱ء و سنہ ۱۸۳۳ء مین جو عہدنامہ فرانس سے ہوا اور جسکو قریباً کل یورپ کی بحری سلطنتون نے منظور کر لیا اُس سے استحقاق سمندر مین جہازون کی تلاشی کا واسطے بند کرنے غلامی کی تجارت کے حاصل ہوا اور پھر کنٹیویل عہدنامہ کے مطابق جو سنہ ۱۸۴۱ء مین ہوا اُس عہدنامہ کو یورپ کی پانچ اعلیٰ سلطنتون مین وسعت دی گئی پھر آشیرٹن کے

عہدنامہ سے جو سنہ ۱۸۴۲ء مین یونیٹڈ اسٹیٹ سے ہوا کچھہ فوج مشترکہ افریقہ کے کنارے پر واسطے موقوفی تجارت غلامون کے قایم ہوئی پہر سنہ ۱۸۴۵ء مین فوج مشترکہ انگلستان اور فرانس کو استحقاق تلاشی غلامان حاصل ہوا۔

فیاض اور عالی حوصلہ اور نیک دل انگریزون کو یہ خیال ہی تہا کہ موجودہ غلام ہی آزاد کیے جاوین اس بات کے لیے سوسیٹیان ہی بنین اور ہوس آف کامنز مین بحث ہی ہوا کی آخر سنہ ۱۸۳۳ء مین مسٹر اسٹینلی صاحب نے جو اُس زمانہ مین نوآبادیون کے وزیر تھے غلامون کی آزادی کے لیے قانون کا مسودہ پیش کیا اور ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈ مین منظور ہوا اور ۲۸ اگست سنہ ۱۸۳۳ء کو بادشاہی منظوری حاصل ہوئی اور بیس کرور پونڈ یعنی دو پدم روپیہ غلامون کے مالکون کو بطور معاوضہ نقصان دیا گیا مگر خیال کرنا چاہیے کہ یہ روپیہ کہان سے آیا تہا یہ روپیہ اوسی ملک کی رعایا نے دیا تہا جس ملک کو ہم کہتے ہین کہ تہذیب و شایستگی مین اپنا نظیر نہین رکہتا سنہ ۱۸۴۸ء مین فرنچ نے بہی اپنے حبشی غلامون کو آزاد کردیا اور سنہ ۱۸۶۳ء مین ڈچ کے غلام آزاد ہوئے اور شمالی اور جنوبی امریکا مین جو لڑائی غلامون کی آزادی کے لیے ہوئی وہ ابہی تک دنیا کی آنکھون سے محو نہین ہوئی ہے۔

انگریزون کی کوششین جو غلامی کے بند کرنے مین ہوئین اُنکے ہم دل سے ثناخوان ہین اور اس بات کو بہی قبول کرتے ہین کہ ہندوستان ہین بہی انگلش گورنمنٹ نے غلامون کی تجارت بالکل موقوف کردی اور بردہ فروشی بہی بند ہوئی مگر ہم دل سے گورنمنٹ کی کارروائی کے جو ہندوستان مین غلامی کی نسبت ہوئی ہے ثناخوان نہین ہین ہمکو ظنِ غالب ہے کہ

ہندوستان مین درمیان ہندوستانی عملداریون کے بردہ فروشی جاری ہی اور گورنمنٹ کچھہ کافی
تدبیر اُسکے لیے نہین کرتی بعضی دفعہ ہمکو خود انگریزی عملداری مین بردہ فروشی ہونے یا لونڈی
اور غلام لانے کا شبہہ پیدا ہوتا ہے جبکہ ہم کسبیون کے ہان نئی نئی نوچیون کا اور ہیجڑون
کے ہان نئے نئے چیلون کا اور نوابون کے ہان نئے نئے خواجہ سراؤن کا آنا سنتے ہین
ہم دل سے کہتے ہین کہ ان سب باتون کا گناہ اب تک انگریزی گورنمنٹ کے سر پر ہے
موجودہ قانون ان امورات کے تدارک کے لیے کافی نہین ہین مگر امید ہے کہ کسی دن یہہ
رسم بد ہندوستان سے بالکل موقوف ہوگی۔

یہ سب تو ہمنے کہا مگر ہمکو دیکھنا چاہیے کہ مسلمان گورنمنٹون نے اس باب مین کیا عزت کمائی
ہے ہماری راے یہ ہے کہ اس معاملہ مین دین و دنیا دونون کا خسران مسلمان گورنمنٹون کو
نصیب ہے اب بجز مسلمان گورنمنٹون کے اور کہین غلامون کی تجارت جاری نہین ہے ہمنے
جو دین و دنیا دونون کا خسران مسلمان گورنمنٹون کی نسبت منسوب کیا اسکی وجہہ یہ ہے کہ مذہب
اسلام کے مطابق غلامون کی تجارت اور بردہ فروشی جایز نہین ہے ایک تو یہ گناہ ہے اور
دوسرا گناہ عظیم یہ ہے کہ غیر قومین اسلام پر طعنہ مارتی ہین اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہین
کیونکہ وہ ان مسلمان گورنمنٹون کے افعال سے یہ غلط نتیجہ نکالتی ہین کہ مسلمانی مذہب مین
یہ باتین جایز ہین سلطان روم نے درباب بند کرنے تجارت غلامون کے کوشش کی ہے اور
جہان تک کہ اُنکی عملداری یورپ کے ٹکڑے مین ہے وہان کسی قدر وہ کوشش موثر بھی ہوئی
ہے مگر اُسکے سوا کچھہ کارگر نہین ہوئی کیا افسوس اور شرمندگی کی بات ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ

عرب مین گاے بیل کی مانند نہایت بے رحمی سے لونڈی غلام بازار مین بکتے ہین دیکہو غلط
اوہام مذہبی مین پڑنا اور بیجا رسم کی تقلید کرنا انسان کو ایسا اندہا کردیتا ہے کہ سلطان سے ایسی
رسم قبیح کا جسکے ناجایز اور خلاف شرع ہونے پر علما اور قضات پایہ تخت نے فتوی بہی دیا ہے
کچہہ انتظام نہین ہوسکتا اور اس فعل ناشائستہ سے دنیا مین جو ذلت اور حقارت اور روحشی
اور نصف وحشی کا لقب ہے وہ تو خود ہی ظاہر ہے پس مسلمان گورنمنٹون کو اس فعل کے سبب
ہماری ملامت کرنا اور خسر الدنیا والاخرۃ کہنا کچہہ خلاف نہین ہے۔

مگر مصر کا حال سنکر ہمارا دل تہوڑا سا خوش ہوتا ہے ولیم ہورڈ رسل صاحب جو نہایت نامی
گرامی ہین اپنے روزنامچہ مین اسمعیل پاشا خدیو مصر کی بڑی تعریف کرتے ہین اور لکہتے ہین
کہ اُسنے اس نیکی کے حاصل کرنے اور رسم بد کے موقوف کرنے مین بڑی کوشش کی ہے
اور کسیقدر کامیاب بہی ہوا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو ہم بہی دل سے اسمعیل پاشا کی خیر مناتے
ہین اور دعا دیتے ہین اور شکر کرتے ہین مگر ہمنے جو ٹہنڈے دل سے یہ دعا دی اُسکا سبب
یہ ہے کہ ہمنے خود مصر مین دیکہا ہے کہ حبشی غلام خواجہ سرا نہایت کثرت سے ہین اور خود اسمعیل
پاشا کے محل مین موجود ہین پس یہ کیا خدا کی دوہری لعنت یعنی ایک غلامی اور دوسرے خوجہ کرنا
مصر والون کی سیاہ روئی اور پورے وحشی ہونے کے لیے کم ہے افسوس کہ ان ناخدا ترس
مسلمانون نے اپنے افعال قبیحہ سے کیسے روشن مذہب اسلام کو بدنام کیا ہے اور دہبہ
لگایا ہے سبحان اللہ جو فعل مبغوض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تہا اُسی قسم کے لوگ یعنی خواجہ سرا
روضہ متبرکہ رسالت مآب علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر اور خانہ کعبہ پر متعین کیے گئے ہین

اور یہ ہیئے کے بہوٹے مسلمان اوسکو باعث افتخار جانتے ہین اور اوسکے مخالف کو لا مذہب یا کرسٹان بتاتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اگرچہ مسٹر رسل صاحب کی کتاب متعلق غلامی مصر پڑہ کر ہمارا دل خوش ہوا مگر جس لفظ نے ہمارے دل کو نہایت رنجیدہ کیا اُسکا بیان کرنا بہی ہمکو ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ جہان اُنہون نے اسمعیل پاشا کے اس نیک کام کی تعریف لکہی ہے وہان یہ بہی لکہا ہے کہ اُسنے برخلاف اپنے مذہب وایمان کے یہ نیک کام کیا ہے اس تحریر پر ہم کچہ مسٹر رسل صاحب سے ناراض نہین ہوئے اُنہون نے ٹہیک لکہا ہے مگر اُن کافر مسلمانون سے ناراض ہوئے جنہون نے اپنے افعال ناشائستہ کو ایسے طور پر رواج دیا ہے جسکے سبب غیر قومین اُن افعال کو مذہبی اور ایمانی افعال سمجہتی ہین اور مذہب اسلام کو حقارت سے دیکہتی ہین اور سمجہتی ہین کہ تہذیب اور شائستگی اور انسانیت مذہب اسلام کے ساتہہ جمع نہین ہوسکتی پس ہمنے یہ مضمون اسلیے اختیار کیا ہے تاکہ ہم دکہائین کہ مذہب اسلام نے غلامون اور غلامی کی نسبت کیا کیا ہے اور کسطرح رحم اور انسانیت اور تہذیب کو اعلی درجہ تک پُہنچایا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی ہم دوسرے آرٹکل مین جو غلامی پر لکہینگے اُسمین مذہب اسلام کے مطابق مضمون غلامی پر بحث کرینگے اور اسلام کی روشنی (مگر نہ زید وعمرو کی) دنیا کی آنکہہ مین دکہاوینگے۔ من او را دوست میدارم و دیگران زید وعمرو را۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابطال غلامی

تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

دیباچہ

خدا نے انسان کو ایک ایسی ہستی بنایا ہے جسکی فطرت مین آزادی اور خود مختاری رکھی ہے اُسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا ہے، اوسکو تمام قوی ظاہری و باطنی عطا کیے ہین اُنکے استعمال کی اُسکو قدرت بخشی ہے ہر کام کے شروع کرنے کی سمجھ اور اُسکے انجام کی سوچ اُسکو دی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز و انجام خود سوچ سکے، اوسکو ایسی فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزون کے مہیا کرنے کا حاجتمند ہے خود خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کے لیئے بجز اُسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہے کچھ نہین ہے

لیس للانسان الا ما سعی | نہین ہے پس یہ تمام حالتین اسبات پر

دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک ہے

غلامی اون تمام چیزون کی یا یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہے اور اسلیے خدا کی مرضی کے مطابق نہین ہو سکتی حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کے (جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہے) برعکس اور مخالف نہین ہے، غلامی بے انتہا بدیون کی جڑ اور تمام بداخلاقیون کی مان اور کلیتہً اخلاق حمیدہ کی دشمن ہے کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا؟ کیا خدا تعالےٰ اِن تمام صفات کو جو اُسنے انسان مین پیدا کی ہین غلامی کی حالت سے برباد کرنا پسند کرتا؟ یہ تمام لطیف قوی جو خدا نے انسان مین اسی لیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین آوین دوسرون کے تصرف مین جانے پر راضی ہوتا؟ جب کہ خدا خود الہام کرچکا ہے کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین | کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ | تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کرکر خوش ہوتا۔

لا واللہ یا اللہ انت وحدک لاشریک لک

آزادی جو ہر ایک انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک اُسکو برباد کرنے والی ہے، قدرتی حقوق کا برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے، پس انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہو سکتا ہے کیونکہ وہ ناقابل سہو وخطا نہین ہے مگر خدا ایسے قصور کا تقصیروار نہین ہو سکتا وہ تمام خطاؤن سے پاک اور تمام تقصیرون سے مُبرا ہے۔

یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام و آسایش سے رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی بُرائی نہین ہے محض غلطی اور سرتاسر دہوکا ہے، غلامی فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہے

اور اونکو بدسلوکی سے رکہنا دوسرا گناہ ہے پس کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین ہے۔

غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کرنے والی ہے غلامون کے حالات اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کرکر حیوانی حالت مین آجاتے ہین اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبراً اور ناانصافی سے انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین، غلامی کی حالت مین انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہے معطل و بیکار ہوجاتے ہین اور اونکی حالت ہر طرح پر اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت کے قانون بنانے والے قادر مطلق کی مرضی ہے مانع ہوتی ہے۔

محنت و مشقت اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہے کہ انسان اپنی ترقی اور بہلائی کے لیے صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین ہے۔

محبت و الفت جو انسان کی زندگی کی جان ہے اور جسپر دین و دنیا دونون کی بہلائی منحصر ہے غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی ہے جو لطف اور اُنس و محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہے وہ غلامون کو حاصل نہین ہوتا اُنکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھ زیادہ رتبہ نہین رکہتا اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا کہ جانورون مین ہے غلامون مین اتنا بہی نہین ہوتا غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہان تک کہ اپنی اولاد سے بہی مطلق نہین ہوتا بیوفا ہونا اوسکی ایک مشہور صفت ہوجاتی ہے۔

مالکیت کی جو ایک قدرتی خوشی ہے وہ غلاموں مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ وہ
کسی چیز کے یہانتک کہ خود اپنے آپ کے بھی مالک نہین ہوتے اور یہ حالت ادنی سے
ادنی جاندار سے بھی جسکو خدا نے پیدا کیا ہے نہایت کمینہ اور بدتر حالت ہے ۔

چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی حق دنیا مین اپنے لیے نہین رکھتے
اس لیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کے دوسرے پر پیدا کیے ہین
ناواقف رہتے ہین اور اس لیے کچھہ اونکی قدر نہین جانتے اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی
اور طرح طرح کے جرایم دینی و دنیوی کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسی طرح ضبط
مین نہین رکھہ سکتے ۔

نہایت سچ کہا ہے جسنے کہا ہے کہ غلام زمانہ موجود کی مخلوق ہے کیونکہ اوسکی حالت
قابل ترقی کے نہین ہے زمانہ آیندہ مین بہ نسبت زمانہ موجود کے کوئی بہتری اوسکے لیے
نہین ہے زمانہ آیندہ اونکے لیے درحقیقت تکرار زمانہ گذشتہ کی ہے اونکو قواے انسانی
مین سے بجز بھوک اور غصہ کے اور کچھہ نصیب نہین ہمیشہ بنی اور ہمیشہ بندی مین حیوان مطلق
سے کچھہ بھی زیادہ نہین ۔

جو قوت کہ خدا تعالی نے انسان کو اپنی خواہشون کو اعتدال مین رکھنے کے لیے بخشی
ہے وہ غلامی کی حالت سے زایل ہو جاتی ہے اور اسلیے غلام نہایت کمینہ خواہشون اور خوشیون
کے بالکلیہ مغلوب ہو جاتے ہین اور نفس امارہ کے روکنے کی باگ اون کے قابو مین
نہین رہتی ۔

نہایت سچا قول ہے کہ غلامی کی حالت غلامون کے خیالات اور اخلاق کو خراب اور ابتر کردیتی ہے وہ اپنی پیدایش سے ظلم و بے انصافی کے مظلوم رہتے ہین اور اس لیے انصاف اور انسانیت کے حقوق کو بہت کم جانتے ہین، اونکا مدرسہ بے ایمانی اور فساد ہے اونکے تمام حقوق ضایع ہوجاتی ہین اور اس لیے دوسرون کے استحقاق کو توڑنا اور ضایع کرنا گویا اُنکی جبلت ہوجاتی ہے اور اسی سبب سے چوری جہوٹ بولنا اُنکا روز مرہ کا کام ہوتا ہے اور اوسکی بُرائی اور گنہگاری اونکو سمجھانا امکان سے خارج ہوتا ہے پس اونکی حالت ایسی ہوجاتی ہے کہ گویا اونکے تمام قوی عقلی اور اخلاقی سب ضایع ہوگیے ہین۔

غلامون کی حالت کی خرابی اُنکی جسمانی حالت کی خرابی سے کچہہ زیادہ تعلق نہین رکہتی بلکہ وہ خرابی زیادہ تر روح سے علاقہ رکہتی ہے انسان کی روح جہانتک کہ خراب برباد ہوسکتی ہے غلامی اوسکے خراب اور برباد کرنے کو کافی ہے، غلام کو اس بات کا مطلق خیال نہین آتا کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا ہونا چاہیے مجہہ مین کیا کیا قوتین ہین اور اونکو کسطرح اور کس درجہ تک ترقی دینا چاہیے۔

غلامی صرف غلامون ہی کے اخلاق کو خراب نہین کرتی بلکہ اونکے آقاؤن کے اور جو لوگ غلام کرنے سے تعلق رکہتے ہین اونکے اخلاق کو بہی وحشی درندون کی مانند کردیتی ہے آہ اُس بے رحم سنگدل پر جو بچون کو اونکی ماؤن کی آغوش محبت سے جدا کرتا ہے اور ایک بے رحم خریدار کے ہاتہہ بیچتا ہے اون بچون کے مان باپ کی لاعلاج اور نہ صبر آنے والی بیقراری اور اون معصوم بچون کی بیکسی پر غور کرنا چاہیے، مان باپ بہائی بہن

مالکیت کی جو ایک قدرتی خوشی ہے وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ وہ
کسی چیز کے یہانتک کہ خود اپنے آپ کے بہی مالک نہین ہوتے اور یہ حالت ادنی سے
ادنی جاندار سے بہی جسکو خدا نے پیدا کیا ہے نہایت کمینہ اور بدتر حالت ہے ۔

چونکہ غلام بجز روٹی کہانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی حق دنیا مین اپنے لیے نہین رکہتے
اس لیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کے دوسرے پر پیدا کیے ہین
ناواقف رہتے ہین اور اس لیے کچہہ اونکی قدر نہین جانتے اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی
اور طرح طرح کے جرایم دینی و دنیوی کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسی طرح ضبط
مین نہین رکہہ سکتے ۔

نہایت سچ کہا ہے جسنے کہا ہے کہ غلام زمانہ موجود کی مخلوق ہے کیونکہ اوسکی حالت
قابل ترقی کے نہین ہے زمانہ آیندہ مین بہ نسبت زمانہ موجود کے کوئی بہتری اوسکے لیے
نہین ہے زمانہ آیندہ اونکے لیے درحقیقت تکرار زمانہ گذشتہ کی ہے اونکو قواے انسانی
مین سے بجز بہوک اور غصہ کے اور کچہہ نصیب نہین ہیشہ بنی اور ہیشہ بندی مین حیوان مطلق
سے کچہہ بہی زیادہ نہین ۔

جو قوت کہ خدا تعالی نے انسان کو اپنی خواہشون کو اعتدال مین رکہنے کے لیے بخشی
ہے وہ غلامی کی حالت سے زایل ہو جاتی ہے اور اسلیے غلام نہایت کمینہ خواہشون اور خوشیون
کے بالکلیہ مغلوب ہو جاتے ہین اور نفس امارہ کے روکنے کی باگ اون کے قابو مین
نہین رہتی ۔

نہایت سچا قول ہے کہ غلامی کی حالت غلامون کے خیالات اور اخلاق کو خراب اور ابتر کردیتی ہے وہ اپنی پیدایش سے ظلم و بے انصافی کے مظلوم رہتے ہین اور اس لیے انصاف اور انسانیت کے حقوق کو بہت کم جانتے ہین، اونکا مدرسہ بے ایمانی اور فساد ہے اونکے تمام حقوق ضایع ہوجاتے ہین اور اس لیے دوسرون کے استحقاق کو توڑنا اور ضایع کرنا گویا اُنکی جبلت ہوجاتی ہے اور اسی سبب سے چوری جھوٹ بولنا اُنکا روزمرہ کا کام ہوتا ہے اور اوسکی بُرائی اور گنہگاری اونکو سمجھانا امکان سے خارج ہوتا ہے پس اونکی حالت ایسی ہوجاتی ہے کہ گویا اونکے تمام قوی عقلی اور اخلاقی سب ضایع ہوگیے ہین۔

غلامون کی حالت کی خرابی اُنکی جسمانی حالت کی خرابی سے کچھہ زیادہ تعلق نہین رکھتی بلکہ وہ خرابی زیادہ تر روح سے علاقہ رکھتی ہے انسان کی روح جہانتک کہ خراب برباد ہوسکتی ہے غلامی اوسکے خراب اور برباد کرنے کو کافی ہے، غلام کو اس بات کا مطلق خیال نہین آتا کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا ہونا چاہیے مجھہ مین کیا کیا قوتین ہین اور اونکو کسطرح اور کس درجہ تک ترقی دینا چاہیے۔

غلامی صرف غلامون ہی کے اخلاق کو خراب نہین کرتی بلکہ اونکے آقاؤن کے اور جو لوگ غلام کرنے سے تعلق رکھتے ہین اونکے اخلاق کو بھی وحشی درندون کی مانند کردیتی ہے آہ اُس بے رحم سنگدل پر جو بچون کو اونکی ماؤن کی آغوش محبت سے جدا کرتا ہے اور ایک بے رحم خریدار کے ہاتھہ بیچتا ہے اون بچون کے مان باپ کی لاعلاج اور نہ صبر آنے والی بیقراری اور اون معصوم بچون کی بیکسی پر غور کرنا چاہیے، مان باپ بھائی بہن

کی صورتین اونکی آنکھون مین پہرتی ہین پر دکہائی نہین دیتین مان کی چہاتی سے چمٹنے کا شعلہ اوس معصوم سینہ مین بہڑکتا ہے پرٹہنڈا نہین ہوتا آنکھون پر بس چلتا ہے سو روتا ہے مگر وہ بیرحم سنگدل آقا رونے بہی نہین دیتا رحم کی امید پر ہر ایک کا مُنہہ تکتا ہے اور سیلی جفا کہاکر آنکھین نیچی کرلیتا ہے پس یہ تمام حالتین وحشی درندے جانورون سے کچہہ کم نہین ہین۔

دشمنون کے یا کافرون کے ساتہہ لڑائی کی قیدی عورتون اور بچون اور مردون کا غلام بنانا ان بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا اوس قدرتی حق یعنی آزادی کو زایل نہین کرسکتا اور نہ اون بُرائیون کو کہو سکتا ہے جو غلامی سے پیدا ہوسکتی ہین فرض کرو کہ لڑنے والے قصوردار ہون مگر عورتون کا کیا قصور ہے شاید اونکا یہ قصور ہو کہ وہ کافر ہین مگر معصوم بچون کا کیا قصور ہے؟

جو امور کہ لونڈیون اور قیدی عورتون اور بے گناہ اہل عصمت کے ساتہہ جایز سمجہے جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک ہوسکتے ہین؟ کیا وہ باتین حرکات بہائم سے کچہہ زیادہ رتبہ رکہتی ہین؟ کیا وہ کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے دیئے ہونے پر دلیل ہوسکتی ہین؟ وہ دنیا کی آنکہہ مین اوس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی بٹہاسکتی ہین؟ حاشا وکلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بہی یہ بات نہین مانی جاسکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی طرف سے اوترا ہو اوسمین ایسے امور جایز ہون پس نہایت افسوس ہے کہ ان باتون کو سوچا سمجہا نہ جاوے۔

یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور عیسیٰ مسیح نے اوسکی نسبت کچھہ نہین کہا مگر محمد الرسول اللہ صلعم نے جو کچھہ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسی نے نہین سمجھا۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کرنے مین یون فرمایا

الم نجعل له عينين و لسانا و شفتين و هديناه النجدين فلا اقتحم العقبة وما ادراك ما العقبة فك رقبة	کہ کیا ہمنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور کیا نہین بتا دیئے ہمنے اوسکو دو گھاٹیون کے رستے

پہر وہ نہین پہلانگ جاتا گھاٹی کو تو جانتا ہے کہ وہ کیا گھاٹی ہے وہ غلام کا آزاد کرنا ہے۔

پیغمبر صاحب نے کہلم کہلا فرمادیا کہ ” اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد

ما خلق الله شيئا على وجه الارض احب اليه من العتاق۔	کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی “

لڑائی کے قیدیون کی نسبت خدا نے صاف فرمادیا کہ لڑائی کے بعد احسان کرکر

فاما منا بعد واما فداء	یا فدیہ لیکر اونکو چھوڑ دو طایف کی لڑائی مین

پیغمبر خدا صلعم نے منادی کرادی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین

مگر باایں ہمہ مسلمانون کی یہہ بدبختی تہی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین اسپر خیال نہین کیا اور صرف لڑائی کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز سمجھا مگر ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے بلکہ جہان تک ممکن ہے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے واللہ ولی التوفیق

باب اوّل

اِس بات کے بیان مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی اور غلام بنائے جاتے تھے

عرب مین قبل اسلام غلامی کا عام رواج تھا اور جسقدر احکام متعلق غلامون کے اسوقت ہمارے ہان کی کتب فقہہ مین مندرج ہین وہ سب زمانہ جاہلیت مین بھی جاری تھے وہ بیع بھی ہوتے تھے ورثہ مین بھی آتے تھے آزاد بھی کیے جاتے تھے مکاتب و مدبر بھی ہوتے تھے لونڈیان مثل جوروؤن کے کام مین آتی تھین غرضکہ جو کچھہ اب جائز سمجھا جاتا ہے وہ سب زمانہ جاہلیت مین بھی ہوتا تھا۔

غلامون کے تمام رسم و رواج کا جو زمانہ جاہلیت مین تھین اس جگہہ بیان کرنا ہمارا مقصد نہین ہے مگر ہم صرف اسقدر بیان کرینگے کہ زمانۂ جاہلیت مین کس کس صورت سے انسان لونڈی و غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اوسکی یہ تفصیل ہے۔

اوّل۔ وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچڈالتے تھے۔ یہ رسم غالباً یہودیون سے جو عرب مین رہتے تھے جاری ہوئی تھی۔ یہودی اس طرح غلامی کو جائز سمجھتے تھے صرف اتنا فرق

تہا کہ اپنے ہم قوم کی حقارت اور قوم کے غلامون کیسی نکرتے تھے اور ایک خاص تیوہار مین
جو یوبلی کا سال کہلاتا تہا اس قسم کے غلام آزاد ہو جاتے تھے۔

توریت مقدس سفر لویان باب بست وپنجم آیت ۳۹ لغایت ۴۲ مین یہ لکھا ہے۔ اگر
برادرت نزد تو فقیر شدہ بتو فروختہ شود بندگی بندگان را باو مگذار۔ با تو مثل مزدور یا چون مہمان
باشد و ترا تا سال یوبلی خدمت نماید انگاہ از نزد تو بیرون رود و اولادش ہمراہش تا
بقبیلہ خود برگردد و ہم بملک آبای خود رجعت نماید۔ زیرا کہ بندگان منند وایشان را از
زمین مصر بیرون آوردم مثل فروختن بندگان فروختہ نشوند۔ باوے بجفا حکمرانی منما واز
خدا سے خود بترس۔

دوم - وہ صغیر السن لڑکے ولڑکیان جو اونکے مان باپ سے خرید لی جاتی تہین۔
یہ طریقہ بہی غالباً یہودیون سے جاری ہوا تہا۔

توریت مقدس سفر لویان باب بست وپنجم آیت ۴۴ لغایت ۴۶ مین لکھا ہے۔
بندگان وکنیزگانے کہ ازان تو اند از طوائفی کہ در اطراف شمایند از ایشان بندگان وکنیزگان را
بخرید و ہم از پسران مسافران غریبی کہ باشمایند از ایشان وہم از قبیلہ ہاے ایشان کہ باشما
بودہ در زمین شما تولید یافتہ اند بخرید تا براے شما مملوک باشند وایشان را براے پسران شما
بعد از شما مملوک سازند تا آنکہ ملک موروثی باشند وایشان را ابدا بندہ سازید اما برادران
شما پسران اسرائیل با یکدیگر بجفا حکمرانی نمایند۔

سوم - وہ صغیر السن لڑکے ولڑکیان جو کسی ملک سے بہگا کر یا جبرا کر لے آتے تھے۔

چہارم۔ وہ جنکو بزبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور سے پکڑ لاتے تھے۔

پنجم۔ دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا۔

ششم۔ وہ مرد وعورت و بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے ایسی عورتون کے ساتھ مشرکین عرب بمجرد انکے گرفتار کرنے کے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے چنانچہ اس وحشیانہ اور ناپاک حرکت کو فرزدق شاعر نے زمانہ جاہلیت کا اسطرح پر فخریہ بیان کیا ہے۔

وذات حلیل انکحتہا رماحنا	حلال لمن یبنی بہا لم تطلق

بلاشبہہ ان تمام وحشیانہ رسمون کو سنکر جو قبل اسلام نسبت غلامی کے عرب مین جاری تھین انسان کے دل پر نہایت سخت اثر ہوتا ہے اور اسبات کی تلاش پر رغبت کرتا ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی گذرا ہے جسمین ایسی بے رحمیون کے معدوم کرنے پر کوشش کی گئی ہو اور انسانیت نے اپنے درجہ کمال پر ظہور کیا ہو لیں اب ہم اوس زمانہ کی تلاش پر متوجہ ہوتے ہین۔

باب دوم

اس بات کے بیان مین کہ لونڈیون اور غلامونکی نسبت اور غلامی کی رسم کی نسبت جو زمانہ جاہلیت مین تھی اسلام نے کیا کیا

اسلام کے شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہو گئی تھین

بلکہ زمانہ اسلام مین بہی زمانہ جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جب تک کہ اونکے برخلاف
کوئی حکم نہین آیا عمل درآمد رہا مثلاً متعہ کی رسم، شراب خواری، احرام کی حالت مین گہرون کے
دروازون سے گہرون مین نہ آنا، برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا، دو بہنون سے ایک ساتھہ
شادی کرنا، باپ کی جورو کو اپنی جورو بنا لینا متبنی کی جورو کو بعد طلاق بہی محرمات مین سے
جاننا، یہ تمام جاہلیت کی رسمین ایسی تہین کہ زمانہ اسلام مین بہی جب تک امتناع نہین
آیا ان پر عمل ہوتا رہا اسیطرح غلامی کی رسم پر بہی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی
کچہہ تہوڑا سا عمل درآمد ہوا مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا اور اسی لیے ہم کہتے ہین کہ صرف
اسلام ہی ایسا کامل دین ہے جسنے غلامی کو دنیا سے معدوم کرنا چاہا ہے۔

اسمین کچہہ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت جو غلام موجود تہے اونکو اسلام نے
دفعتاً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم زمانہ جاہلیت اونمین تہے
بلکہ آیندہ کی غلامی کو معدوم کیا اور موجودہ غلامون کے لیے بہت سی تدبیرین اونکے
رفتہ رفتہ آزاد ہوجانے کی کین، جو لوگ اصول انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب
جانتے ہین کہ کسی ملک کے اور خصوصاً عرب کیسے ملک کے جسمین لونڈیون و غلامون کے
تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کے اور نہایت پیچ در پیچ تہے تمام لونڈیون
اور غلامون کا دفعتاً آزاد کردینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیون اور دقتون بلکہ
انواع اقسام کے گناہون کا مورث ہوتا اس لیے دفعتاً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تہا
پس اسلام نے عین رحمت اور حکمت کی جو اونکو دفعتاً آزاد نہین کیا بلکہ اونکے رفتہ رفتہ

آزاد ہونے کی اور آیندہ کی مسدودی کی تدبیر کی۔

بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین کوششین کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھہ نکر سکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کے رفتہ رفتہ آزاد ہونے کی تدبیر کی البتہ اونکی تدبیرون مین اور بانی اسلام کی تدبیرون مین اتنا فرق تہا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے علاقہ رکہتی تہین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تہین۔

اوسنے غلامون کے مالکون کو وحی کی رو سے سمجہایا کہ "غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہے"۔

اوسنے بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا۔

صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چہوڑ دو۔

ایسے غلامون کو جنکے مالکون نے قیمت لیکر آزاد کرنے کا وعدہ کیا ہے خیرات دینے اور چندہ دینے پر رغبت دلائی۔

بیت المال مین سے مکاتب غلامون کی آزادی کے لیے روپیہ دینا تجویز کیا۔

بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اون مین لونڈیان از خود بلا آزاد کیے آزاد ہوجاوین۔

ایسے معاہدہ یا اقرار کو جسمین ذرا سا بھی اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو بمنزلہ معاہدہ و اقرار کامل آزادی کے قرار دیا۔

موجودہ غلامون کی ترقی حالت کے لیے بھی نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائے۔ غلامون

کے مالکون کو مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا - یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین - اونکو مثل اپنے کہلایا پہنایا جاوے - اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے - یہ احکام ایسے سنجیدہ اور رحم کے بہرے ہوئے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تہی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے بہائی بندی کی حالت پر پہنچ گئے تھے - پس کوئی تدبیر اور کوئی حکیم اور کوئی انسان کا بہلائی چاہنے والا اونکے ساتھ اس سے زیادہ نہین کر سکتا تہا جو کہ اسلام نے اُنکے ساتھ کیا -

مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون وغلامون کا ذکر آیا ہے اور بعضی جگہہ اون کی نسبت کچہہ احکام بہی بیان ہوئی ہین اوس سے لوگ متعجب ہونگے کہ اگر غلامی معدوم ہوگئی تہی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آئے تھے -

اسی چیز نے بڑے بڑے عالمون کو دہوکہ دیا ہے اور غلطی مین ڈالا ہے مگر سمجہ لینا چاہیئے کہ وہ تمام احکام اونہین موجودہ لونڈیون وغلامون کی نسبت ہین جو بموجب رسم جاہلیت اور قبل نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے ہی آزاد نہین کیا تہا چنانچہ اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی وغلام کا ذکر ہے ایک بہی ایسا لفظ نہین ہے جو آیندہ کی غلامی پر جسکو ہم بلفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو -

اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی اون تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہے جو غلامی پر دلالت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اپنے اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بہی ایسا نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر

دلالت کرتا ہو۔

لفظ ما ملکت

یہ لفظ قرآن مجید کی پندرہ آیتون مین آیا ہے اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہے جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا اور قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح رقیت مستقبلہ پر اشارہ نہین کرتے۔

آیت اول۔ سورہ نسار مین اللہ تعالے نے فرماتا ہے کہ ”اگر متعدد جوروئین کرنے مین

فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ماملکت ایمانکم۔ ۴-۳-	تمکو انصاف کا ڈر ہو کہ برابر نہ رکھہ سکو گے تو ایک ہی عورت سے یا اوس سے جسکے مالک

تمہارے ہاتھہ ہوچکے ہین نکاح کرو“۔

آیت دوم۔ اسی سورہ مین اللہ صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا کہ ”تم پر وہ رشتہ دار

والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔	عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام کی گئی ہین مگر وہ جو تمہارے ہاتون کی ملک ہوچکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا ہے اوران کے سوا جتنی ہین وہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہین اسطرح پر کہ تم اپنے مال

کے (یعنی مہر کے) بدلے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو“۔

اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہے اوسکے معنی اکثر مفسرون نے شوہر والی عورتین

لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کے لفظ سے یہ مراد لی ہے کہ وہ عورتین لڑائی مین قید ہوائی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون اور اس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی یا بے شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اون سے بہایم کی مانند مباشرت کرنی درست ہے چنانچہ تفسیر کشاف مین لکھا ہے

والمحصنات ۔ وهن ذوات الازواج لانهن احصن فروجهن بالتزويج فهن محصنات و محصنات ۔ الا ما ملكت ايمانكم ۔ يريد ما ملكت ايمانهم من اللاتي سبين ولهن ازواج في دار الكفر فهن حلال لغزاة المسلمين وان كن محصنات ۔

کہ محصنات شوہر والی عورتین ہین اس لیے کہ اونھون نے بیاہ کرکر اپنی شرمگاہ کو محفوظ کرلیا ہے پس وہ محفوظ کرنے والی اور محفوظ کی گئی ہین اور ہاتھون کے مالک ہو چکنے سے یہ مراد ہے کہ وہ عورتین لڑائی مین بندی ہوکر اونکے ہاتھ آئی ہون پس وہ عورتین مسلمان غازیون کے لیے حلال ہین اور اگرچہ وہ شوہر والی ہون نعوذ باللہ ۔

مگر جس شخص کو خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اس ادب سے جس کا وہ مستحق ہے دیکھے گا تو یقین کرے گا کہ اس آیت کی یہ مراد نہین ہے نہ اسمین لڑائی کے قیدیون کا کچھہ ذکر ہے اور نہ ان لفظون کے یہ معنی ہین ۔

تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ قرآن مجید مین احصان کا لفظ چار معنون مین آیا ہے ۔ اول معنی حریت یعنی آزادی جیسے کہ خدا تعالی نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ جو لوگ بدکاری کی تہمت

والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة۔

محصنات یعنی آزاد عورتون پر لگاوین اور پہر چار گواہ نہ لاسکین تو اونکو اسّی درے مارو اور اسیطرح سورہ نسا مین فرمایا کہ پہر جب وہ یعنی لونڈیان شوہر دار ہوجاوین اور پہر بدکاری کرین تو اونپر بہ نسبت محصنات یعنی

فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب یعنی الحرائر۔

آزاد عورتون کے آدہا عذاب ہے اور تفسیر کبیر مین بہی محصنات کے معنی الحرایر یعنی آزاد عورتین لکہے ہین۔ اور اسی جگہہ خدا تعالے نے فرمایا ہی کہ جو کوئی تم مین سے محصنات یعنی آزاد عورتون سے نکاح کرنے

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات۔ یعنی الحرائر

کی وسعت نرکہتا ہو اوس جگہہ بہی تفسیر کبیر مین محصنات کے معنی الحرایر یعنی آزاد عورتونکے لکہے ہین۔

دوم۔ بمعنی پاکدامنی جیسے کہ خدا تعالی نے اسی سورہ مین فرمایا ہے کہ محصنین یعنی

محصنین غیر مسافحین ۔ اور محصنات غیر مسافحات۔

پاکدامنی رکہنے کو نہ مستی نکالنے کو اور لونڈیو کی نسبت بھی فرمایا ہے کہ محصنات یعنی پاکدامنی رکہنے والیان نہ مستی نکالنے والیان۔ اور اسیطرح سورہ انبیا مین حضرت مریم کی نسبت فرمایا والتی احصنت فرجها ۞ اے اعفتہ ۞ اور جسنے پاکدامنی سے رکہا اپنی شرمگاہ کو۔ احصنت کا لفظ جو اس آیت مین ہے اوسکے معنی تفسیر کبیر مین عفّت

یعنی پاکدامنی کے لکھے ہین۔

سوم - بمعنی اسلام - ہم ابہی سورہ نسار کی ایک آیت لکھہ چکے ہین جسمین لفظ احصن کا ہے تفسیر کبیر مین اسکے معنی لکھے ہین "احصن" اے اسلمن - یعنی جب لونڈیان مسلمان ہوجاوین اور پہر بدکاری کرین تو اونپر بہ نسبت آزاد عورتون کے آدہا عذاب ہے۔

علماء حنفیہ اور دیگر علماء کو جو اس جگہہ اُحصن کے معنی اسلمن کے لینے پڑے اسکا یہ سبب ہے کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جڑ پیڑ سے ہل کر گر پڑتا ہے اس لیے اونہون نے احصن کے اسلمن معنی بنائے مگر ہم ان معنون کو تسلیم نہین کرتے۔

چہارم - بمعنی شوہردار - پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شوہردار عورتین مراد لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیئے سو یہان بجز اپنے قیاس سے ایک بات کہدینے کے نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔

خود اس آیت سے ثابت ہے کہ یہان محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین کیونکہ یہی لفظ کئی جگہہ اس مقام پر آیا ہے اور سب جگہہ آزاد عورتین ہی اوس سے مراد لی گئی ہین۔

تفسیر کبیر مین بہی اس بات کو تسلیم کیا ہے اور قبول کیا ہے کہ جسطرح اور جگہہ اس لفظ کے معنی آزاد عورتون کے ہین اسیطرح اس جگہہ بھی اس لفظ کے معنی آزاد عورتونکے ہین

چنانچہ اوسمین لکھا ہے کہ اس جگہہ محصنات سے	اِن المراد ههنا بالمحصنات الحرایر

والدليل عليه قوله تعالى بعد هذه الاية ومن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات المومنات فمن ما ملكت ايمانكم ذكرهم هنا المحصنات ثم قال بعده ومن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات كان المراد بالمحصنات ههنا ماهو المراد هناك ثم المراد من المحصنات هناك الحراير فكذا ههنا۔

آزاد عورتین مراد ہین اور خود خدا تعالی نے جو اس آیت کے بعد فرمایا ہے اوسکی دلیل ہے اور وہ فرمانا یہ ہے کہ جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکہتا ہو کہ محصنات یعنی مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو اون سے کرے جو تمہارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین خدا تعالی نے پہلی دفعہ محصنات کا لفظ فرمایا پہر دوسری دفعہ بہی وہی لفظ محصنات کا فرمایا تو جو مراد محصنات کے لفظ سے اس جگہہ ہوگی وہی اوس جگہہ ہوگی پہر اس جگہہ تو محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین پہر اوس جگہہ بہی وہی مراد ہین اور الا ماملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے ضروری نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہو جاتی ہے اوسپر بہی ماملکت ایمانکم کا اطلاق ہوتا ہے اور جو عدد ازواج کے خدا نے ہمارے لیے جائز کر دیے ہین اونپر بہی ملکیت کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ اس آیت مین جو لفظ ففی قوله الا ماملکت ایمانکم اور جہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہے اوسکے معنی یہ ہین۔ پہلے یہہ

الاول المراد منه العدد الذی جعله الله ملکا لکم وهو الاربع فصار

کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہے جو اللہ نے ہماری ملک کردی ہی یعنی چار آزاد عورتون تک

التقدير حرمت عليكم الحراير الا العدد
الذی جعله الله ملكا لكم وهو الاربع
والثانی الحراير محرمات عليكم الا ما اثبت الله
لكم ملكا عليهن وذلك عند حضور
الولی والشهود وساير الشرايط المعتبرة
فی الشريعة فهذا الاول فی تفسير قوله الا
ما ملكت ايمانكم وهو المختار ويدل عليه
قوله تعالی والذين هم لفروجهم حافظون
الا علی ازواجهم او ما ملكت ايمانهم
جعل الله ملك اليمين عبارة عن ثبوت
الملك فيها فوجب ان يكون ههنا مفسرا
بذلك لان تفسير كلام الله بكلام الله
اقرب الطرق الی الصدق والصواب

تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے کہ تم پر آزاد
عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی جتنی کہ خدا نے
تمہاری ملک کر دی ہین یعنی چار دوسرے
یہ کہ آزاد عورتین تم پر حرام ہین مگر وہ جنمین
اللہ تعالی نے تمہاری ملکیت مقرر کر دی
ہے اور یہ ملکیت جب ہوتی ہے جب
ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام شرطین
جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین وہ
سب پوری ہون پس یہی ٹھیک تفسیر ہے
خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسیکو
عالمون نے اختیار کیا ہے اور اسکی صحت
پر قرآن مجید کی دوسری آیت بہی دلالت
کرتی ہے - سورہ مومنون مین خدا تعالی
نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے عضو شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جوروؤن کے
یا اونکے جنکے مالک اونکے ہاتھہ ہو چکے ہین - اس آیت مین اللہ صاحب نے ہاتھہ کی ملک
سے مسلمانونکی ملکیت کا اون مین ثابت ہونا مراد لیا ہے پس واجب ہے کہ اوس آیت مین
بہی یہی مراد لی جاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے

نہایت ٹہیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے۔

علاوہ اسکے اگر ماملکت ایمانکم سے لونڈیان ہی مراد لیجاوین توبہی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر وہ عورتین جو پہلے آزاد تہین مگراب تمہاری لونڈیان ہو چکی ہین۔

اگر انسان کو ضلالت تقلید مین خدا تعالی نہ ڈالے اور اوسکے دلکو اوس سچائی اور نور حقیقی سے جو مذہب اسلام مین ہے روشن کرے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے مین کچہہ بہی دقت نہین ہے۔ اس جگہہ خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا ہے مگر قبل نزول اس آیت کے اسکا کچہہ لحاظ نہ تہا خدا تعالی نے جو کچہہ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تہا اوسکے جایز رکہنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمہاری ملک ہوچکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین ہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا۔

اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہہ موجود ہے کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو جورو بنانے مین کچہہ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو خدا نے فرمادیا کہ اس سی پہلے جو ہوچکا وہ ہوچکا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے "مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے

لا تنکحوا ما نکح اباءکم من النساء الا ما قد سلف	تمہارے باپون نے نکاح کیا ہے مگر جو کچہہ کہ پہلے ہوچکا" یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین ہے۔

آیت سوم - اللہ صاحب نے سورہ نساء مین فرمایا ہے اور جو کوئی تم مین سے بخوبی

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات -

مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمہارے ہاتھون کی ملکیت ہو چکی ہین اونمین سے جو مسلمان چھوکریان ہین اون سے نکاح کرے -

آیت چہارم - اللہ تعالی نے اسی سورۃ مین دوسری جگہہ فرمایا ہے کہ "اللہ کی عبادت

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل و ما ملکت ایمانکم -

کرو اور اوسکے ساتھہ کسی چیز کو شریک مت کرو اور مان باپ کے ساتھہ سلوک کرو اور قرابت مندون اور یتیمون اور غریبون اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے ساتھہ اور اونکے ساتھہ جو تمہارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین -

آیت پنجم - اللہ صاحب نے سورۃ نحل مین فرمایا ہے کہ اللہ نے تم مین سے کسی کو کسی

واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا برادی رزقھم علی ما ملکت ایمانھم فھم فیہ سواء

پر رزق کی فراخی مین زیادتی دی ہے پس جنکو زیادتی دی ہے وہ اپنا رزق اونکو بھی دین جنکے مالک اونکے ہاتھہ ہو چکے ہین تاکہ رزق مین وہ برابر رہین -

آیت ششم و ہفتم- یہ آیت سورہ مومنون مین بہی ہے اور سورہ معارج مین بہی ہے

والذین ہم لفروجہم حافظون الا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین	اسمین اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے عضو شہوت کی نگہبانی کرتے ہین مگر اپنی جوروؤن کے ساتہہ یا اونکے

ساتہہ جنکے مالک اونکے ہاتہہ ہو چکے ہین تو اون پر کچہہ ملامت نہین -

آیت ہشتم- اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ "عورتون کو اپنا سینہ جو اونکی

او نسآئہن او ما ملکت ایمانہن	بدن کی زیبائش ہے سب لوگون سے سواے

بعض کے ڈہکا رکہنا چاہیئے اور جن لوگون سے چہپا رکہنا ضرور نہین ہے اون مین سے یہ لوگ ہین جنکا اس مقام پر بیان ہے یعنی آپس کی عورتین یا وہ جنکے مالک اون کے ہاتہہ ہو چکے ہین -

آیت نہم - اسی سورہ مین دوسری جگہہ یہ آیت ہے کہ جو لوگ اون لوگون مین سے

والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوہم ان علمتم فیہم خیرا	جو تمہارے ہاتہون کی ملک ہو چکے ہین خط آزادی چاہین تو اون کو لکہدو اگر جانو اومین بہتری -

آیت دہم - اسی سورۃ مین اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ "اے مسلمانون تین وقت

یا ایہا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم	ہین جنکا بیان اس آیت مین ہے تمہارے پاس انکو بہی اجازت لیکر آنا چاہیئے جنکے

مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین۔

آیت یازدہم۔ اللہ صاحب نے سورہ روم مین تمثیلاً فرمایا ہے کہ تمکو تمہارے ہی حال

ضرب لکم مثلا من انفسکم هل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکاء فیما رزقناکم۔	سے مثال دی کہ جو کچھہ خدا نے تمکو دیا ہے کیا اوسمین ان لوگون مین سے کوئی جنکے مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین تمہارے شریکون مین ہے۔

آیت دوازدہم۔ اللہ صاحب نے سورہ احزاب مین فرمایا ہے کہ اے نبی ہمنے حلال

یا ایها النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورهن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک۔	کین تیرے لیے تیری جورو وین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے۔

یہ وہ آیت ہے جسمین احکام ازواج مطہرات مذکور ہین اور اوسکے بعد کی آیت مین آنحضرت صلعم کو اسکے بعد اور کسی عورت سے ازدواج کرنے سے امتناع آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے ازدواج کے کوئی احکام خاص نہین تھے بلکہ جسطرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسیطرح پر ازدواج ہوا تھا۔ البتہ متبنی کی زوجہ سے بعد طلاق حرام نہونے کی نسبت احکام صادر ہوئے تھے سو وہ بھی جناب پیغمبر خدا صلعم کے ساتھہ مخصوص نہین ہین بلکہ حکم مذکورہ تمام مسلمانون کے لیے ہے مگر اس آیت مین

خدای تعالی نے اون تمام ازدواجون کو جو ہوچکے تھے حلال و پاک قرار دیا اور ازدواج آینده

ولا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبک حسنهن۔

سے منع فرمایا چنانچہ اسی سورۃ مین فرمایا ہے اور نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون کے بدلے

اور جوروئین کرے اگرچہ اونکا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو۔

قبل نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ اور دوسری سیرین بطور تحفہ کے بھیجی تھین اون مین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف مین تھین۔ اسطرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین (فئی) کہتے ہین اس آیت مین خدا تعالی نے فرمایا کہ ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا مگر اوسکے بعد مطلقاً ازدواج کو منع کردیا پس اس آیت سے بھی کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا۔

بعضے لوگ افاء کے معنی غنیمت یعنی لڑائی کی لوٹ کے کہتے ہین اور اوسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین ہاتھہ آوین وہ لونڈیان ہوجاتی ہین مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہے اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہے کہ وہ احسان کرکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیے جاوین دوسرے اسلیے کہ (افاء) کے معنی لڑائی کی لوٹ کے نہین ہین بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھہ دین وہ فئی ہے

الفئی ما حصل للمسلمین من اموال الکفار من غیر حرب ولا جہاد وا صلہ الرجوع	چنانچہ بحار الانوار مین لکھا ہے کہ "فئی وہ چیز ہے جو کافرون کے مال مین سے

بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانون کے ہاتہہ آوے" البتہ کبہی کبہی مجازاً غنیمت کے مال پر بہی (فئی) کا اطلاق ہو جاتا ہے مگر جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے۔

علاوہ اسکے تمام آیت مین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام ہین جو آنحضرت صلعم کے پاس موجود تہین اور (ملکت) اور (افاء) دونون ماضی کے صیغے ہین پہر اون سے رقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے۔

آیت سیزدہم۔ اللہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ "ہمکو معلوم ہے جو کچہہ مقرر

قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم۔	کر دیا ہمنے مسلمانون پر اون کی جورؤون کے باب مین اور اونکے باب مین جن کے مالک اونکے ہاتہہ ہو چکے ہین"۔

آیت چہاردہم۔ اسی صورت مین خدا تعالی نے فرمایا "نہین حلال ہین تجہکو عورتین اس

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن الا ما ملکت یمینک۔	کے بعد اور نہ یہ کہ اون جورؤون سے بدلے اور جورو مین کرے اگرچہ اونکا حسن تجہکو اچہا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتہہ ہو چکے ہین۔

یہ آیت اور اسکے پہلے کی آیت جسمین تحدید ازواج ہی دونون کا مطلب واحد ہے اس آیت کی ابتدا مین مطلقاً عورتون کے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا مگر الا ما ملکت کہنے سے وہ عورتین مستثنی ہو گئین جنکا بیان پہلی آیت مین ہوا اسلیے کہ ما ملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہے جو بسبب نکاح یا مما افاء اللہ علیک کے حاصل ہوئی ہو پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ "نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون کے

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ازواجک اللاتی آتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک۔	بدلے اور جوروئین کرے اگرچہ اون کا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جوروئین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے" پس اس آیت مین

بھی کوئی ایسا لفظ نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو۔

آیت پانزدہم۔ اللہ صاحب نے اسی سورہ مین فرمایا ہے کہ "عورتون کو اپنی عورتون کے

ولا نسائھن ولا ما ملکت ایمانھن	اور جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین سامنے آنا گناہ نہین۔

یہ بات صحیح ہے کہ قرآن مجید مین بہت سے افعال صیغہ ماضی سے بیان ہوئے ہین حالانکہ جو احکام اون کی نسبت ہین وہ زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہین مگر افعال انسانی دو قسم کے ہین ایک وہ کہ جنکا تحقق اور وقوع دونون ایک ساتھ ہین مثلاً قتل کہ جب وہ

واقع ہوگا اوس کا تحقق بہی ہوگا پس ایسے افعال جو صیغہ ماضی سے بیان ہون اونکے
احکام مستقبل کو بہی شامل ہین کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہے مگر دوسری
قسم کے افعال یعنی وہ جنکا تحقق حکمی ہے تو اونکا تحقق بغیر موجود ہونے حکم کے نہین
ہوتا رقیت ایک حکمی شئے ہی تو جب تک حکم رقیت موجود نہو تحقق رقیت کسی فعل انسانی
سے نہین ہوسکتا اور حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نہین ہے پس جو الفاظ متضمن معنی
رقیت بصیغہ ماضی بیان ہوئے ہین وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتے۔

لفظ رقبہ

یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے چنانچہ اُن آیتون کو جنمین یہ لفظ ہے ہم اس
جگہہ لکھتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ اون آیتون سے کسی طرح حکم رقیت مستقبلہ مستنبط نہین ہوتا

آیت اوّل - اللہ تعالی سورہ نساء مین فرماتا ہے کہ "مسلمان کو نہین چاہئیے کہ مسلمان

وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبة مومنة ودیة مسلمة الی اهله الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم وهو مومن فتحریر رقبة مومنة وان کان من قوم بینکم وبینهم میثاق فدیة مسلمة الی اهله

کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جس شخص نے کہ انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کردین پہر اگر وہ تمہارے دشمن کی قوم مین سے تہا اور وہ مسلمان تہا تو آزاد کرے

وتحریر رقبة مومنة فمن لم یجد فصیام	مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے
شہرین متتابعین توبة من اللہ وکان	تہا جن مین تم سے اور اون سے عہد ہے
اللہ علیما حکیما۔	تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور

آزاد کرے مسلمان بردہ اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تا کہ اللہ اوسکو معاف کرے''۔

آیت دوم۔ اللہ صاحب نے سورۂ مائدہ مین فرمایا کہ'' اللہ تعالے تمکو نہین پکڑتا

لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم	تمہاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہے
ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان	اوسپر جسپر تمنے مضبوطی سے قسم کہائی تہی
فکفارته اطعام عشرة مساکین من	پہر اسکا کفارہ دس محتاجون کو متوسط درجہ
اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم	کا کھانا کہلانا جیسا کہ تم اپنے گہر والون کو
او تحریر رقبة فمن لم یجد فصیام	کھلاتے ہو یا اونکو کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ
ثلثة ایام۔	آزاد کرنا ہے اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکہنے ہین۔

آیت سوم۔ اللہ صاحب نے سورہ مجادلہ مین فرمایا ہے کہ'' جو کوئی تم سے اپنی جورو ون

والذین یظاهرون من نسائهم ثم	مین سے کسیکو مان کہہ بیٹھے اور پہر جو بات
یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من	کہی تہی اوس سے پہرنا چاہے تو آزاد کرے
قبل ان یتماسا ذلکم توعظون به	ایک بردہ اپنی جورو کو چہونے سے پہلے

واللہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا۔	اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو پہر جسکو نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی جورو کے چہونے سے پہلے اور جو نکر سکے تو ساٹہہ محتاجون کو کہانا کہلا دے"۔

آیت چہارم۔ اللہ صاحب سورہ بلد مین فرماتا ہے کہ آزاد کرنا بردہ کا بڑی گہاٹی کا

فک رقبۃ	پہلانگنا ہے۔

ان تمام احکام مین جو غلام نہ ملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہے اِس سے رقیت مستقبلہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نکلسکتا ہے فتدبر۔

لفظ الرقاب

یہ لفظ قرآن مجید مین دو جگہہ بمعنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بہی اون آیتون کا جنمین یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا۔

آیت اوّل۔ سورہ بقر مین اللہ صاحب نے ان باتون کو جو اس آیت مین بیان ہوئی

والسائلین وفی الرقاب ۔	ہین نیکیان گنا ہی اور اونہین کے ساتہہ

مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک کام فرمایا ہی۔

آیت دوم۔ سورہ توبہ مین اللہ صاحب نے زکوۃ کے روپیہ کا خرچ بتلایا ہے کہ کہان

انما الصدقات للفقراء والمساکین و	کہان خرچ ہوگا اوسی کے ساتہہ بتلایا کہ

العاملین علیہا و المؤلفۃ قلوبہم و فی الرقاب۔	بردہ آزاد کرنے مین بہی خرچ کیا جاویگا۔

لفظ عبد

یہ لفظ معنی غلام تین چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے اور اوس سے بہی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا۔

آیت اوّل۔ یعنی اللہ صاحب نے مسلمان عورتون کو مشرکین سے شادی کرنے کو

ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم	منع کیا ہے اور بطور تاکید کے یہ فرمایا کہ مسلمان غلام بہی ایک مشرک سے اچھا ہے

اگرچہ وہ مشرک تمکو اچہا معلوم ہوتا ہو۔

آیت دوم۔ عرب مین بزمانہ جاہلیت یہ دستور تہا کہ ایک قوم دوسری قوم پر کسی

الحر بالحر و العبد بالعبد۔	سبب سے اپنے تئین بڑا قرار دیتی تہی اور

بڑائی کے سبب سے یہ ہوتا تہا کہ اگر بڑی قوم مین کا غلام مارا جاتا تو اوسکے بدلے مین دوسری قوم کے حر یعنی آزاد کو مار ڈالتے تہے اور اگر عورت ماری جاتی تہی تو اوسکے بدلے مرد کو مارتے تہے اور اگر ایک مرد مارا جاتا تہا تو اوسکے بدلے دو مرد مارتے تھے جب وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور اوسکا جہگڑا رسول خدا صلعم کے سامنے ہوا تو قرآن مجید مین یہ حکم نازل ہوا کہ اللہ تعالے نے تمپر قصاص فرض کیا ہے اگر آزاد مرد مرد کو مارے تو وہی مارا جاوے اگر غلام غلام کو مارے تو غلام ہی مارا جاوے اگر عورت عورت کو مارے تو وہی عورت

ماری جاوے -

آیت سوم - اللہ صاحب نے سورہ نحل مین بت پرستون کے سمجھانے کو ایک غلام

ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لایقدر علی شئ -	کی مثال دی جو دوسرے کا مال ہے اور کسی چیز پر کچھہ اختیار نہین رکھتا -

لفظ امۃ

قرآن مجید مین دو جگہہ یہ لفظ ہے اور کسی جگہہ سے بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا -

آیت اوّل - سورہ بقر مین اللہ صاحب نے مسلمانون کو مشرک عورتون سے بیاہ کرنے

ولامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ و لو اعجبتکم -	کو منع فرمایا اور تاکیداً یہ ارشاد کیا کہ ایک مسلمان لونڈی مشرک عورت سے اچھی ہے اگرچہ وہ مشرک عورت تمکو اچھی لگتی ہو -

آیت دوم - اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ "نکاح کرو مسلمان رانڈون کا

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم -	اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیونکا"

لفظ فتیات

یہ لفظ بھی قرآن مجید مین دو جگہہ بمعنی لونڈیون کے آیا ہے مگر ایک جگہہ بھی ایسا کوئی لفظ نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر اشارہ کرتا ہو -

آیت اول ۔ سورہ نساء کی آیت ہے جو ذیل لفظ ماملکت مین بیان ہو چکی ۔

آیت دوم ۔ اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ اپنی چھوکریون پر بدکاری کے لیے

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا ۔

جبر نہ کرو دنیا کی زندگی کا سامان بہم پہنچانے کے لیے جبکہ وہ چاہتی ہین پاک دامن رہنا ۔

لفظ افاء

یہ لفظ تین جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے مگر صرف آیت سورہ احزاب ہماری بحث سے متعلق تھی جس سے ہم بہ ذیل لفظ ماملکت بخوبی بحث کر چکے ۔

لفظ غلام وجاریہ

یہ لفظ قرآن مجید مین تو نہین آئے مگر حدیث مین آئے ہین چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے ۔

ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی تم مین سے یون

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی

نہ کہوے کہ میرا غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمہاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین مگر یون کہو کہ میرا لونڈا اور میری لونڈیہ اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی تمکو ربی نہ کہی بلکہ

ولکن لیقل سیدی و فی روایة لیقل سیدی ومولائی و فی روایة لا یقل العبد لسیدہ مولای فان مولاکم اللہ رواہ مسلم کذا فی المشکواۃ۔

میرے آقا یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ میرے مالک بہی نہ کہوے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے یہ حدیث مسلم مین ہے اور مشکواۃ مین بہی اوسکو نقل کیا ہے۔



باب سویم

علماء اسلام نے سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ و استیلاء قرار دیا ہے

یہ مسئلہ کہ تمام انسان دراصل حر یعنی آزاد ہین علماء اسلام بہی تسلیم کرتے ہین اور قاعدہ کلیہ الحر معصوم بنفسہ کو تسلیم کرتے ہین اور اسی سبب سے ابتداءً طاری ہونا رقیت کا کسی انسان پر بذریعہ بیع وغیرہ قبول نہین کرتے چنانچہ اونکا قول ہے کہ "اگر کوئی ذمی یا حربی دارالاسلام مین اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو بیچے تو وہ بیع جایز نہین اور جو لوگ بیچے گئے ہین وہ لونڈی و غلام نہین ہین"۔

اسیطرح اونکا یہ بہی قول ہے کہ اگر حربی اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو دارالحرب مین بیچے تو وہ بیع بہی جایز نہین اور جب تک کہ وہ لوگ جو بیع ہوئے ہین دارالحرب مین ہین بالاتفاق جملہ ائمہ کے وہ لونڈی و غلام نہین ہین۔ لیکن اگر وہ دارالحرب سے دارالاسلام مین

نکال لائے جاوین تو اس بات مین کہ بعد نکال لانے کے وہ لونڈی و غلام ہوجاتے ہین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ بسبب حصول غلبہ مالا لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اور اکثر
کا یہ قول ہے کہ نہین ہوتے۔

اکثر علماء اسلام اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص دارالحرب مین سے
بغیر لڑائی و غلبہ کے دغا و فریب سے یا دہوکہ دیکر کافرون کو یا اونکی اولاد کو پکڑ لاوے تو وہ
لونڈی غلام نہین ہوتے اور بعض کہتے ہین کہ بسبب حصول غلبہ و استیلاء کے مالا
لونڈی و غلام ہوجاتے ہین۔

مگر چار صورتین ہین جنمین بالاتفاق مسلمان عالمون کا فتوی ہے کہ اون صورتون مین
کافر لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اور اوسکے بعد بذریعہ بیع و ہبہ وارث و وصیت کے
منتقل ہوتے ہین اور وہ چار صورتین یہ ہین۔

اوّل۔ وہ حربی کافر مرد اور عورت اور معصوم بچے جو جہاد مین قید ہون اور دارالحرب
سے دارالاسلام مین لے آئے جاوین۔

دوم۔ دارالحرب مین سے مسلمان بزبردستی کافرون کو یا اونکی عورتون اور بچون
کو پکڑ لاوین۔

سوم۔ کافر بادشاہ کسی مسلمان کو بطور نذر یا ہدیہ کے یا جزیہ و خراج کے کافرون کو
یا اونکے بچون کو بھیجے۔

چہارم۔ کوئی حربی دارالاسلام مین بغیر امان کے آجاوے اور پکڑا جاوے۔

چنانچہ یہ تمام صورتین اہل سنت وجماعت کی کتب فقہ مین مندرج ہین جنکو بجنسہ اس مقام پر ہم نقل کرتے ہین۔

روایت اول۔ فتاواے قاضی خان مین لکھا ہے کہ حربی کا اپنے تئین یا اپنے بیٹے

ان الحربي اذا باع اباه او ابنه لا يجوز فان اخرجه المشتري الى دار الاسلام ملكه ان لم يكن بينهما امان۔

کو بیچنا جائز نہین ہے پہر اگر خریدار اوسکو دار الاسلام مین نکال لاوے تو اوسکا مالک ہوجاتا ہے بشرطیکہ مسلمانون مین اور اون حربیون مین امن سے رہنے کا قرار نہو۔

روایت دوم۔ قاضی خان مین یہہ بھی لکھا ہے کہ تمام روایتین اسبات مین متفق ہین

واتفقت الروايات على انه لا يجوز بيعه في دار الاسلام ومتى لم يجز البيع في دار الحرب على قول العامة فان اخرجه المشتري الى دار الاسلام اختلف المشايخ رحمهم الله فيه قال بعضهم يملكه لان البيع وان بطل فمتى اخرجه جبرا ملكه بالقهر المبتدء وقال بعضهم يكون حرا لان البايع لا يملك التصرف فيه لا بيعا ولا وطيا فلا يملك

کہ دار الاسلام مین اونکی بیع جائز نہین ہے اور جبکہ عام علماء کے قول کے مطابق دار الحرب مین اونکی بیع ناجائز ہے پہر اگر خریدار اونکو دار الاسلام مین نکال لاوے تو اسپر بڑے بڑے عالمون نے خدا اونکو بخشے اختلاف کیا ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ اونکا مالک ہوجاتا ہی کیونکہ اگرچہ اونکی بیع باطل تہی مگر جبکہ مشتری زبردستی سے اونکو نکال لایا تو بسبب غلبہ کے جو

المشتری وقال بعضهم ان کان البایع
یری جواز هذا البیع یملکه المشتری
بالاخراج الی دار الاسلام اخرجه طایعا
اومکرها وان کان البایع لایری جواز هذا
البیع فان اخرجه المشتری کرها یملکه
وان جاء به طایعا لایملکه ۔

اوسنے کیا اونکا مالک ہوگیا اور بعضے
کہتے ہین کہ جنکو خریدا ہے وہ غلام نہین
ہوتے بلکہ آزاد رہتے ہین کیونکہ بایع
اونمین کسی طرح کا تصرف بذریعہ بیع یا مباشرت
کے نہین کرسکتا تہا تو بس مشتری بہی
مالک نہوا اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بایع
اونکی بیع کو جائز سمجہتا ہے تو مشتری اونکا مالک ہوجاتا ہے بشرطیکہ اونکو دارالاسلام مین
زبردستی سے خواہ رضامندی سے لے آوے اور اگر بایع اونکی بیع کو جائز نہین سمجہتا تو
اگر مشتری اونکو جبراً دارالاسلام مین نکال لایا ہے تو تو اونکا مالک ہوجاویگا اور اگر رضامندی
سے لایا ہے تو نہین ہونے کا ۔

روایت سوم ۔ حموی شرح اشباہ مین لکہا ہے کہ حربی اور ذمی دونون اپنی اولاد کو

الحربی والذمی لایملك بیع ولده فی
دار الاسلام فاذا باع فی دار الحرب ان
اخرجه منه کرها یملك وان اخرج
المشتری باختیاره فالاحتیاط النکاح ۔

دارالاسلام مین نہین بیچ سکتے جبکہ اونہون
نے دارالحرب مین بیچا ہو تو اگر مشتری
اونکو زبردستی سے دارالاسلام مین نکال
لاوے تو مالک ہوجاتا ہے اور اگر وہ
جسکو خریدا ہے خود دارالاسلام مین چلی آوے تو اوس سے نکاح کر لینا احتیاط کی بات ہے

روایت چہارم ۔ خزانة الروایات مین لکہا ہے کہ ایک مسلمان دارالحرب مین امان مانگ کر

مسلم دخل دار الحرب بامان فاشتری من احدهم ابنه او اخاه فالصحیح انه لا یجوز البیع لکنهم اذا ادا انو جواز هذا البیع ملکه بالقهر لا بالشراء۔

گیا پہر اوسنے وہان کسی سے اپنا بیٹا یا اپنا بہائی مول لیا تو ٹہیک مسئلہ تو یہ ہے کہ وہ بیع جائز نہین لیکن جبکہ وہان کے لوگون نے اوس بیع کو جائز سمجہا تو مشتری بسبب غلبہ کے مالک ہوا نہ بسبب مول لینے کے۔

روایت پنجم۔ ہدایہ مین لکہا ہے کہ حربی ہمارے مالک نہین ہوتے نہ ہمارے اون

ولا یملك علینا اهل الحرب مدبرنا وامهات اولادنا ومکاتبنا واحرارنا ونملك علیهم جمیع ذلك لان السبب انما یفید الحکم فی محله والمحل المال المباح والحر معصوم بنفسه وکذا من سواه لانه تثبت الحریة فیه من وجهه بخلاف ارقائهم لان الشرع اسقط عصمتهم جزاء علی جنایتهم وجعلهم ارقاء ولا جنایة من هؤلاء۔

غلامونکے جو ہمارے بعد آزاد ہوجاوینگے اور نہ ہماری صاحب اولاد لونڈیونکے اور نہ اون غلامونکے جنکو ہمنے خط آزادی لکہہ دیا ہے اور نہ ہمارے آزاد لوگون کے مگر ہم حربیون کی اون سب چیزون کے مالک ہوجاتے ہین اسلیے کہ سبب یعنی غلبہ جبکہ ایسی جگہہ ہو جہان ہوسکتا ہے تو جو نتیجہ غلبہ سے ہوتا ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے اور جس جگہہ غلبہ ہوسکتا ہے وہ ایسا مال ہے جسپر غلبہ کرنا مباح ہو اور آزاد لوگ بذات خود محفوظ ہین اور اسیطرح وہ بہی جنمین کسیطرح سے بہی آزادی موجود ہوتی ہے برخلاف کفار کے بردون

نکے اسلیے کہ شرع نے اونکی محفوظیت بسبب اونکے گناہ کے توڑدی ہے اور اونکو بردہ کردیا ہے اور ہمارے لوگو نمین جنکا اوپر ذکر ہوا اس قسم کا گناہ نہین ہے۔

روایت ششم۔ ہدایہ مین لکھا ہے کہ غلبہ متحقق نہین ہوتا جب تک کہ اونکو دارالاسلام مین نہ پکڑ لاوین اسلیے کہ غلبہ سے مراد قابو پانا ہے مباح چیز پر بالفعل اور آخرکار تک۔

الاستیلاء لا یتحقق الا بالاحراز بالدار لانه عبارة عن الاقتدار على المحل حالا ومآلا

روایت ہفتم۔ بحرالرائق مین لکھا ہے کہ حاوی مین یہ بات لکھی ہے کہ مالک کیا چیز ہے ایک خصوصیت ہے جو غیر کو اوس مین تصرف کی مانع ہے اور وہ خصوصیت غلبہ کا اثر ہے اسلیے کہ جو چیز کسی کی ملک نہو اوسپر غلبہ کے سبب سے ملکیت ثابت ہوجاتی ہے اور جو چیز کہ کسی کی ملک نہو وہ مباح ہے اور تمام چیزون مین صرف غلبہ ہی وہ طریق ہے جس سے ملکیت ہوجاتی ہے نہ اور کوئی اسلیے کہ اباحت تمام چیزون مین اصل ہے۔ اور بیع اور ہبہ اور مانند اونکے جو معاہدے ہین

وفی الحاوی الملك الاختصاص الحاجز وانه حكم الاستيلاء لانه يثبت الملك فيه خاليا عن الملك والخالی عن الملك هو المباح والاستیلاء لاغير هو طريق الملك فی جمیع الاموال لان الاصل الاباحة فیها والبيع والهبة ونحوهما ينقل الملك الحاصل بالاستيلاء اليه فمن شرط البيع الملك حالة البيع حتى لم يصح في مباح قبل الاستيلاء لخلو المحل عن

الملك وقته وبالارث والوصية لتحصل الخلافة حتى كانه هو لا الانتقال حتى لا يكون للوارث الرد بالعيب دون المشتري فالاسباب ثلاثة مثبت للملك وهو الاستيلاء وناقل للملك وهو البيع ونحوه وخلافة وهو الارث والوصية۔

اون سے وہ ملکیت جو بسبب غلبہ کے حاصل ہوتی ہے منتقل الیہ کے پاس منتقل ہوجاتی ہے پس بیع کی شرط سے یہ بات ہے کہ جو چیز بیچی گئی ہے وہ بروقت بیع کے بایع کی ملکیت ہو یہان تک کہ اگر کوئی شخص مباح چیز کو اوسپر غلبہ کرنے سے پہلے بیچ ڈالے تو وہ بیع جائز نہوگی

اسلیے کہ وہ مباح چیز اوسوقت تک کسی کی ملک نہ تھی۔ اور وراثت اور وصیت سے پہلے مالک کی جانشینی حاصل ہوتی ہے گویا یہ وہی پہلی ملک ہے نہ انتقال اور اسلیے وارث بسبب عیب کے مال پھیر نہین سکتا مگر مشتری پھیر سکتا ہے پس تین سبب ملکیت کے ہوئے ایک وہ جو ملکیت ثابت کرتا ہے وہ تو غلبہ ہے اور ایک وہ جو ملکیت منتقل کردیتا ہے اور وہ بیع ہے اور مثل اوسکے اور ایک وہ جو مالک کا جانشین کردیتا ہے اور وہ وراثت اور وصیت ہے۔

روایت ہشتم درمختار مین لکھا ہے کہ اگر مستامن دارالحرب سے کوئی چیز دارالاسلام

فلو اخرج الینا شیئا ملکه ملکا حراما للغدر فیتصدق به بخلاف الاسیر فیباح تعرضه وان اطلقوا طوعا لانه

مین نکال لاوے تو حرام مال کی مانند اوسکا مالک ہوگا کیونکہ اوسنے غدر کیا ہے پس چاہیے کہ اوس مال کو غریبونکو دیدے

غیر مستامن فهو کاللص فانہ یجوز له اخذ المال وقتل النفس۔

برخلاف اوس شخص کے جسکو حربی قید کرکرکے گئے ہون پس اوسکو تعرض کرنا درست ہے اگرچہ حربیون نے اوسکو اپنی خوشی چھوڑ ہی دیا ہو کیونکہ جو شخص قید ہو کر گیا وہ مستامن نہین ہے بلکہ وہ چور کی مانند ہے اور اسلیے اوسکو جائز ہے مال کا لینا اور جان کا مارنا

روایت نہم۔ ذخیرۃ الروایات مین لکھا ہے کہ عیون مین لکھا ہے کہ اہل حرب کے بادشاہون

اهدی ملك من ملوك اهل الحرب الی رجل من المسلمین هدیة من احرارهم او من بعض اهله فان لم یکن بین المهدی والمهدی قرابة کانوا ممالیك للمهدی الیه وان کان المهدی ذا رحم محرم من المهدی او امة قد ولدت له لم یصر ملکا المهدی الیه

مین سے کسی بادشاہ نے ایک مسلمان کو آزاد حربی یا کوئی اپنا رشتہ مند بطور تحفہ کے بھیجا پس اگر اون لوگون مین جو بطور تحفہ کے بھیجے گئے ہین اور اوسمین جسکو تحفہ بھیجا کچھہ رشتہ داری نہین ہے تو وہ اوسکے مملوک ہوجاتے ہین اور اگر وہ شخص جو بھیجا گیا ہے اوسکا رشتہ مند قریب ہو یا اوسی کی صاحب اولاد لونڈی ہو تو جسکو تحفہ بھیجا گیا ہے اوسکی ملک نہین ہوتی۔

روایت دہم۔ سراجیہ مین لکھا ہے کہ ایک حربی دار الاسلام مین بغیر امان مانگے چلا آیا

حربی دخل الینا بغیر امان فاخذه رجل منا فهو فئ لعامة المسلمین و

پھر اوسکو ایک مسلمان نے پکڑ لیا تو وہ بطور غنیمت تمام مسلمانون کا مال ہوجاتا ہے

اور امام ابو یوسف اور امام محمد کی یہہ راے ہے کہ وہ اوسی کا مال ہے جسنے اوسکو پکڑا۔	قال ابو یوسف و محمد ھو للذی اخذہ۔

اِن تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگلے عالمون نے نصِ غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے۔ ایک مدت ہوئی کہ بعض لوگون نے استفتاء کیا تھا کہ انسان کس چیز سے غلام و لونڈی ہوتا ہے اور کون سا آدمی ہے کہ غلام اور لونڈی ہو سکتا ہے اوسکا جواب مولوی وجیہہ الدین صاحب سہارنپوری نے لکھا تھا اور جناب مولوی محمد اسحق صاحب نے اوس سے اتفاق کیا تھا اور بعد کو مفتی محمد اکرام الدین خان صاحب اور مولوی کریم اللہ صاحب اور مفتی سید رحمت علیخان عرف مفتی سیر لال صاحب اور جناب حضرت شاہ احمد سعید صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب اور مولوی عبد الخالق صاحب اور جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب اور مولوی حبیب اللہ صاحب اور جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب نے بھی اوسپر اپنی مہرین ثبت فرمائی تہین اوسمین بھی یہ لکہا ہے کہ "سبب غلام و کنیزک ہونے کا ابتدا غلبہ ہے حالا و مالا یعنی بالفعل اور آئندہ کو نہ غیر اسکا بیع وغیرہ اسلیے کہ سبب اور پیدا کرنے والا ملک کا ہر چیز مین غلبہ ہے نہ غیر اسکا اور محل اوسکا مال مباح ہے نہ غیر اسکا اور آدمی مین مال مباح فقط حربی ہے اور معنی غلبہ کے قدرت اور قابو پانا ہے ایک چیز پر بالفعل اور آئندہ کو بھی یعنی اسطرح اوسکی بناہ

مین آیا کہ کوئی اوسے چہٹا نہین سکتا اور غالب حربی پر جو کوئی ہو مسلمان ہو یا کافر ذمی
ہو یا حربی مالک اوسکا ہو جاتا ہے انتہیٰ" مگر اب ہمکو دیکہنا چاہیئے کہ غلبہ و استیلار
کو جو سبب رقیت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہے آیا اوسکے لیے کوئی نص صریح قرآن
و حدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا جواب صاف ہے کہ کوئی نہین البتہ یہ بات کہی جاسکتی
ہے کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین قیدیان جہاد کو لونڈی و غلام سمجہہ کر اور صرف
اپنی راے سے اور نہ کسی نص سے اونکی رقیت کی وجہہ غلبہ و استیلار قرار دی اور
جہان کہین اونہون نے ذرا بہی غلبہ و استیلار کسی قسم کا پایا وہان رقیت کو جاری کر دیا
مسلمانون کا حربیون کو زبردستی پکڑ لانا یا حربیون کا بطور نذر کے بہیجنا یا حربیونکا دار الاسلام
مین پکڑا جانا سب کو جہاد کے غلبہ و استیلار پر قیاس کر لیا۔

کیسے تعجب کی بات ہے کہ اگلے علمار نے حربیون کی اولاد کا دار الحرب مین خریدنا
بشرطیکہ وہ لوگ اونکا بیچنا جائز سمجہتے ہون اسلیے جائز قرار دیا ہے کہ اوسمین بہی غلبہ و
استیلار کی صورت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ جب اہل حرب جواز بیع کے معتقد ہوئے
تو بعد بیع وہ اوسکو پہیر نہین سکتے پس بہ سبب خریدنے کے مسلمان کو حربی پر غلبہ و استیلار
متحقق ہوگیا۔ نعوذ باللہ من ہذہ الباطل۔

اب ہمارے علمار نے اس غلبہ و استیلار کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا اصول تہا
یہان تک وسعت دی کہ غلبہ و استیلار کرنے والے پر مسلمان ہونے کی بہی شرط ساقط کر دی
اور لکہہ دیا کہ اگر کافر کافر کو بہی بغلبہ و استیلار پکڑ لے تو وہ بہی اسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ

ہدایہ شریف مین لکھا ہے کہ جب کفار ترک کفار روم پر غالب ہو جاوین اور بندی پکڑ لین

واذا غلب الترک علی الروم فسبوھم	اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہو جاتے
واخذوا اموالھم ملکوھا لان الاستیلاء	ہین کیونکہ استیلا یعنی غلبہ متحقق ہو گیا
قد تحقق فی مال مباح وھو السبب	مباح مال مین اور وہی سبب ملک ہے۔

با این ہمہ اب تک فضل آلہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ رہیون کو مال مباح کسی اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہے یا حضرت جبرئیل اون بزرگون پر وحی لائے تھے البتہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالی نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب اصول ہے مگر مال مین انسانکو داخل نہین فرمایا غالباً ہمارے علمار نے قیاس سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے۔

بہر حال جو ہو اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہے جسکو علمار اسلام نے نکالا ہے یا اختیار کیا ہے مگر اوسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹ اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہے۔

ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو مذکور ہوئین یہ بات ثابت ہو گئی کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ و استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے اوسکی اصل جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اسبات پر بحث کرنی چاہیے کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیونکا لونڈی

و غلام بنانا ناجائز ثابت ہوجاویگا تو یہ اصول رقیت باطل ہوجاویگا اور سب کو تسلیم کرنا پڑیگا
کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی و غلام نہین ہوسکتا پس اب ہم امر مذکورہ
کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین - واللہ المستعان -



باب چہارم

اسبات کے بیان مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی و غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہے

کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حادیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد
مین پکڑے جاتے ہین وہ لونڈی و غلام ہوجاتے ہین مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید
سے اِس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہے چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین
اور جو غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین -

استنباط اوّل - وہ کہتے ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیون
اور غلامون کا ذکر آیا ہے اور بہت سے احکام اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اور اس سے
پایا جاتا ہے کہ اسلام مین بھی لونڈی و غلام کا ہونا جائز رکھا گیا ہے -

مگر یہ دلیل رقیت مستقبلہ سے متعلق نہین ہوسکتی اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر آئے ہین
کہ قبل نزول آیت حریت کے جسقدر لونڈی و غلام موجود تھے اون سب کو اسلام نے

بطور لونڈی و غلام تسلیم کیا تہا اور اونہین کی آزادی اور آرام و آسایش کے لیے احکام صادر کیے تھے اور اون احکام مین کوئی لفظ بہی ایسا نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو۔

استنباط دوم۔ اللہ تعالی نے سورہ برات مین نسبت اون مشرکین عرب کے جنہون نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا و بدعہدی کر کر لڑائی شروع کردی تہی یہ فرمایا کہ جب

فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم۔

وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گہیرو اور ہر جگہہ اونکی گہات مین بیٹہو پہر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکواۃ دین تو اونکا راستہ چہوڑدو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ملا احمد جونپوری نے جو عالمگیر کے عہد مین تھے اس آیت کا نام آیت استرقاق رکہا ہے اور علماء اسلام کی بڑی دوڑ اثبات رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بہی جسکے دل کی آنکہین ضلالت تقلید سے اندہی نہین ہوئی ہین نہین کہہ سکتا کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے۔ اس آیت مین یا حکم قتل کرنے یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین یا شبخون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکین اور اون قیدیون کو غلام و لونڈی بنانے کا

کہین ذکر بہی نہین ہے - تعجب یہ ہے کہ مفسرین نے بہی اور خود ملا احمد جونپوری نے بہی اس آیت کی تفسیر مین استراق کا کچھہ ذکر نہین کیا چنانچہ اس مقام پر متعدد تفسیرون سے اس آیت کی تفسیر نقل کیجاتی ہے -

تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ خذوهم کا لفظ جو اس آیت مین ہے اوسکے

وخذوهم - واسروهم - والاخيذ - الاسير - واحصروهم - واحبسوهم وحيلوا بينهم وبين المسجد الحرام واقعدوا لهم كل مرصد - كل ممر لئلا يتبسطوا في البلاد -

معنی یہ ہین کہ اونکو پکڑ لو اسلیے کہ اخیذ کے معنی پکڑے ہوئے کے ہین اور واحصروهم کے معنی یہ ہین کہ اونکو روکے رکہو اور کافرون کے اور مکہ معظمہ کے درمیان مین رکاوٹ ہوجاؤ اور واقعدوهم کل مرصد کے یہ معنی ہین کہ اونکے رستے روک لو تاکہ وہ ملکو مین نہ پہیل سکین -

تفسیر مدارک مین بہی خذوهم کے معنی پکڑ لینے کے لکھے ہین اور لکہا ہے کہ اخذ کے

وخذوهم - واسروهم والاخذ الاسر واحصروهم - قيدوهم وامنعوهم من التصرف في البلاد واقعدوا لهم كل مرصد كل ممر ومجتاز ترصدونهم به -

معنی ہین پکڑنے کے اور احصروهم کے معنی ہین کہ اونکو قید کرلو اور اونکو ملکو مین تصرف مت کرنے دو اور واقعدوا لهم کل مرصد کے یہ معنی ہین کہ اونکے تمام رستے گھیر لو جہان سے وہ جانا چاہین -

تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ وخذوهم کے معنی ہین کہ اونکو پکڑ لو اور احصروهم

وخذوهم - واسروهم - واحصروهم
اي احبسوهم قال ابن عباس يريد
ان تحصنوا فاحصروهم اي امنعوهم
من الخروج وقيل امنعوهم من
دخول مكة والتصرف في بلاد الاسلام
واقعدوا لهم كل مرصد اي على كل
طريق والمرصد الموضع الذي يرقب
فيه العدو من رصدت الشئ ارصده
اذا ترقبه يريد كونوا لهم رصدا
لتاخذوهم من اي جهة توجهوا او
قيل اقعدوا لهم بطريق مكة حتى
لا يدخلوها -

کے معنی ہین اونکو روک لو حضرت ابن
عباس کہتے ہین کہ مطلب یہ ہے کہ اگر قلعہ مین
پناہ لین تو اونکو گھیر لو اور نکلنے مت دو
اور بعضون نے کہا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے
کہ اونکو مکہ مین مت آنے دو اور مسلمانون
کے شہرون پر دخل و تصرف مت کرنے دو
اور واقعدوا لهم كل مرصد کے
یہ معنی ہین کہ ہر رستہ پر اونکی گھات مین
بیٹھو کیونکہ مرصد اوس جگہ کو کہتے ہین
جہان دشمن سے ملنے کی امید ہو چنانچہ
عربی زبان کا ایسا ہی محاورہ ہے مطلب یہ
ہے کہ اونکی تاک مین رہو تا کہ جسطرف
وہ متوجہ ہون اونکو پکڑ لو اور بعضون نے کہا ہے کہ مطلب صرف اتنا ہے کہ مکہ کے رستہ
مین اونکی گھات مین بیٹھے رہو تا کہ وہ مکہ مین نہ آسکین -

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ خذوهم کے معنی یہ ہین کہ اونکو پکڑ لو اسلیے کہ اخیذ اوس

وخذوهم - واسروهم والاخيذ الاسير
واحصروهم - وقيدوهم وامنعوا هم

کو کہتے ہین جو پکڑا گیا ہو اور واحصروهم
کے معنی ہین کہ اونکو قید کر لو اور ان کو

من التصرف في البلاد وعن ابن عباس
حصرهم ان يحال بينهم وبين المسجد
الحرام كل مرصد وكل ممر ومجتاز
ترصدونهم به -

شہرون پر تصرف مت کرنے دو اور
ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے
تھے کہ حصرهم سے یہ مطلب ہے کہ
اون مین اور مکہ مین روک کردی جاوے
ہر مرصد یعنی ہر رستہ پر جہان سے وہ وہان جانا چاہین

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اونکو پکڑلو گرفتار کر کیونکہ اخیذ کے معنی ہین گرفتار ہوئے

قوله واخذوهم - اي بالاسر
والاخيذ الاسير - وقوله واحصروهم
معنى الحصر المنع من الخروج من
محيط قال ابن عباس يريد ان تحصنوا
فاحصروهم وقال الفراء حصرهم ان
يمنعوا من البيت الحرام قوله تعالى و
اقعدوا لهم كل مرصد والمرصد
الموضع الذي يرقب فيه العدو من
قولهم رصدت فلانا فارصده اذا ترقبته
قال المفسرون المعنى اقعدوا لهم على كل
طريق ياخذون فيه الى البيت او الى

کے اور حصر کے معنی ہین گھیرنے سے
نہ نکلنے دینے کے ابن عباس کہتے
ہین کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ اگر
وہ قلعہ مین پناہ لیوین تو اونکو گھیرلو اور فراء کا
قول ہے کہ گھیرنے سے یہ مطلب ہے کہ اونکو مکہ مین مت
آنے دو اور مرصد اوس جگہہ کو کہتے ہین
جہان دشمن کے ملنے کی توقع ہو چنانچہ
زبان عرب کا ایسا ہی محاورہ ہے مفسرون
کا قول ہے کہ معنی یہ ہین کہ جس رستہ
سے وہ مکہ کو یا چراگاہ کو یا تجارت کو جانا
چاہین اونکی کمین گاہ مین بیٹھو - اخفش کا

الصحراء او الی التجارة قال الاخفش فی
الکلام محذوف والتقدیر واقعدوا
لهم علی کل مرصد ثم قال تعالی
فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة
فخلوا سبیلهم ۔

قول ہے کہ اس عبارت کے معنی یہ ہین
کہ ہر رستہ پر اونکی کمین گاہ مین بیٹھو اسکے
بعد خدا نے فرمایا کہ جب وہ توبہ کرین اور
نماز پڑہین اور زکوٰۃ دین تو انکا رستہ
چھوڑ دو ۔

ملا احمد صاحب تفسیر احمدی مین لکھتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ جب وہ مہینے

معنی الآیة اذا انسلخ الاشهر الحرم
التی ابیح فیها للناکثین ان یسیحوا
فاقتلوا المشرکین الذین نقضوکم
فظاهروا علیکم حیث وجدتموهم
من حل او حرم وخذوهم ای اسروهم
واحصروهم ای قیدوهم وامنعوهم
من التصرف فی البلاد واقعدوا لهم
کل مرصد ای کل ممر ومجتاز
ترصدونهم فان تابوا عن الکفر و
اقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فخلوا
سبیلهم ای فاطلقوا عنهم الاسر

جن مین لڑائی منع ہے اور جنہین عہد
توڑنے والون کو مارنا منع نہین ہے
گذر جاوین تو ان مشرکون کو جنہون نے
تمہاری تقصیر کی ہے اور تمپر غلبہ کیا ہے
قتل کرو جہان اونکو پاؤ مکہ کے باہر
یا مکہ کے اندر اور اونکو پکڑو یعنی گرفتار
کرو اور اونکو گھیرو یعنی اونکو قید کرو اور
شہرون پر تصرف کرنے مت دو اور
ہر جگہہ اونکی گھات مین بیٹھو یعنی ہر رستہ
پر جدہر وہ جانا چاہین پہر جب وہ کفر سے
توبہ کرین اور نماز پڑہنے لگین اور زکوۃ

فکفوا عنہم ولا تتعرضوا لھم ان اللہ غفور الرحیم۔	دیوین تو اونکا رستہ چھوڑ دو یعنی اونکی قید چھوڑ دو اور اون سے ہاتھہ روک لو

اور اون سے کسی طرح کا تعرض مت کرو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان۔

ان تمام تفسیرون سے جو ہمنے بیان کین بخوبی ظاہر ہے کہ اس آیت کے کسی لفظ سے بہی غلامی کے جواز پر استدلال نہین ہوسکتا۔

استنباط سویم۔ قولہ تعالی والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الخ۔

استنباط چہارم۔ قولہ تعالی وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک۔

ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ تحت بیان لفظ ما ملکت بخوبی کر چکے ہین اور بخوبی ثابت کر دیا ہی کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے۔

استنباط پنجم۔ بخاری و مسلم مین یہ حدیث ہے کہ رسول خدا صلعم سے اوس شہر

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اھل الدار یبیتون من المشرکین فیصاب من نسائھم وذراریھم قال ھم منھم وفی روایۃ ھم من ابائھم۔	کے مشرکون کی نسبت پوچہا گیا جن پر شب خون مارا جاوے اور اوسمین اونکی عورتون اور بچون کو نقصان پہونچے تو حضرت نے فرمایا وہ بہی اونہی مین سے ہین اور ایک

روایت مین ہے کہ یہ فرمایا کہ وہ بہی اپنے باپون مین سے ہین۔

طیبی نے اس حدیث کی شرح مین یہ لکہا ہے کہ رسول خدا صلعم نے جو یہ فرمایا کہ

قوله هم منهم ای النساء والصبیان من الرجال قال القاضی اراد به تجویز سبیهم واسترقاقهم کما لو اتوا اهلها نهارا وحاربوهم جهارا وان من قتل منهم فی ظلمة اتفاقا من غیر قصد وتوجه الی قتله فهدر لا حرج فی قتله لانهم ایضا کفار وانما یجب التحرز عن قتلهم حیث تیسر ذلک حتی لو تترسوا ابنائهم وذراریهم لم یبال بهم۔

وہ بہی اونہی مین سے ہین اسکا مطلب یہ ہے کہ عورتین اور بچے بہی مردون ہی مین سے ہین اور قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس سے مطلب پکڑ لینا اور اون کا لونڈی وغلام بنا لینا ہے اسیطرح جسطرح کہ دن کو کہلم کہلا جا کر اون سے لڑتے یا یہ مطلب ہے کہ اگر اون مین کی کوئی عورت یا اون مین کا کوئی بچہ اندہیرے مین اتفاق سے بغیر قصد وارادہ کے مارا جاوے تو اوسکے خون کا کچہہ مواخذہ نہین اور اوسکے مار ڈالنے مین کچہہ گناہ نہین کیونکہ وہ بہی کافر ہین اور اونکے مارنے سے بچنا اوسی وقت تک واجب ہے جب تک کہ بچنا ممکن ہو مگر جبکہ وہ اپنے لڑکون کو اور اپنے بچون کو سپر بنا لین تو اونکی کچہہ پرواہ نہ کی جاویگی۔

استنباط ششم۔ ترمذی اور ابو داؤد مین یہ حدیث سمرہ بیٹے جندب سے بیان

عن سمرة بن جندب عن النبی صلے اللہ علیه وسلم قال اقتلوا شیوخ المشرکین واستحیوا شرخهم ای صبیانهم۔

ہوئی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ بڑی عمر کے مشرکون کو مار ڈالو اور اونکے پٹہون یعنی بچون کو زندہ رکہو۔

ملاعلی قاری صاحب مرقاۃ مین اسکی شرح اسطرح پر ارقام فرماتے ہین کہ حدیث مین

قوله شرخهم ای صبیانهم تفسیره من الصحابی او احد الرواة ویؤیده ما فی النهایة الشرخ الصغار الذین لم یدرکوا واما تفسیر الاحیاء بالاسترقاق فتوسع ومجاز وذلک لان الغرض من استبقائهم احیاء استرقاقهم و استخدامهم -	جو لفظ شرخهم کے معنی اونکے بچون کے بیان کیے ہین یا تو یہ معنی کسی صحابی کے بیان کیے ہوئے ہین یا حدیث کے کسی راوی کے اور نہایہ مین جو یہ لکھا ہے کہ شرخ اون چھوٹی عمر والون کو کہتے ہین جو بالغ نہوئے ہون اُس سے اون معنون کی تائید ہوتی ہے

مگر بچّون کے زندہ رکھنے سے اونکا لونڈی وغلام بنا لینا مراد لینی لفظ احیاء کے معنی مین توسع اور مجاز ہے کیونکہ اسصورت مین اونکے زندہ رکھنے سے گویا اونکی خدمت اور رقیت کا زندہ رکھنا یعنی باقی رکھنا مراد ہے۔

ان دونون استنباطون کی نسبت ہمکو زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے اس لیے کہ ہر کوئی نفس حدیث سے جان سکتا ہے کہ اوسکو رقیت سے کچھہ علاقہ نہین ہے اور جسطرح پر بعض نے اوس سے استنباط کیا ہے خود علماء نے اوسکو ٹھیک نہین سمجھا

استنباط ہفتم۔ بہت بڑا استدلال علماء اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول خدا صلعم ہے اگر یہ ہو تو امنا وصدقنا ہمارے سر آنکھون پر مگر ہمکو اسبات سے کہ جناب رسولخدا صلعم نے ایسا کیا انکار ہے۔

اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہے اول اسپر کہ قرآن مجید
مین جہاد کے قیدیون کے لونڈی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہے یا نہین کیونکہ اگر ہو تو
اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا - دوسرا اسپر کہ اگر کوئی ایسا حکم
قرآن مجید مین موجود ہو تو اسبات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم
کا کیا ہوا ہے کیونکہ یہی فعل منشا استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی - تیسرے اسپر
کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول خدا صلعم کا برخلاف اوس حکم کے ہوا ہے تو وہ قبل
اوسکے ہوا ہے یا بعد اوسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہو تو وہ فعل منشا استنباط
کسی مسئلہ شرعی کا نہین ہو سکتا پس اگر یہ تینون امر ہمارے ادعا کے مطابق تحقیق ہوجاوین
تو یہ استنباط علماء اسلام کا بالکل غلط ہوجاوے گا اور ہماری فقہ کے فتاوی اور تمام
کتابین بہت ہلکی ہوجاوینگی اسلیے کہ اونمین بہت سے بابون کی جو غلامی سے متعلق ہین
ضرورت نہین رہنے کی چنانچہ ہم ان تین مطلبون کو تین جدا جدا بابون مین بیان کرتے ہین

باب پنجم

اسبات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیونکے لونڈی و
غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہے جسکو ہم آیت حریت سے کہتے ہین

قال اللہ تبارک وتعالی - فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا

اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء۔

اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جب تم مقابل ہو کافرون کے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اون پر گھمسان کرچکو تو اونکو قید کرلو پھر قید کرنے کے بعد یا تو اونپر احسان رکھکر یا اون سے فدیہ یعنی چھوڑائی لیکر چھوڑدو۔

یہ آیت قرآن مجید کے چھبیسوین سیپارہ اور سورہ محمدؐ مین موجود ہی آمین خدا تعالیٰ نے لڑائی کے بعد قیدیون کے چھوڑ دینے کا صاف حکم دیا ہے اور لفظ اما اور انما کا حصر کے لیئے آتا ہے یعنی عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی حکم اسطرح پر دیا جاوے کہ یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونون مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہے اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا پس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا ہے نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہے او بجز اسکے کہ منا یا فداءً چھوڑ دیا جاوے اور کچھ اوسکے ساتھ نہین ہوسکتا۔

علماء اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی تسلیم کیے ہین چنانچہ چند تفسیرون سے اس مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ ان معنون سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔

تفسیر مدارک اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ اونکو چھوڑ دو احسان رکھکر قید کرنے کے بعد یا چھوڑ دو فدیہ لیکر لفظ منا اور فداءً مفعول ہین جنکے فعل تمنون اور تفدون ہیان

فاما منا بعد اء ان تاسروھم واما فداء۔ منا و فداء منصوبان بفعلیھما مضمرین

وهي فاما تمنون منا واما تفدون فداء والمعنى التخيير بعد الاسر بين ان تمنوا عليه فتطلقوهم وبين ان تفادوهم

محذوف ہین اور معنی یہ ہین کہ قید کرنے کے بعد اوسپر احسان رکھنے مین اور چھوڑ دینے مین اور فدیہ لینے مین اختیار ہے ۔

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ قید کرنے کے بعد احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دینا

فاما منا بعد واما فداء بعد ان تاسروهم فاما ان تمنوا عليهم منا باطلاقهم من غير عوض واما ان تفادوهم ۔

ہے پس اگر تم اُن پر احسان رکھو تو احسان ہے بغیر بدلے کے اونکو چھوڑنا اور یا اون سے فدیہ لیلو ۔

تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ احسان رکھنے یا فدیہ لینے کے معنی یہ ہین کہ یا تو

فاما منا بعد واما فداء اي فاما تمنون منا او تفدون فداء والمراد التخيير بعد الاسر بين المن والاطلاق وبين اخذ الفداء ۔

تم اوسپر احسان رکھو یا فدیہ لیلو غرضکہ قید کرنے کے بعد احسان رکھکر چھوڑ دینے اور فدیہ لیکر چھوڑ دینے مین اختیار ہے ۔

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ منا و فداء مصدر ہین اور انکے فعل تمنون اور تفدون

منا وفداء منصوبان لكونهما مصدرين تقديره فاما تمنون منا واما تفدون فداء وتقديم المن على الفداء اشارة الى ترجيح حرمة النفس على طلب المال

اس جگہہ محذوف ہین معنی یہ ہین کہ یا تو تم اون پر احسان کرو یا فدیہ لیلو اور احسان کرنے کو جو فدیہ لینے سے پہلے بیان کیا اس سے اسبات پر اشارہ ہے کہ نسبت مال

والفداء يجوز ان يكون مالا وان يكون غير من الاسارى او شرط يشترط عليهم او عليه وحده -

مانگنے کے انسان کی بزرگی زیادہ ہی اور فدیہ مال بہی ہوسکتا ہی اور اُسکے سوا قیدی بہی فدیہ مین دیجا سکتے ہین اور صرف کوئی شرط قبول کرلینی بہی فدیہ ہوتا ہے بہر وہ شرط اون کافرون نے قبول کی ہو یا صرف اوسی قیدی نے جسکو چہوڑا جاتا ہے قبول کی ہو -

زمانہ جاہلیت اور نیز کسیقدر ابتداے زمانہ اسلام اور قبل نزول اس آیت کے قیدیون کو مارڈالنے یا لونڈی و غلام بنا لینے یا احسان رکہکر یا فدیہ لیکر چہوڑ دینے کا رواج تہا اور کوئی حکم نازل نہین ہوا تہا اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم نازل ہوا جسمین بجز من و فداء کے اور کوئی حکم نہین ہے اور اسلیے قتل و استرقاق جایز نرہا -

اس آیت پر جو ایک نص صریح ناقابل التاویل ہے علماء اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہے چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو معہ اون کی تردید کے اس مقام پر لکہتے ہین -

بحث اوّل

متعلق زمانہ نزول آیت

یہ آیت سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مین ہے اور ہم دعوے کرتے ہین کہ سورہ محمد مکہ مین بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ۸ ہجری مین نازل ہوئی ہے اور اس دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین -

اوّل یہ کہ۔ تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ بعض علماء کا قول ہے کہ سورہ محمد (صلعم) مکہ مین نازل ہوئی ہے۔

دوسرے یہ کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیہ کریمہ ماکان لنبی ان یکون لہ اسری۔ یہ قول ابن عباس

قال ابن عباس ھذا الحکم انما کان یوم بدر لان المسلمین کانوا قلیلین فلما کثروا و قوی سلطانھم انزل اللہ بعد ذلک فی الاساری حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فامامنا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا۔

کا مندرج ہے کہ ”یہ حکم جو آیت ماکان لنبی مین ہے بدر کی لڑائی کے دن تہا کیونکہ اوس زمانہ مین مسلمان تہوڑے تہے مگر جب مسلمان بہت ہوگئے اور بخوبی اونکو غلبہ ہوگیا تو اوسکے بعد اللہ تعالے نے قیدیون کے حق مین یہ حکم نازل کیا کہ جب خوب لڑائی مین گہمسان کرچکو تو اونکو قید کرلو اور پہر قید کرنے کے بعد اونکو احسان رکہکر یا فدیہ لیکر چہوڑدو جب تک کہ لڑائی ہتیار رکہدے یعنی موقوف ہوجاوے“۔

تیسرے یہ کہ علماے حنفیہ جو کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی مین اوتری تہی اوسکی غلطی کالشمس فی نصف النہار روشن ہے اسلیے کہ پیغمبر خدا صلعم نے قیدیان بدر کو جو فدیہ لیکر چہوڑا تہا صحابہ سے صلاح و مشورہ کرکر چہوڑا تہا اگر اونکی نسبت وحی آچکی ہوتی تو صحابہ سے مشورہ کیون کرتے علاوہ اسکے بدر کے قیدیون کو فدیہ لیکر چہوڑنے مین خدا تعالے

کی بڑی خفگی ہوئی تھی اگر یہ آیت یعنی فدیہ لیکر چھوڑنے کا حکم بدر کے قیدیون کی نسبت نازل ہو چکا ہوتا تو خدا کی اسقدر خفگی کیون ہوتی چنانچہ یہ مطلب مفصلہ ذیل حدیثون مین مندرج ہے۔

صحیح مسلم مین یہ حدیث موجود ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب جنگ بدر مین قیدی پکڑے تو رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ ان قیدیون کی نسبت تمہاری کیا راے ہے حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے پیغمبر خدا یہ لوگ چچا کے بیٹے اور کنبہ کے ہین مین سمجھتا ہون کہ ان سے فدیہ لے لیا جاوے کہ اوسکے سبب سے ہمکو کافرون پر قوت بھی ہوگی اور شاید اللہ تعالےٰ اونکو مسلمان بھی کردے اوسکے بعد رسول خدا صلعم نے حضرت عمر سے پوچھا کہ تمہاری کیا راے ہے حضرت عمر نے کہا کہ مین نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میری تو راے نہین ہے جو ابوبکر کی راے ہے بلکہ میری تو یہ راے ہے کہ اگر آپ اجازت

قال ابن عباس فلما اسروا الاسارى قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر ما ترون فی ھؤلاء الاسارى فقال ابوبکر یا نبی اللہ ھم بنو العم والعشیرة ارى ان تاخذ منھم فدیة فتکون لنا قوة علی الکفار فعسی اللہ ان یھدیھم للاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ترى یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ یا رسول اللہ ما ارى الذی راى ابوبکر ولکنی ارى ان تمکنا فنضرب اعناقھم فتمکن علیا من عقیل فیضرب عنقہ وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقہ فان ھؤلاء

ایمة الکفر وصنادیدها فهوی رسول
الله صلی الله علیه وسلم ما قال ابوبکر
ولم یهو ما قلت فلما کان من الغد
جئت فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم
وابوبکر قاعدین وهما یبکیان قلت یا
رسول الله اخبرنی من ای شیء تبکی انت
وصاحبك فان وجدت بکاء بکیت
وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ابکی
الذی عرض علی اصحابك من اخذهم
الفداء - لقد عرض علی عذابهم ادنی
من هذه الشجرة شجرة قریبة من نبی
الله صلی الله علیه وسلم فانزل الله عزوجل
ما کان لنبی ان یکون له اسری
حتی یثخن فی الارض الی قوله فکلوا مما
غنمتم حلالا طیبا فاحل الله الغنیمة
لهم -

دین تو وہ اونکی گردن ماردین بس علی کو
اجازت دیجیے کہ وہ عقیل کی گردن مارے
اور مجھکو اجازت دیجیے کہ مین فلان شخص
کی جو حضرت عمر کا ہم جدی تھا گردن ماردون
کیونکہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور اوسکے
سردار ہین - مگر جو کچھہ کہ ابوبکر نے کہا تھا
اوسکو رسول خدا صلعم نے پسند نہین کیا اوسکے
دوسرے دن حضرت عمر آئے رسول خدا
صلعم اور ابوبکر دونون بیٹھے رو رہے
تھے حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھہ
سے تو فرمائیے کہ کس بات سے آپ
اور آپ کے دوست ابوبکر روتے ہین تاکہ
اگر مجھکو رونا آوے تو مین بھی روؤن اور
اگر رونا نہ آوے تو آپ دونون صاحبون
کے رونے پر بسورون ہی رسول خدا صلعم
نے فرمایا کہ مین اوس بات پر روتا ہون
جو تیرے دوست نے مجھہ سے کہی

قیدیون سے فدیہ لینے مین مجھکو اونکا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب دیکھا گیا اوسکے بعد خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ نبی کو لایق نہین ہے کہ وہ قیدی بناوے جب تک گھسان نہ کرے زمین پر اور اس آیت کا اخیر یہ ہے کہ جو کچھ لوٹ مین آیا ہے اوسکو کھاؤ وہ حلال طیب ہے پس خدا تعالی نے لوٹ کے مال کو حلال کر دیا ہے۔

تفسیر کبیر مین روایت لکھی ہے کہ جب پیغمبر صلعم نے صحابہ کی صلاح سے جنگ بدر

وروی انهم لما اخذوا الفداء نزلت هذه الآية (ماکان لنبی الخ) فدخل عمر علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا هو وابوبکر یبکیان فقال یارسول الله اخبرنی فان وجدت بکاء بکیت والا تباکیت فقال ابکی علی اصحابك فی اخذهم الفداء ولقد عرض علی عذابهم ادنی من هذه الشجرة قریبة منه ولو نزل عذاب من السماء لما نجا منه غیر عمر وسعد بن معاذ۔

کے قیدیون سے فدیہ لیا تو آیت ماکان لنبی نازل ہوئی اوسکے بعد حضرت عمر رسول خدا صلعم پاس گئے کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول مقبول اور ابوبکر دونون رو رہے ہین حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو بھی تبلایئے کہ آپ کیون رو رہے ہین اگر مجھکو بھی رونا آوے تو مین بھی روؤن ورنہ بسورون ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین تیرے دوستون پر بدر کے قیدیون سے فدیہ لینے پر روتا ہون مجھکو اونکا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب دکھایا گیا اور اگر آسمان سے عذاب اوترتا تو بجز عمر اور سعد بن معاذ

کے اوس عذاب سے کوئی نہ بچتا۔

بحث دوم

متعلق معنی حصر

امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا کسی طرح پر جایز نہین سمجھتے مگر امام شافعی صاحب اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جایز ہے اور لونڈی وغلام بنانا بھی جایز ہے اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جایز ہے چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ شافعی اور احمد ابن حنبل کہتے ہین کہ امام مختار ہے چاہے قیدیون کو قتل کرے چاہے لونڈی وغلام بنائے چاہے احسان رکھکر چھوڑ دے چاہے فدیہ مین مال لیکر یا مسلمان قیدیون کے بدلے چھوڑ دے۔

ثم الشافعی واحمد ابن حنبل یقولان ان الامام مخیر بین القتل والاسترقاق والمن بالاطلاق والفداء بالمال او باساری المسلمین۔

اور تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اور لوگون کی یہ راے ہے کہ آیت منّ وفداء آیت محکم ہے اور جو مرد عاقل وبالغ کافرون کی طرف کے قید مین پڑین اون کی نسبت امام کو اختیار ہے چاہے قتل کرے چاہے اونپر احسان کرکے بغیر کچھ لیے چھوڑ دے چاہے فدیہ مین مال لیکر یا مسلمان قیدیون کے بدلے

وذهب آخرون ان الآیة محکمة والامام بالخیار فی الرجال العاقلین من الکفار اذا وقعوا فی الاسر بین ان یقتلهم او یمن علیهم فیطلقهم بلا عوض او یفادیهم بمال او باساری

المسلمین والیه ذهب عمر وبه قال الحسن والعطاء واکثر الصحابة والعلماء وهو قول الثوری والشافعی واحمد واسحاق قال ابن عباس لما کثر المسلمون واشتد سلطانهم انزل الله عز وجل فی الاساری فاما منا بعد واما فداء وهذا هو الاصح والاختیار لانه عمل به رسول الله صلعم والخلفاء بعده۔

مین چھوڑ دے (شکر خدا کا کہ اس روایت مین لونڈی وغلام بنانا نہین لکھا) اور اسی بات کو پسند کیا ہے عمر نے اور یہی بات کہی ہے حسن نے اور عطا نے اور بہت سے صحابیون اور عالمون نے اور یہی قول ہے ثوری کا اور شافعی کا اور احمد اور اسحاق کا۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جب مسلمان بہت ہو گئے اور اونکا خوب غلبہ ہو گیا تو اللہ عز وجل نے قیدیون کے معاملہ مین یہ آیت اوتاری کہ قید کرنے کے بعد یا تو اون پر احسان رکھکر یا کچھ چھوڑائی لیکر چھوڑ دو سب سے زیادہ صحیح یہی بات ہے اور اختیار کرنے کے لایق ہے اسلیے کہ رسول صلعم نے اور اونکے بعد صحابہ نے اسی پر عمل کیا ہے جو کہ اس آیت مین استرقاق کا کچھ ذکر نہین ہے اس لیے ہم اسپر زیادہ بحث نہین کرتے۔

جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل اور استرقاق اور من اور فدا رجایز قرار دیئے اونہون نے یہ دیکھہ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع ہوا اور اوس سب کو اونہون نے جایز قرار دیا مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے بعد کیا کیا ہوا اور یہ بات بخوبی ثابت ہو گی کہ اوسکے بعد بجز من و فداء

کے اور کچہہ نہین ہوا بہر حال منشا ان اختلافات کا کچہہ ہی ہو جبکہ ما بعد کے عالمون نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکہا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ کریمہ اما منا بعد واما فداء مین جو صریح حصر ہے او سپر کج بحثی شروع کی اور کہا کہ اس سے حصر ہی

اما و انما للحصر وحالهم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق والمن والفداء۔ نقول هذا ارشاد بذکر العام الجایز فی سایر الاجناس والاسترقاق غیر جایز فی اسراء العرب لان النبی صلعم کان معهم فلم یذکر الاسترقاق واما القتل فلان الظاهر فی المثخن الاثخان ولان القتل ذکره بقوله فضرب الرقاب فلم یبق الا الامران۔

مراد نہین ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ اما اور انما تو حصر کے لیے آتے ہین اور کافرون کی نسبت اونکے قید ہونے کے بعد تو صرف یہی دو باتین یعنی من و فدا نہین ہوتین بلکہ اُن کا قتل اور اون کو لونڈی و غلام بنا لینا بہی اور من و فدا بہی جایز ہے (یعنی اونکے عالمون اور مجتہدون کی راے مین) تو ہم یون کہینگے کہ اس آیت مین وہی باتین بیان ہوئی ہین جو تمام لوگون سے متعلق تہین اور عرب کی

قوم کو لونڈی و غلام بنانا جایز نہ تہا (واضح ہو کہ یہ بیان بالکل غلط ہے) اسلیے کہ پیغمبر خدا صلعم اونکے ساتہہ تہے اسلیے اس آیت مین لونڈی و غلام بنانے کا ذکر نہین کیا اور قتل کرنے کا اسلیے ذکر نہین کیا کہ اوسکے لیے کچہہ زمانہ چاہیے اور اسلیے بہی نہین ذکر کیا کہ خود اس آیت مین گردن مارنے کا ذکر آچکا ہے پس اب بجز دو باتون یعنی من و فدا

کے اور کچھہ نہ کرنے کے لایق باقی نہین رہا تھا۔

جو لغویت کہ اس تقریر کی ہے وہ خود اوس سے ظاہر ہے اول تو یہہ کہنا غلط ہے

کہ قوم عرب کا استرقاق ناجایز تھا اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے مستثنیٰ تھی تو اُسکو مستثنیٰ کرنا

تھا نہ یہہ کہ اُس حکم کا بیان ہی کو متروک کیا جاتا اور از نان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا یا

جو حکم قتل عین لڑائی مین ہے اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی

لغو باتین ہین کہ کوئی اوسپر التفات نہین کرسکتا پس اس آیت سے بہ نص صریح ثابت ہے

کہ قیدیون کی نسبت جو حکم ہے وہ دو ہی باتون یعنی من و فدا مین منحصر ہے اور اسلیے

نہ وہ بعد قید ہونے کے قتل ہو سکتے ہین نہ لونڈی غلام بن سکتے ہین۔

بحث سوم

نسبت معنی من و فدا ر

من کے معنی قیدیون کو اونپر احسان رکھکر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے

ہین اور یہہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی اس سے انکار نہین کرسکتا تفسیر احمدی مین لکھا ہے

المن ان یترک الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منه شی والفداء ان یترک ویاخذ منه مالا او اسیرا مسلما

کہ من کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین۔

مگر بعض صاحبون نے اسمین بھی بحث کی ہے چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ مجاہد

ونقل عنه (ای عن مجاهد) انه یجوز ان یکون المراد بالمن بترک القتل واختیار الاسترقاق او بالتخلیة وقبول الجزیة وبالفداء الفدا باساری المسلمین لا بالمال ویکون عاما باقیا وهذا روایة الطحاوی عن ابی حنیفه وهو قولهما۔

سے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ احسان کرنے سے یہ مراد ہو کہ اون کو غلام بنا کر جان سے نہ مارنے کا اونپر احسان رکھا جاوے یا اون سے جزیہ لینا قبول کر کر اونکی جان چھوڑ دینے کا احسان رکھا جاوے اور بدلے مین چھوڑنے سے یہ مراد ہو کہ مسلمان قیدیون کے بدلے مین چھوڑا جاوے نہ مال کے بدلے مین اور اس صورت مین یہ آیت بدستور عام اور بحال رہیگی یہ روایت طحاوی نے امام ابو حنیفہ سے نقل کی ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے۔

ویجوز ان یراد بالمن ان یمن علیهم بترک القتل واسترقوا او یمن علیهم فیخلوا القبولهم الجزیة وکونهم من اهل الذمة وبالفداء ان یفادی باسارهم اساری المشرکین فقد رواه الطحاوی مذهبا عن ابی حنیفة

تفسیر کشاف اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ احسان رکھنے سے یہ مطلب ہو کہ اونکو غلام بنا لیا جاوے یہ احسان رکھکر کہ اونکو نہین مار ڈالا یا جزیہ قبول کرنے اور ذمیون کی طرح رہنے پر احسان رکھکر اونکی جان چھوڑ دی اور فدیہ لینے سے یہ مطلب ہو کہ مشرکین نے جو قید کیے ہون وہ اون قیدیون کے

والمشهور انه لا یری فداءهم لا بمال ولا بغیرہ خیفة ان یعودوا با لمسلمین ۔	بدرے مین چہٹا لے طحاوی کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا یہ بہی ایک مذہب تہا مگر مشہور

مذہب اونکا یہ ہے کہ وہ نہ مال لیکر اور نہ اور کسیطرح پر قیدیون کا چہوڑنا جائز سمجہتے تہے اور ڈرتے تہے کہ وہ پہر مسلمانون سے لڑنے کو نہ چڑہ آئین ۔

یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی معنون کی طرف صرف بات کی تیچ اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب سے کی گئی ہین ورنہ جو معنی آیت کے ہین اور جو معنی لفظ من و فدا کے ہین وہ اظہر من الشمس ہین اور ان رکیک اور پوچ تاویلون کو ہر کوئی لغو اور مہمل جانتا ہے اور جو کہ خود اون تفسیرون مین ان تاویلون کو نہایت ضعیف و نامعتبر کرکر لکہا ہے اسیلیے زیادہ بحث اسمین ضرور نہین ۔

بحث چہارم

متعلق خاص ہونے اس آیت کے

اکثر علماء حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیت قیدیان بدر سے مخصوص ہے اس قول کی غلطی فاحش بحث اوّل سے بخوبی ثابت ہوتی ہے اسیلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کردیا ہے کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تہی ۔

بحث پنجم

نسبت منسوخ ہونے اس آیت کے

کوئی امام اس آیت کے منسوخ ہونے کا قایل نہین ہے مگر علماء حنفیہ کہتے ہین کہ

حضرت امام ابو حنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے (معلوم نہین کہ صحیح ہے یا انہر اتہام ہے) اور اسیلیے ٹھیک ٹھیک برخلاف اس آیت کے حضرت امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ قیدیون پر نہ من ہو سکتا ہے اور نہ اُن سے فدیہ لیا جا سکتا ہے اور بجز اسکے کہ وہ مار ڈالے جاوین یا لونڈی و غلام بنا لیے جاوین اور کچھہ چارہ نہین چنانچہ تفسیر

وعندنا (ای عند الحنفیة) حکمهم (ای حکم الاساری) القتل والاسترقاق فقط والمن والفداء المذکوران فی هذه الایة منسوختان بایة القتل و الاسترقاق المذکورتین فی براة لانها من اخر ما نزل او مخصوصتان بکفار بدر ویؤیده ما روی عن مجاهد لیس الیوم من ولا فداء وهو المذهب الصحیح عن ابیحنیفة رح۔

مدارک اور تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ "ہم حنفیون کے نزدیک قیدیون کے لیے صرف قتل کرنے یا لونڈی و غلام بنانیکا حکم ہے اور احسان رکھکر یا کچھہ لیکر چھوڑنا جنکا اس آیت مین ذکر ہے یہ دونون حکم منسوخ ہوگئے ہین اوس آیت سے جسمین قتل اور لونڈی اور غلام بنانے کا حکم ہے اور جنکا ذکر سورہ برات مین آیا ہے اسلیے کہ وہ اون مین سے ہے جو اخیر کو نازل ہوئی ہین یا یہ آیت کفار بدر کے ساتھہ مخصوص ہے اور اوسکی تائید اوس روایت سے بھی ہوتی ہے جو مجاہد سے بیان ہوئی ہے کہ اب من و فداء نہین ہے اور یہی صحیح مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے۔

اس مقام پر اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس بیان مین علانیہ دو غلطیان ہین اوّل

یہ کہ سورہ برات کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی استرقاق کا مطلق ذکر نہین ہے پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہے دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ برات کو جو آخر ما نزل کہا ہے یہ بھی غلط ہے علمار کا قول ہے کہ سورہ برات یک لخت پوری اُتری ہے اوسکے بعد کوئی پوری سورۃ نہین اُتری پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اُتری ہین اونمین اخیر سورۃ البتہ اخیر ہے لا آخر ما نزل نہین ہے فتدبر -

غرضکہ جسطرح ان دو تفسیرون مین علمار حنفیہ کا مذہب نقل کیا ہے اسیطرح تفسیر کشاف مین بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ مشرکین کے قیدیون کا کیا حکم ہے تو ہم کہینگے کہ امام

فان قلت کیف حکم الاساری المشرکین قلت اما عند ابیحنیفۃ و اصحابہ فاحد الامرین اما قتلھم و اما استرقاقھم ایھما رای الامام ویقولون فی المن والفداء انما ھو الاسلام او ضرب العنق -

ابو حنیفہ اور اونکے پیروون کے نزدیک تو دو کامون مین سے ایک کرنا ہے یا اونکو قتل کرنا ہے یا اونکو لونڈی و غلام بنا لینا ہے دونون مین سے جونسی بات امام مناسب سمجھے اور من و فداء کے باب مین حنفی کہتے ہین کہ بس یا اسلام قبول کرنا ہے یا گردن مارنی ہے -

تفسیر بیضاوی مین بھی حنفیون کا یہی مذہب لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک

منسوخ (ای ھذہ الآیۃ) عند ابیحنیفۃ رح او مخصوص بحرب بدر

آیت من و فدا منسوخ ہے یا جنگ بدر کے قیدیون سے مخصوص ہے کیونکہ

فانهم قالوا بتعين القتل ولا استرقاق	حنفی صرف قیدیونکے قتل کرنے یا لونڈی وغلام بنا لینے کے قایل ہین۔

غرضکہ ان روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت منّ وفدا کو منسوخ بتاتے ہین پس اس امر پر بحث کرنے کے لیے اولاً اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہے یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہے اس مقام پر نقل کرتے ہین اور پہر جدا جدا ہر ہر آیت سے بحث کرتے ہین کہ اون سے آیت منّ وفدا کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین۔

اول آیت سورہ انفال۔ خدا تعالے نے پیغمبر صاحب سے فرماتا ہے کہ جن سے تونے

الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة وهم لا یتقون فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم لعلهم یذکرون۔	عہد کیا ہے پہر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے پرہیز نہین کرتے پہر اگر تو اون کو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک کو جو اونکے پیچہے ہین تتر بتر کردے شاید کہ وہ عبرت پکڑین۔

دوم آیت سورہ براۃ۔ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی کی تہی اونکی نسبت خدا تعالی نے

فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلوا سبیلهم	اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جن مین لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اون کو پکڑو اور گہیرو اور بیٹہو اونکی گہات مین ہر گہات کی جگہہ

ان اللہ غفور رحیم - | مین پہر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز
پڑہین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چہوڑ دو بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان -

سویم آیت سورہ بقر - اللہ صاحب نے فرمایا کہ جو لوگ تمسے لڑتے ہین تم بہی اون سے

وقاتلوهم فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین واقتلوهم حیث ثقفتموهم واخرجوهم من حیث اخرجوکم والفتنة اشد من القتل ولا تقاتلوهم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیه فان قاتلوکم فاقتلوهم کذلک جزاء الکافرین -

خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے اونہون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے اور اون سے کعبہ کے پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پہر اگر وہ تمسے لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہے کافرون کی -

چہارم آیت سورہ نساء - اللہ صاحب فرماتا ہے کہ کافر یہ چاہتے ہین کہ اگر تم بہی ویسے

ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا منهم اولیاء حتی یهاجروا فی سبیل الله فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حیث وجدتموهم ولا تتخذوا

ہی کافر ہوجاؤ جیسے وہ کافر ہین تو سب برابر ہوجاوین سو تم اونمین سے کسی کو اپنا دوست مت سمجھو جب تک کہ وہ خدا کی راہ مین ہجرت کرکر نہ چلے آوین پہر اگر وہ نہ مانین تو اونکو

منہم ولیاً ولا نصیرا۔

پکڑو اور اونکو قتل کرو جہان پاؤ اور مت سمجھو اون میں سے کسیکو دوست اور مددگار۔

پنجم آیت سورہ نساء۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم پاؤ گے اور لوگونکو جو چاہتے ہین

ستجدون اخرین یریدون ان یامنوکم ویامنوا قومہم کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیہا فان لم یعتزلوکم ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیہم فخذوہم واقتلوہم حیث ثقفتموہم واولئکم جعلنا لکم علیہم سلطانا مبینا۔

کہ تم سے بہی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بہی امن مین رہین جب اُکسائے جاتے ہین فساد کرنے کو تو اوسمین پلٹ پڑتے ہین پہر اگر وہ تمہارے ساتہہ فساد کرنے سے کنارہ کش ہوون اور تم سے صلح کا پیغام نکرین اور اپنا ہاتہہ نروکین تو اونکو پکڑو اور اونکو قتل کرو جہان پاؤ اور ہمنے تمکو اونپر بتادی دلیل روشن۔

یہ وہ آیتین ہین جن سے کہا جاتا ہے کہ آیت منًّا فدا منسوخ ہوگئی ان آیتون مین مشرکین کے قتل کرنے کا حکم ہے پس اگر فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت منًّا فدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ قیدیون کا چھوڑنا جایز نہین بلکہ قتل کرنا چاہئیے مگر اونکا لونڈی وغلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسی مین بحث ہے کہ لونڈی وغلام بنانا جایز نہین مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کردینگے کہ ان آیتون سے آیت منًّا فدا کا منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہے۔

آیت سورہ انفال کی یہود بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوئی تھی جنسے ۵ سنہ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی - تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ جنکے لیے آیت سورہ انفال نازل

وهم يهود بني قريظة عاهدهم رسول الله صلى الله وسلم ان لا يمالئو عليه فاعانوا المشركين بالسلاح و قالوا انسينا ثم عاهدهم فنكثوا ومالئوهم عليه يوم الخندق -

ہوئی وہ یہود بنی قریظہ ہین اون سے رسول خدا صلی اللہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ اونکے برخلاف اونکے دشمنون سے مل نہ جاوین پھر اونہون نے مشرکین کو ہتیار دیے اور مشرکین کی مدد کی اور کہنے لگے کہ ہم بھول گئے اسپر دوبارہ اون سے عہد کیا پھر اونہون نے اوس عہد کو توڑ ڈالا اور جنگ خندق مین مشرکین سے مل گئے -

اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ وہ لوگ بنی قریظہ ہین اونہون نے

قال ابن عباس هم قريظة فانهم نقضوا عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وما لئوا عليه المشركين بالسلاح في يوم بدر ثم قالوا اخطانا فعاهدهم مرة اخرى فنقضوا ايضا يوم الخندق -

جو عہد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اوسکو توڑ دیا اور بدر کی لڑائی مین آپ کے برخلاف مشرکین کو ہتیار دیے اور مدد کی پھر کہنے لگے کہ ہمسے خطا ہوئی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے دوسری دفعہ عہد کیا اور خندق کی لڑائی مین اوسکو بھی اونہون نے توڑ دیا -

پس جبکہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت منفدا کے نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ

کیونکر ہوسکتی ہے۔

علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا آیت منفداً کو منسوخ کرنے والا نہین لفظ فشرد بھم من خلفھم ۔ کسیطرح اساری کے قتل پر اور آیت منفداً کے منسوخ ہونے پر دلالت نہین کرتا ۔

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ لفظ شرد کا مصدر تشرید ہے اوسکے معنی بدحواس کرکر پراگندہ کر دینے کے ہین اور عربی زبان کے محاورہ مین اسیطرح اوسکا استعمال ہوتا ہے ۔

التشرید عبارة عن التفریق مع الاضطراب یقال شرد یشرد شردا وشرودة وتشریدا ۔

تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ تشرید کے معنی بدحواس کرکر تتربتر کر دینے کے ہین اور بعضون نے لفظ شرد کو جو بے نقطہ والی دال سے ہے شرذ نقطہ والی ذال سے پڑھا ہے گویا کہ شرذ لفظ شذر کا اُلٹا ہوا ہے ۔

التشرید تفریق علی اضطراب و قرئ شرذ بالذال المعجمة کانه مقلوب شذر ۔

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ ابن مسعود فشرذ نقطہ والی ذال سے پڑھتے تھے جسکے معنی یہ ہین کہ پراگندہ کر دے گویا کہ لفظ شذر کا اولٹا ہوا ہے جیسے کہ عرب کے لوگ کہتے ہین کہ وہ لوگ متفرق متفرق ہو گئے اور کان سے نکالی ہوئی چیز کو بھی شذر

وقراء ابن مسعود فشرذ بالذال المعجمة بمعنی ففرق وکانه مقلوب شذر من قولھم ذھبوا شذر مذر ومنه الشذر الملتقط من المعدن لتفرقه ۔

کہتے ہین کیونکہ وہ بہی کان سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔

تفسیر مدارک مین لکہا ہے کہ زجاج کا قول ہے کہ فشرد بہم کے یہ معنی ہین کہ اونکے

شرد بهم قال الزجاج افعل بهم ما تفرق جمعهم و تفرد به من سواهم

ساتہہ وہ کام کر جس سے اونکا گروہ متفرق ہو جاوے اور جنہون نے وہ کام کیا ہے وہ تنہا رہ جاوین۔

اس لفظ کی اصلیت تحقیق کرنے کے بعد تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ آیت کے معنی

معنی الآية انك ان ظفرت فی الحرب بهولاء الكفار الذين ينقضون العهد فافعل بهم فعلا يفرق بهم من خلفهم ـ قال عطاء تثخن فيهم القتل حتى يخاف غيرهم وقيل نكل بهم تنكيلا يشرد غيرهم من ناقضي العهد لعلهم يذكرون ذلك النكال فيمنعهم ذلك عن نقض العهد۔

یہ ہین کہ اگر لڑائی مین ان کافرون پر جنہون نے عہد شکنی کی ہے تو فتح پاوے تو اونکے ساتہہ اسطرح پیش آ کہ جو لوگ اونکے پیچہے لگے ہوے ہین وہ سب ڈر کر متفرق ہو جاوین عطا کا یہ قول ہے کہ اس سے مراد تہی کہ انمین قتل عام کر دو اور بعضون نے کہا مراد یہ تہی کہ اونکو اس قسم کی سزا یا ذلت دو کہ اونکے بعد جنکو عہد توڑنے کا خیال ہو سب متفرق ہو جاوین اور اسبات کا کہ شاید اوسکو یاد رکہین یہ مطلب ہے کہ شاید وہ لوگ جو اونکے سوا ہین اس سزا یا ذلت کو یاد رکہین اور یہ بات اونکو عہد توڑنے سے روکے۔

تفسیر کشاف مین بہی اس آیت کا یہی مطلب لکہا ہی کہ فشرد بہم من خلفہم کے یہ معنی

فشرد بہم من خلفہم ففرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلہم شر قتلۃ والنکایۃ فیہم من ورائہم من الکفرۃ حتی لا یجسر علیک احد بعدہم اعتبارا بہم واتعاظا بحالہم۔

ہین کہ لڑنے سے اور بُری طرح قتل کرنے سے اور اونمین ذلت وخواری ڈالنے سے باقی کافرون کو جو اونکے سوا ہین پراگندہ کروے تاکہ اونکے بعد پہر کوئی اون کا سا حال

نہیکر تجہپر جرأت نکر سکے اور اونکے حال سے نصیحت پکڑے۔

تفسیر معالم التنزیل مین بہی یہی مطلب لکہا ہے کہ فشرد بہم من خلفہم کا مطلب

فشرد بہم من خلفہم قال ابن عباس فنکل بہم من ورائہم و قال السعید ابن جبیر وانذر بہم من خلفہم واصل التشرید التفریق والتبدید معناہ فرق بہم جمع کل ناقض للعہد ای افعل بہولاء الذین نقضوا عہدک وجاؤا لحربک فعلا من القتل والتنکیل یفرق منک و یخاف من خلفہم من اہل مکۃ والیمن۔

ابن عباس نے یہ کہا ہے کہ عہد توڑنے والون کے بعد جو لوگ ہین اونکو بہی ذلیل کروے اور سعید ابن جبیر کا قول ہے کہ جن لوگون نے ابہی عہد نہین توڑا اونکو ڈرادے تشرید کے معنی اصل مین متفرق کردینے اور تنبیہ کرنے کے ہین پس معنی یہ ہوئے کہ تمام لوگون کو جو عہد توڑنے کا خیال رکہتے ہین متفرق اور پریشان کروے اور جن لوگون نے عہد توڑا ہی اور لڑنے کو آئے ہین اون کے ساتہہ

قتل کرنے یا ذلیل وخوار کرنے سے اسطرح پر پیش آکہ جولوگ عہد توڑنے مین اُنکے پیچھے ہین یعنی اہل مکّہ واہل یمن وہ بھی پریشان ہوجاوین اور ڈر جاوین -

پس ان تمام تفسیرون سے ظاہر ہے کہ اس آیت مین کوئی صاف حکم قیدیون کے قتل کرنے کا نہین ہے بلکہ جو کافر عہد شکنی کرکے لڑنے کو آمادہ ہوئے اون کے ساتھ اسطرح پر پیش آنا فرمایا ہے جس سے اورون کو عبرت ہوجاوے پس جبکہ اس آیت مین قتل کی تصریح نہین ہے اور نہ قیدیون کا ذکر ہے تو اوس سے نص صریح آیت منّاً وفداءً کی جو بالتخصیص قیدیون کیلیے ہے کیونکر منسوخ ہوسکتی ہے -

یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد ابن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دی جاوے اور رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کرلیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد ابن معاذ کی پنچایت سے چنانچہ حدیث بخاری مین یہ واقعہ مذکور ہے کہ ابن سعید خدری نے روایت کی کہ

قال لما نزلت بنو قریظة علی حکم سعد ابن معاذ بعث رسول اللّٰہ صلعم و کان قریبا منه فجاء علی حمار فلما دنا قال رسول اللّٰہ صلعم قوموا الی	جب یہود بنی قریظہ نے سعد ابن معاذ کی پنچایت پر اپنے تئین سپرد کردیا تو رسولخدا صلعم نے سعد ابن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہ مین تھے بلایا وہ گدہے

سید کم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال لہ ان ہولاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ قال لقد حکمت فیہم بحکم الملک۔

پر سوار ہو کر آئے جب کہ وہ قریب پہنچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر سعد ابن معاذ آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھے آپ نے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمھاری پنچایت پر اپنے تئین سپرد کر دیا ہے سعد ابن معاذ نے کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور اونکے بچے قیدی بنا لیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔

اِس تمام واقعہ سے جو اس حدیث مین مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا۔ مگر بعض مکابر یہ بحث کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہے اوسمین یہ بھی روایت ہے کہ وہ لفظ بحکم الملک ہے لام کے زبر سے بمعنی فرشتہ کے اور ایک روایت مین صاف ہے بحکم اللہ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا خدا کا حکم تھا مگر یہ بحث بیجا ہے اِسلیے کہ ہرگاہ خود وہ آیت موجود ہے اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہے تو اختلاف روایت پر استدلال نہین ہوسکتا معہذا لام کا زبر پڑہنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہے اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لایق ہے اور جس روایت مین لفظ اللہ کا ہے وہ صرف راوی کی سمجھ ہے کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ

خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھہ کے بجاے لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا۔

علاوہ اسکے سیرۃ ہشامی مین لکھا ہے کہ منجملہ اساری بنی قریظہ کے زبیر ابن باتا بھی تھا اوسنے ایام جاہلیت مین ثابت ابن قیس ابن شمات پر ایک احسان کیا تھا ثابت نے بعوض اوس احسان کے اوسکی جان بچانی چاہی اور رسول خدا صلعم سے شفاعت کی اور آنحضرت نے اوسکا قتل معاف کیا گو کہ بعدکو وہ اپنی خوشی سے خود مارا گیا لیکن سفارش سے اوسکا خون معاف کرنا اسبات کی دلیل ہے کہ خدا تعالی کی طرف سے اونکے قتل کا حکم نہ تھا بلکہ صرف سعد ابن معاذ کی تجویز تھی۔

بہر حال یہود بنی قریظہ کسی طرح پر قتل ہوے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہی کہ اس آیت سے آیت منزوفدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہین سو یہ بات علانیہ ثابت ہو گئی کہ کسیطرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہین آتا۔

آیت سورہ توبہ قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ محمد

قال محمد ابن اسحاق ومجاهد وغيرهما نزلت في اهل مكة وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عاهد قريشا عام الحديبية على ان يضعوا الحرب عشر سنين يامن فيها الناس ودخلت خزاعة في عهد رسول الله صلعم ودخل	ابن اسحاق اور مجاہد دونون نے کہا ہے کہ یہ آیت مکہ والون کے حق مین نازل ہوئی ہے اور یہ بات اسطرح پر ہے کہ رسول خدا صلعم نے حدیبیہ کی لڑائی مین قریش سے معاہدہ کیا تھا کہ دس برس تک لڑائی تھم جاوے کہ اوسمین لوگ

بنو بکر فی عهد قریش ثم عدت
بنو بکر علی خزاعة فقاتلت منها و
اعانهم قریش بالسلاح فلما ظاهر
بنو بکر و قریش علی خزاعة و نقضوا
عهدهم خرج عمرو بن سالم الخزاعی
حتی وقف علی رسول الله صلعم فقال

ان قریشا اخلفوک الموعدا
ونقضوا میثاقک المؤکدا
هموا بیوتا بالهجیر هجدا
وقتلونا رکعا و سجدا

فقال رسول الله صلعم لا نصرت ان لم
انصرکم وتجهز الی مکة سنة ثمان
من الهجرة ففتح مکة -

امن سے رہین اور بنی خزاعہ رسول خدا
صلعم کے معاہدہ مین شامل تھے اور بنو بکر قریش
کے معاہدہ مین شامل تھے پھر بنو بکر نے
بنو خزاعہ پر زیادتی کی اور اونکو قتل کیا اور
قریش نے ہتیار دیکر اونکی مدد کی پس
جبکہ بنو بکر اور قریش بنی خزاعہ پر غالب
ہو گئے اور اونہون نے عہد توڑ ڈالا تو
عمر ابن سالم خزاعی وہان سے چلا اور
رسول خدا صلعم پاس آیا اور سامنے کھڑے
ہو کر اشعار پڑہے اور اپنا حال بیان کیا
اون ہی شعرون مین سے یہ دو شعر ہین
جنکا مضمون یہ ہے کہ قریش نے بدعہدی
کی اور مستحکم عہد کو توڑ دیا اور ہجیر مین ہمارے گھرون کو لوٹ لیا اور ہمکو رکوع کرتے ہین اور سجدہ
کرتے ہین یعنی نماز پڑہتے ہین مار ڈالا رسول خدا صلعم نے یہ حال سنکر فرمایا کہ اگر ہم تمہاری
مدد نہ کرین تو ہمنے کچھ مدد ہی نہین کی چنانچہ سنہ ۸ ہجری مین مکہ والون سے لڑائی کا سامان
کیا اور مکہ کو فتح کر لیا -

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے

اور ثابت کیا ہے کہ آیت منزوفدا بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہے پس یہ آیت اوس کی ناسخ نہین ہوسکتی۔

بعض مکابر یہ بات کہین گے کہ سورہ برائت کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورہ محمد صلعم کا جسمین آیت منزفدا ہی سورہ برات کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہے مگر یہ کہنا بالکل غلط ہے ایک حدیث مین ذکر آیا ہے کہ سورہ برات اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایکدفعہ اُتری ہین مگر اسکو بھی علما رنی تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اوس حدیث کو معہ عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہے کہ برار نے کہا کہ اخیر پوری سورۃ جو نازل ہوئی ہے وہ سورہ برات ہے اور جس سورۃ کا خاتمہ اخیر کو نازل ہوا ہی وہ سورہ نسار ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ تو بڑی مشکل کی بات ہے اسلیے کہ سورۃ برات تھوڑی تھوڑی ہوکر اُتری ہے تو اس حدیث کا مطلب سورہ برات کی بعض آیتون کا یا بڑی بڑی آیتون کے اُترنے کا ہوگا کیونکہ سورہ برات مین بہت آیتین ہین جو سال وفات نبوی مین نازل ہوئی ہین۔

فی البخاری عن البرا قال اخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براۃ واخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء ویستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ۔ فی القسطلانی استشکل ھذا من حیث انہ نزلت شیئاً فشیئاً فالمراد بعضھا او معظمھا والا ففیھا ایات کثیرۃ نزلت قبل سنۃ وفاۃ النبویۃ۔

اب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے ہین اور اسبات پر غور کرتے ہین کہ آیت سورہ برات سے آیت من وفدا منسوخ ہو بھی سکتی ہے یا نہین اور کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہو سکتی۔

آیت سورہ برات مین دو جملے ہین جنسے آیت من وفدا کے منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اوّل فاقتلوا المشرکین اور دوسرا حیث وجدتموهم مگر ان سے استدلال محض غلط ہے۔

اول جملہ فاقتلوا المشرکین مین جو المشرکین کا لفظ ہے اوسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہین سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے کہ تمام مشرکون کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت آلہی سے بھی خارج ہے دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنے کے بالکل باطل ہو جاوینگے پس ضرور ہے کہ الف لام عہدی ہے پس اس آیت سے نص صریح آیت من وفدا کے منسوخ قرار دینے کو ضرور ہے کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کی جاوے کہ المشرکین مین اساری مشرکین بھی داخل ہین اور یہ ثابت نہین تو دعوی النسخ باطل ہے۔

دوسرے جملہ حیث وجدتموهم کو اساری سے کچھہ تعلق نہین سبب یہ ہے زمانہ قدیم سے کعبہ کے اندر قتل و خونریزی منع تھی مگر جب مکہ پر چڑھائی ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ مشرک جہان ملین یعنی حرم کے اندر یا حرم کے باہر اونکو مارو پس اس جملہ کو قیدیون کے قتل سے اور منسوخ ہونے آیت من وفدا سے کچھہ تعلق نہین ہے تمام تفسیرون مین بھی اس

فاقتلوا المشرکین الناکثین حیث وجدتموھم	جملہ کے یہی معنی لکھے ہین چنانچہ تفسیر
من حل وحرم	بیضاوی مین لکھا ہے کہ عہد توڑنے والے

مشرکین کو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ اون مشرکون کو جنہون نے تمہارا عہد توڑ ڈالا اور تم

فاقتلوا المشرکین الذین نقضوا کم و	سے لڑائی ٹھانی مارو جہان پاؤ کعبہ کے
ظاھروا علیکم حیث وجدتموھم	اندر یا کعبہ کے باہر۔
من حل وحرم۔	

تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ جن مشرکون نے تمہاری نافرمانی کی ہے اور تم سے لڑائی

فاقتلوا المشرکین الذین عصوکم	ٹھانی ہے اونکو مارو جہان پاؤ کعبہ کے
فظاھروا علیکم حیث وجدتموھم	اندر یا کعبہ کے باہر۔
من حل وحرم۔	

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ مشرکون کو مارو یعنی اونکو جنہون نے تم سے عہد شکنی کی

فاقتلوا المشرکین یعنی الذین نقضوا کم	ہے اور تمسے لڑائی ٹھانی ہے جہان
وظاھروا علیکم حیث وجدتموھم	پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔
من حل وحرم۔	

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ کافرون کو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم فی	باھر۔

حل او حرم -

معہذا ان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہے وہ عین لڑائی کی حالت مین ہے اس سے اور آیت من وفدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہے جو قید ہو گئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہے احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کے ناسخ نہین ہو سکتے -

آیت سورہ بقر بھی صلح حدیبیہ مین جو سنہ ۶ ہجری مین ہوئی تھی قبل نزول آیت من فدا نازل ہوئی تھی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی - تفسیر معالم التنزیل مین ابن عباس سے روایت لکھی ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کی صلح مین نازل ہوئی ہے بات یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے اصحابون کے جو چودہ سو تھے عمرہ کے لیے تشریف فرما ہوئے جبکہ حدیبیہ مین پہنچے تو مشرکین نے مکّہ مین آنے سے روکا اوسوقت اسبات پر صلح ہوئی کہ اب کے برس تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پھر جاوین اور اگلے برس اونکے لیے تین دن تک مکّہ خالی کر دینگے تاکہ وہ

عن ابن عباس نزلت هذه الآية في صلح الحديبيه وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج مع اصحابه للعمرة وكانوا الفا واربع مائة فساروا حتى نزلوا الحديبية فصدهم المشركون من البيت الحرام فصالحهم على ان يرجع عامه ذلك على ان يخلوا له مكة عام قابل ثلثه ايام فيطوف بالبيت فلما كان العام القابلة تجهز به رسول الله واصحابه لعمرة

القضاء وخافوا ان لا تفی قریش بما قالوا وان یصدوهم عن البیت الحرام وکره اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قتالهم فی الشهر الحرام وفی الحرم فانزل الله تعالی وقاتلوهم فی سبیل الله یعنی محرمین الذین یقاتلونکم یعنی قریشا ولا تعتدوا فتبدوا بالقتال فی الحرم محرمین ان الله لا یحب المعتدین

خانہ کعبہ کا طواف کرین جب اگلا برس آیا تو رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ قضا کے لیے سامان درست کیا اور اسبات کا خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ قریش اپنا اقرار پورا نکرین اور جو کہا ہے وہ نکرین اور مکہ مین جانے سے روکین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اون مہینون مین جنمین لڑائی منع تھی اور نیز مکہ مین لڑنا برا جانتے تھے پس خدا تعالی نے یہ آیت نازل کی کہ خدا کی راہ مین یعنی احرام باندہے ہوئے اون لوگون سے لڑو جو تم سے لڑین یعنی قریش سے اور تم زیادتی مت کرو کہ تم ہی حرم مین پہلے سے لڑائی شروع کرو و بیشک زیادتی کرنے والونکو اللہ دوست نہین رکہتا۔

قطع نظر اسبات سے کہ یہ آیت قبل آیت مذوفدا کے نازل ہوئی تھی اسبات پر بہی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت مذوفدا منسوخ بہی ہو سکتی ہے یا نہین سو ظاہر ہے کہ کسیطرح منسوخ نہین ہو سکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہے وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے ہے جو برخلاف عہد کے لڑنے پر طیار ہون تمام مشرکین سے متعلق نہین ہے پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہو سکتے۔

بعض مکابر کیا عجب ہے کہ لفظ حیث ثقفتموهم سے آیت مذوفدا کے منسوخ ہونیکے

امکان پر استدلال کرین (اگرچہ آج تک کسی عالم نے جنکے وہ مقلد ہین استدلال نہین کیا) اسلیے کہ گو تفسیر کشاف مین لکھا ہے

حیث ثقفتموهم وجد تموهم فی حل او حرم۔

کہ حیث ثقفتموھم کے وہی معنی ہین جو حیث وجدتموھم کے ہین یعنی اونکو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر لیکن اور تفسیرون مین اسکے معنی ایسے لکھے ہین جنسے قیدیون کا قتل کرنا بھی پایا جاتا ہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اخیر آیت سے کہ اونکو مارو جہان پاؤ پہلی آیت

واقتلوهم حیث ثقفتموهم نسخت الایة الاولی بهذه الایة واصل الثقافة الحذق والبصر بالامر ومعناه اقتلوهم حیث ابصرتم مقاتلتهم وتمکنتم من قتلهم

یعنی یہ کہ انہین کو مارو جو لڑین منسوخ ہو گئی (سبحان اللہ کیا عمدہ مذہب ہے جسمین آیت کا شروع آیت کے اخیر سے منسوخ ہو جاتا ہے کلام الٰہی کا ہے کو ہوا ہنسی ٹھٹا ہو گیا) ثقافۃ کے معنی کسی چیز کو بغور دیکھنے کے ہین پس معنی یہ ہوئے کہ کافرون کے لڑنے والون کو جہان دیکھو اور اونکے قتل پر قابو پاؤ مار ڈالو۔

اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ اونکو مارو جہان پاؤ ثقف کے لفظ کے معنی پکڑ کر اور غلبہ کر کر پانے کے ہین اور آیت مین جو یہ حکم ہے کہ اونکو نکالو جہان سے اونہون نے تمکو

واقتلوهم حیث ثقفتموهم وجدتموهم والثقف الوجود علی وجه الاخذ والغلبة

نکالا ہے اوس سے مراد مکہ ہے اس آیت مین خدا تعالیٰ نے مسلمانون سے مکہ کے

واخرجوھم من حیث اخرجوکم ای من مکة وعدھم اللہ تعالی فتح مکة بھذہ الایة وقد فعل رسول اللہ علیہ وسلم بمن لم یسلم منھم یوم الفتح۔	فتح ہونے کا وعدہ فرمایا اور جب مکہ فتح ہوا تو پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھ جو مسلمان ہوئے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس آیت مین لکھا ہے۔پس ان دونون تفسیرون

سے قیدیون کا قتل کرنا جایز پایا جاتا ہے اور جب وہ جایز ٹھہرا تو آیت منۃ وفداء کا منسوخ ہونا لازم آگیا۔

مگر یہ تمام تقریر محض غلط اور بالکل دھوکا ہے۔اگر فرض کیا جاوے کہ اس آیت مین قیدیونکے ہی قتل کا حکم ہی تو ہر گاہ یہ آیت قبل آیت منۃ وفداء نازل ہوئی ہی اور آیت منۃ وفداء اوسکے بعد تو آیت منۃ وفداء اسکی ناسخ ٹھہرے گی نہ یہ آیت۔علاوہ اسکے کیسا تعجب ہے کہ تفسیر کو جو قول مفسر یا رائے مفسر سے زیادہ رتبہ نہین رکھتی نص صریح قرآنی کا جسکے کلام الٰہی ہونے مین کچھہ شبہہ نہین ہے ناسخ قرار دیا جاوے۔قطع نظر ان سب باتون کے جو تفسیر آیت کی صاحب معالم التنزیل نے کی ہے اوس سے تو قیدیون کا قتل کرنا پایا نہین جاتا کیونکہ وہ یہ کہتا ہے کہ شروع آیت مین یہ حکم تہا کہ جو لڑین اون ہی کو مارو تو اوس حکم سے یہ لازم آتا تہا کہ جب تک کوئی مشرک پہلے وار نکرلے اوسوقت تک اوسکو نہ مارو اخیر آیت سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور یہ حکم ہوا کہ اونکے لڑنے والون کو جہان دیکھو مار ڈالو اونکے پہلے وار کرنے کے منتظر نہ ہو پس قیدی اس تفسیر سے بہی خارج ہین اسلیے کہ قید ہونیکے بعد اونمین لڑنے اور مقاتلہ کرنے کی طاقت نہین رہتی اور اسلیے وہ مقاتلتھم کے لفظ مین داخل نہین رہتے۔

صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقفت کے گھڑے ہین اول تو وہ قابل تسلیم نہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑ کرا ور غلبہ کر کر پانے کے جو اوسنے بیان کیے ہین جن سے قیدی پن نکلتا ہے اوسکی کوئی سند نہین ہے معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے کیونکہ مقاتلین کی نسبت بھی صادق آسکتے ہین - قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تقریر مخالفین تسلیم کر لی جاوے تو جو حکم اس آیت مین ہو وہ مخصوص اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت منا وفدا کا مخصص ہوگا نہ مبطل اسلیے کہ آیت منا وفدا عام ہے اور احکام عام کے برخلاف جو کوئی حکم خاص صادر ہوتا ہے تو وہ حکم خاص اوس حکم کا مخصص ہوتا ہے یا وہ حکم خاص اوس حکم عام سے مستثنی سمجھا جاتا ہے نہ اوس حکم عام کا مبطل کیونکہ وہ حکم عام اپنے باقی افراد کے لیے بدستور نافذ و بحال رہتا ہے پس نتیجہ مخالفین کی تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد بھی یہ نکلیگا کہ تمام قیدیون کو سوا اسے قیدیان مشرکین مکہ کے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو اور ہمارا مطلب بھی اسیقدر ہے -

اب باقی رہ گئین سورہ نسار کی آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت منا وفدا نازل ہوئی ہین اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہوسکتین - علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حیث وجدتموھم ہے جسکی نسبت ہم اوپر بحث کر آئے ہین کہ قیدیون سے متعلق نہین ہے اور اسلیے آیت منا وفدا کا ناسخ نہین ہوسکتا اور جو کہ علما حنفیہ مین سے بھی کسی عالم نے ان آیتون کو ناسخ آیت منا وفدا نہین کہا ہے اسلیے ہمکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی

کچھہ ضرورت نہین ہے۔

اب ہم آیت منًّا و فداءً کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت کرنے کے لیے اور اسبات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھہ بجز من یا فدا کے اور کچھہ نہین ہو سکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جسمین کسیکو گفتگو کا محل نرہے گا اور وہ یہ ہے کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے نہ کسی قیدی کو قتل کیا نہ کسی کو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثناے احدی احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت منًّا و فداءً منسوخ نہین ہوئی اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جایز نہین رہا چنانچہ ان جملہ امور کو باب آیندہ مین بیان کرتے ہین واللہ المستعان۔

باب ششم

اسبات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسولخدا صلعم نے کسی قیدی کو لونڈی و غلام نہین بنایا

اگرچہ عرب مین زمانہ جاہلیت سے لڑائی کے قیدیون کو قتل کرنے اور لونڈی و غلام بنا لینے اور فدیہ لیکر اور احسان رکھکر چھوڑ دینے کا رواج تہا اور جب تک کہ اسلام مین کوئی حکم نسبت قیدیون کے نہین آیا ایسا ہی ہوتا رہا لیکن بعد نزول آیت منًّا و فداءً کے (جسمین قیدیون کی بابت احکام ہین) جسقدر غزوات ہوئے کسی غزوہ کے قیدی

لونڈی و غلام نہین بنائے گئے بلکہ احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیے گئے اور اوسکے
برخلاف رسول خدا صلعم نے کبھی نہین کیا یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت فرمائی وھذا
ما یدور علیہ رحی الاسلام وھذا ھو مذھب الاسلام اور یہی ہے مسئلہ مذہب اسلام
کا اب ہم اپنے اس کلام کے اثبات کو اُن غزوات کے قیدیون کا جو بعد نزول آیت
منّ و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین۔

اول اساری بطن مکہ۔ اُنہین دنون مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسّی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو
اُترے تھے قید ہوئے اور جناب رسولخدا صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا۔

خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا ذکر فرمایا ہے کہ وہ خدا ہے جسنے روکے ہاتھ

وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم۔	کافرون کے تم سے اور تمہارے ہاتھ اون سے مکہ کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتح مند کیا تمکو اونپر۔

صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہے اور انس سے روایت کی ہے کہ اسّی آدمی مکہ

عن انس ان ثمانین رجلا من اھل مکۃ ھبطوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذھم سلما فاستحیاھم وفی روایۃ	والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اُترے پھر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونہون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پھر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل نہین کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو چھوڑ دیا پس یہ آیت

فاعنقهم فانزل الله تعالی وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم۔

اُتری کہ وہ خدا ہے جسنے روکے ہاتھہ کافرون کے تم سے اور تمھارے ہاتھہ اون سے مکہ کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتحمند کیا تمکو اون پر۔

تمام علماء اور مفسرین اور اہل سیر اسبات کے قایل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اور خود قرآن مجید کی آیت سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے مگر بعض لغو روایتون مین ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین قبل فتح مکہ ہوا تہا لیکن جبکہ سب لوگ اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین۔

دوم اساری غزوہ بنی خذیمہ۔ کرمانی کہتا ہے کہ یہ ایک قبیلہ ہے عبد قیس کا اور سیوطی

قال الکرمانی ھے قبیلة من عبد القیس قال السیوطی فی التوشیح کان البعث الیهم فی شوال عقیب الفتح۔

نے توشیح مین کہا ہے کہ اونپر لشکر کشی شوال کے مہینے مین مکہ فتح ہونے کے بعد ہوئی تہی۔

مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ خالد ابن ولید تہوڑا سا لشکر لیکر بنی خذیمہ پر جو عبد قیس کے

ثم سریة خالد بن الولید الی بنی خزیمة قبیلة من عبد القیس اسفل مکة علی لیلة بناحیة یلملم فی شوال سنه ثمان وهو یوم الغیصا بعثه علیه السلام

قبیلہ مین سے ہے مکہ کے اُتر ایک رات کی راہ پر یلملم کی طرف شوال سنہ ہجری مین غیصا کے دن روانہ ہوئے اون کو رسول خدا صلعم نے عزیٰ توڑ کر پہر آنے کے

لما رجع من هدم العزی وهو صلعم مقیم بمکة۔	بعد بہیجا تہا اور خود رسول خدا صلعم مکہ مین مقیم تھے۔

اس غزوہ کی جو حدیث بخاری مین ہے اوسکو ہم تو اپنے استنباط کے موافق سمجھتے ہین اور شاید ہمارے مخالف اوسکو اپنے مفید سمجھین اسلیے اوسکو لکھہ کر اپنے استنباط کا اثبات اور مخالفین کے استدلال کی تردید کرتے ہین اور وہ حدیث یہ ہے کہ سالم نے روایت کی کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم نے خالد ابن ولید کو لشکر دیکر بنی خزیمہ پر بہیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم

عن سالم عن ابیه قال بعث النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی خزیمة فدعاهم الی الاسلام فلم یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعل یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی قدمنا الی النبی صلعم فذکرنا له فرفع النبی صلعم یدہ فقال اللهم انی ابراء الیك مما	مسلمان ہوجاؤ تو اون سے اسلمنا کا لفظ تو اچھی طرح ادا نہو سکا صبانا صبانا کہنے لگے۔ پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور ہر ایک کا قیدی اوسیکے سپرد کردیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارنے کا اور نہ میری ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو مار یگا جبکہ ہم رسول خدا صلعم پاس آئے تو ہمنے ان سب باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلعم نے اپنے

صنع خالد مرتین۔ ہاتھہ اوٹھائے اور دو دفعہ کہا کہ بارخدایا جو کچھہ خالد نے کیا ہے مین اپنی برائت تیرے سامنے اوس سے ظاہر کرتا ہون۔

ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا حکم دیا پس معلوم ہوتا ہے کہ آیت منا وفدا منسوخ ہو چکی تہی یا اوس سے صرف منا وفدا مین حصر مقصود نہ تہا۔

مگر یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہے اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا دوسرے اور بہت سے اصحابون کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیون کے قتل سے انکار کرنا اسبات کی دلیل ہے کہ وہ نزول آیت منا وفدا سے واقف تھے اور کیا عجب ہے کہ اوسوقت تک حضرت خالد واقف نہوے ہون اسلیے کہ ابہی آیت کو نازل ہوئے صرف کئی دن ہوئے تھے اور خالد بن ولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے۔

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگون نے قیدیون کے قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اسبات کا شبہہ ہوا تہا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کاہے کو کرتے۔

کیا لطیفہ ہے کہ خالد سے اس غزوہ مین دو قصور ہوئے تھے ایک یہ کہ صبانا کے لفظ سے جو مقصد اون لوگون کا تہا وہ نہ سمجھے دوسرے یہ کہ قیدیون کے قتل کا حکم دیا تہا اسی لیے دو دفعہ رسول خدا صلعم نے خدا کے سامنے اپنی صفائی خالد کے کام سے عرض کی۔

غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف مرضی رسولخدا صلعم کے ہوا اور آنحضرت نے اپنی نارضی

اوس سے ظاہر کی ہمارے استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہے اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین۔

سوم اساری ہوازن۔ ہوازن کے قیدیون کو رسول خدا صلعم نے احسان رکھکر اور جو لوگ احسانا چھوڑنا نہ چاہتے تھے اونکو اونکا فدیہ دیکر چھوڑ دیا اور اس سے ثابت ہوگیا کہ غازیون کا جنھون نے کافرون کو قید کیا ہو بجز فدیہ لینے کے اور کچھہ حق قیدیون پر نہین ہے۔

اساراے ہوازن کا ذرا لمبا قصہ ہے چند حدیثون مین بھی وہ قصّہ مذکور ہے اور سیر کی کتابون مین بھی اوسکی روایتین ہین اور اون مین بہت باتین ہمارے استنباط کی معاون ہین اور بعض الفاظ ایسے ہین جنکو ہمارے مخالف اپنے مفید سمجھتے ہونگے اس لیے اولاً اون تمام حدیثون اور روایتون کو بجنسہ لکھتے ہین اور پھر اون سے جو کچھہ استنباط ہوتا ہے اوسکو بیان کرتے ہین۔

سیرت ہشامی مین لکھا ہے کہ تمام قیدی اور مال جو حنین کی لڑائی مین ہاتھہ آیا تھا

ثم جمعت الی رسول اللہ صلعم سبایا حنین واموالھا وکان علی المغانم مسعود بن عمرو الغفاری وامر رسول اللہ صلعم بالسبایا والاموال الی الجعرانۃ فحبست بھا۔	رسول خدا صلعم پاس جمع کیا گیا اور غنیمت پر مسعود بن عمر الغفاری متعین تھے اور رسول خدا صلعم نے تمام قیدیون کو اور مال کو جعرانہ مین لیجانے کا حکم دیا اور وہین وہ رکھے گئے۔

اور سیرت محمدی مین لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے قیدیون کے اور لوٹ کے مال

وامر رسول الله بجمع السبي والغنايم فجمع ذلك كله وحدروه الى الجعرانة فوقف بها الى ان انصرف رسول الله من الطايف وكان السبي ستة آلاف راس

+ + + + + + +

اخرج البخاري في تاريخه والبغوي عن هزيل ابن ورقاء وقال في الاصابة اسناده حسن ان رسول الله صلعم امره ان يحبس السبايا و الاموال يوم حنين بالجعرانة حتى يقدم عليه والجعرانة بسكون العين و تخفيف الراء

+ + + + + + + +

واخرج ابن عساكر في تاريخه عن ابن المسيب ان رسول الله صلعم سبى يوم حنين ستة آلاف من غلام و امراة -

جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ سب جمع کیے گیے اور جعرانہ مین بہیجدیے گیے اور رسولخدا صلعم کے طایف سے مراجعت فرمانے تک وہین رہے اور قیدی چہہ ہزار آدمی تھے اور بخاری نے اپنی تاریخ مین اور بغوی نے ہزیل ابن ورقاء سے یہ روایت کی ہے اور اصابہ مین لکہا ہے کہ اسکی سند اچھی ہے کہ رسول خدا صلعم نے اپنے تشریف لانے تک قیدیون کے اور مال کے جعرانہ مین رہنے دینے کا حکم دیا تہا - اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین مسیب سے یہ روایت کی ہے کہ رسول خدا صلعم نے حنین کی لڑائی مین چہہ ہزار لڑکے اور عورتین قید کی تہین -

بخاری مین اسی واقعہ کی بابت یہ حدیث ہے کہ جب ہوزان کے لوگ مسلمان ہوکر

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام
حين جاء وفد هوازن مسلمين فسالوه
ان يرد اليهم اموالهم وسبيهم فقال
لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
معي من ترون واحب الحديث الي
اصدقه فاختاروا احدى الطائفتين
اما السبي واما المال وقد كنت استانيت
بكم وكان انظرهم رسول الله صلى
الله عليه وسلم بضع عشرة ليلة حين قفل
من الطائف فلما تبين لهم ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم غير راد اليهم الا
احدى الطائفتين قالوا فانا نختار سبينا
فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم في
المسلمين فاثنى على الله بما هو اهله ثم
قال اما بعد فان اخوانكم قد جاؤنا تائبين
واني قد رايت ان ارد اليهم سبيهم
فمن احب منكم ان يطيب ذلك فليفعله

آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا
کہ اون کا مال اور اونکے قیدی اونکو پہیر
دیے جاوین تو رسول خدا صلعم کہڑے
ہوئے اور اون سے فرمایا کہ مین پسند
کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹہیک بات
کہنی مجہے پسند ہے تم دونون مین سے
ایک چیز اختیار کر لو یا تو قیدی ہی لے لو
یا مال ہی لے لو مین بیشک تمسے انس
رکہتا ہون رسول خدا صلعم نے طایف
سے پہر کر دس سے بہی زیادہ رات تک
ان لوگون کے آنے کا انتظار کیا تہا
غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہو گیا کہ
رسول خدا صلعم دونون چیزین نہین پہیرینگے
بلکہ اون مین سے ایک دینگے تو اونہون
نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس
رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کہڑے
ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق

ومن احب منکم ان یکون علی حظه حتی	سے بہر خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ
نعطیه ایاه من اول مایفی الله علینا	تمہارے بھائی توبہ کر کر آئے ہین اور مین
فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک	چاہتا ہون کہ اونکے قیدی اونکو پہیر دون
یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله	پس جس کسی کو یہ بات اچھی لگے وہ کرے
علیه وسلم انا لا ندری من اذن منکم	اور جو شخص چاہے کہ اپنا حصہ نچھوڑے
فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع	تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا
الینا عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمهم	اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے اول
عرفاؤهم ثم رجعوا الی رسول الله صلی الله	خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی
علیه وسلم فاخبروه انهم قد طیبوا و	کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا صلعم
اذنوا هذا الذی بلغنی عن سبی	نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کس نے
هوازن۔	ہم مین سے ایک بات کی اجازت دی

اور کس نے نہین دی تم جاؤ تاکہ تمہارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پہر وہ لوگ رسول خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ ہوازن کا ہے جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہے۔

سیرت ہشامی مین اس قصہ کو اسطرح پر لکھا ہے کہ بارادہ جہاد تشریف لیگئے رسول الله

ثم خرج رسول الله صلعم حین	صلی الله علیه وسلم جبکہ مراجعت فرمائی آپ
انصرف عن الطایف علی دحنا حتی	نے طایف سے اوپر دحنا کے یہان تک

نزل الجعرانة فيمن معه من الناس
ومعه من هوازن سبي كثير وقد
قال له رجل من اصحابه يوم ظعن ثقيف
يا رسول الله ادع عليهم فقال رسول
الله صلعم اللهم اهد ثقيفا وائت بهم
ثم اتاه وفد هوازن بالجعرانة
وكان مع رسول الله صلعم من سبي
هوازن ستة آلاف من الذراري
والنساء ومن الابل والاشياء مما
لا يدري ماعدته قال ابن اسحاق
فحدثني عمرو بن شعيب عن ابيه عن
جده عبد الله بن عمرو ان وفد هوازن
اتوا رسول الله صلعم وقد اسلموا فقالوا
يا رسول الله قد اصابنا من البلاء ما لم
يخف عليك فامنن علينا من الله عليك
قال ابن اسحق فحدثني عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده عبد الله بن عمرو قال

کہ پہونچے آپ جعرانہ مین معہ اپنے ہمراہیون
کے اور آپ کے ساتھہ قوم ہوازن کے
بہت سے قیدی تھے اور جب آپ نے
بنی ثقیف سے لڑنے کے لیے سفر کیا
تو اس سفر مین آپ کے صحابہ مین سے
کسی نے کہا تہا کہ یا رسول اللہ آپ اس
قوم کے لیے بد دعا فرمایئے چنانچہ
آنحضرت نے فرمایا تہا کہ اے اللہ ہدایت
کر قوم ثقیف کو اور مطیع کردے اسکو چنانچہ
آیا ایک گروہ ہوازن کا مقام جعرانہ مین
اور آنحضرت کے ساتھہ قوم ہوازن کے
قیدیون مین سے چھہ ہزار بچے اور عورتین
تھین اور اونٹ اور اور چیزین اسقدر
تھین جنکی کچھہ شمار نہ تھی کہا اسحاق نے
پھر بیان کیا مجھہ سے عمرو بن شعیب نے اپنے
باپ سے سنکر اور اوسکے باپ نے اپنے
باپ سے سنکر جسکا نام عبد اللہ بن عمرو تہا یہ

فقال رسول الله صلعم ابناءكم ونساء
كم احب اليكم ام اموالكم فقالوا يا
رسول الله خيرتنا بين اموالنا واحسابنا
بل ترد الينا نساءنا وابناءنا فهو احب
الينا فقال لهم اما ما كان لي ولبني
عبد المطلب فهو لكم واذا انا صليت
الظهر بالناس فقوموا فقولوا انا
نستشفع برسول الله الى المسلمين وبالمسلمين
الى رسول الله في ابنائنا ونسائنا
فسأعطيكم عند ذلك واسأل لكم. فلما صلى
رسول الله صلعم بالناس الظهر قاموا
فتكلموا بالذي امرهم به فقال رسول
الله صلعم اما ما كان لي ولبني
عبد المطلب فهو لكم فقال المهاجرون
ما كان لنا فهو لرسول الله صلعم فقال
الاقرع بن حابس اما انا وبنو تميم فلا
قال عيينة بن حصن واما انا وبنو فزارة فلا۔

کہ گروہ ہوازن کا آیا رسولخدا کے پاس اور
سب نے اسلام قبول کر لیا تہا اور کہا اوس
گروہ نے کہ یا رسول اللہ جو کچھہ ہمپر مصیبت
پڑی وہ آپ سے کیا پوشیدہ ہے پس آپ
ہمپر احسان کیجئے اللہ آپکو اوسکا عوض دیوے
کہا ابن اسحاق نے پس روایت کی مجہہ
سے عمر بن شعیب نے اور اوس سے اوسکے
باپ نے اور اوسکے باپ سے اوسکے دادا
نے جنکا نام عبد اللہ بن عمر تہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون
سے آیا تمکو اپنی اولاد اور عورتین زیادہ
پیاری ہین یا مال زیادہ پیارا ہے پس
اونہون نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ مخیر
کر دیا آپ نے ہمکو ہمارے مال مین اور
ہمارے بچے اور عورتون مین پس آپ ہمکو ہماری
عورتین اور بچے ہی عنایت کیجیے کیونکہ
وہی ہمکو زیادہ پیارے ہین پس آپنے

وقال عباس ابن مرداس اما انا وبنو
سليم فلا. قالت بنو سليم بلى ما كان
لنا فهو لرسول الله صلعم - قال يقول
عباس لبني سليم وهنتموني فقال
رسول الله صلعم اما من تمسك بحقه
منهم هذا السبي فله بكل سمت
فرايض من اول سبي اصيبه فردوا
الى الناس ابناءهم ونساءهم - قال ابن
اسحق وحدثني ابو وجزة يزيد ابن عبيد
السعدي ان رسول الله صلعم اعطى
علي بن ابي طالب (رضه) جارية
يقال لها ريطة بنت هلال بن حيان
بن عميرة بن هلال بن ناصرة بن
قصية بن نصر بن سعد بن بكر -
واعطى عثمان بن عفان جارية يقال لها
زينب بنت حيان بن عمرو بن حيان -
واعطى عمر بن الخطاب جارية فوهبها

ارشاد فرمایا کہ جو میرے اور اولاد بنی مطلب کے
حصہ مین ہین وہ تو ہمنے تمکو عطا کئین اور
اور باقی کی نسبت یہ بات ہے کہ جب مین
ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرون اور سب
لوگ موجود ہون اوسوقت تم اسبات کی
التجا کرنا اور یہ کہنا کہ ہم شفیع لاتے ہین اللہ
کے رسول کو مسلمانون کے پاس اور مسلمانون
کو اللہ کے رسول کے پاس بیچ چھوڑ دینے
اپنی عورتون اور بچونکے پس مین ہی تمکو
تمہاری عورتین دے دونگا اور اورون سے
بھی تمہارے لیے سعی کرون گا اور کہہ سنکر
دلوا دونگا پس جب نماز پڑھی رسولخدا نے
جماعت سے ظہر کی تو کھڑے ہوئے وہ لوگ
اور جیسا آپ نے تلقین کر دیا تھا اوسیطرح
اونہون نے عرض کیا پس فرمایا آنحضرت نے
کہ جو میرے اور اولاد بنی مطلب کے حصہ مین
ہین وہ مینے تمکو دین پس کہا مہاجرین نے

لعبد الله بن عمر ابنه - قال ابن اسحق
فحدثني نافع مولى عبد الله بن عمر
عن عبد الله ابن عمر قال بعثت بها
الى اخوالي من بني جمح ليصلحوا
لي منها حتى اطوف بالبيت ثم آتيهم
وانا اريد ان اصيبها اذا رجعت اليها
قال فخرجت من المسجد حين فرغت فاذا
الناس يشتدون قلت ما شانكم قال
رد علينا رسول الله صلعم نساءنا وابناءنا
فقلت تلكم صاحبتكم في بني جمح
فاذهبوا فخذوها فذهبوا اليها
فاخذوها - قال ابن اسحق واما عيينة
بن حصن فاخذها عجوزا من عجائز
هوازن وقال حين اخذها اري عجوزا
اني لاحسب لها في الحي نسبا وعسى
ان يعظم فداها فلما رد رسول الله صلعم
السبايا بست فرائض ابى ان يردها فقال

کہ یا رسول اللہ جو ہمارے حصّہ مین ہے
وہ بھی آپکا ہے پس کہا اقرع بن حابس نے
کہ یا رسول اللہ ہم اور بنو تمیم نہ دینگے اور
عیینہ بن حصن نے کہا کہ ہم اور بنی فزارہ
بھی نہ دینگے اور عباس ابن مرداس نے
کہا کہ ہم اور بنو سلیم بھی نہ دینگے مگر بنو سلیم
نے کہا کہ نہین جو ہمارا حصّہ ہے اوسکے
مالک آنحضرت ہین کہا راوی نے کہ عباس
ابن مرداس بنی سلیم سے کہتا تہا کہ تمنے
میری بات کو پست کر دیا پس فرمایا رسولخدا
نے جس شخص نے اِن قیدیون مین سے
اپنا حق لے لیا ہے اور وہ واپس کر دیگا
اسکو مین بدلے اُوسکے حصّہ کے چھہ چھہ
اونٹ اوس غنیمت مین سے دونگا جو سب
سے پہلے میرے ہاتھہ لگیگی پس پھیر دو
اون لوگون کے بچے اور عورتین - کہا
ابن اسحق نے اور روایت کی مجھہ سے ابو وجزہ

له زهير ابو صرد خذها عنك فوالله مافوها ببارد ولا ثديها بناهد ولا بطنها بوالد ولا زوجها بواجد ولا درها بماكد فردها بست فرايض حين قال له زهير ما قال فزعموا ان عيينة لقى اقرع بن حابس فشكى اليه ذلك فقال انك والله ما اخذتها بيضاء غريرة ولا نصفا وثيرة۔

یزید بن عبد السعدی نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ کو ریطہ نام ایک لونڈی ہلال ابن حیان بن عمرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر کی بیٹی عطا کی تہی اور حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ) کو زینب نام ایک لونڈی بنت حیان بن عمرو بن حیان کی بیٹی عطا فرمائی تہی اور

حضرت عمر ابن الخطاب کو ایک لونڈی عطا کی تہی اور اونہون نے اسکو اپنے بیٹے عبد اللہ ابن عمر کو بخش دیا تہا کہا ابن اسحاق نے پس روایت کی مجہہ سے نافع مولی عبد اللہ ابن عمر نے اور اونہون نے سنا تہا عبد اللہ ابن عمر سے کہ مینے اوس لونڈی کو اپنے بہائیون قوم بنی جمح کے پاس بہیجدیا تہا تاکہ وہ اوسکو رکہین یہانتک کہ مین طواف بیت سے فارغ ہوجاؤن اوسکے بعد اونکے پاس جاؤن اور میرا دل چاہتا تہا کہ جب مین واپس آؤن تو اوس لونڈی سے مصاحبت کرون کہا عبد اللہ ابن عمر نے جبکہ مین مسجد سے فارغ ہوکر نکلا تو لوگونکا جہمگٹ تہا مین نے پوچہا کہ کیا حال ہے کہو تو اونہون نے جواب دیا کہ ہمارے بچون اور عورتون کو رسول خدا نے چہوڑدیا پس مین نے کہا کہ ایک بیوی تمہاری بنی جمح مین ہے وہ بہی تم لیجاؤ پس وہ گئے اور اسکو بہی لے گئے کہا ابن اسحاق نے کہ عیینہ بن حصن نے

ایک بوڑہیا قوم ہوازنکی لی تہی اور جب اوسنے اس بوڑہیا کو لیا تہا تو یہ کہا تہا کہ یہ بوڑہیا میری دانست مین قوم ہوازن مین سے کسی بڑے گہر کی ہے اور غالب ہے کہ مجہکو اسکے عوض مین بہت کچہہ مال ہاتہہ آویگا پس جبکہ رسول خدا نے تمام قیدیون کو رہا کر دیا اور لوگون سے وعدہ کیا اونکے عوض مین چہہ چہہ اونٹون کا تو عیینہ نے انکار کیا کہ مین اس بوڑہیا کو نہ دونگا پس زہیر ابو صرد نے کہا کہ نہ تو وہ چندان پاکیزہ دہن ہے اور نہ اوسکی چہاتیان کچہہ اوبہری ہوئی ہین اور نہ وہ جننے کے لایق ہے اور نہ زوج اوسکا ایسا ہے اور نہ اوس سے کسی دایی نفع کی توقع ہے پہر کیون نہین دیدیتا پس عیینہ نے ابو صرد کے اس کہنے سننے سے دیدیا کہا پس گمان کیا اونہون نے یہ کہ عیینہ ملا اقرع بن حابس سے اور شکایت کی اوس سے اس بات کی پس اوسنے کہا کہ واللہ نہین لیا تو نے اوسکو کچہہ عاقلہ عزیزہ سمجہکر اور نہ کچہہ کام خدمت کے لایق دیکہکر۔

ہمکو اپنے دعوی کے اثبات کے لیے بخاری کی حدیث پر استدلال ہے جس سے قیدیون کا احسان رکہکر چہوڑنا ظاہر ہے اور اوس حدیث کے ان الفاظ سے کہ ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفی اللہ علینا بخوبی ثابت ہے کہ غازیون کا حق اساری پر بجز فدیہ لینے کے اور کچہہ نہین ہے۔

سیرت ہشامی مین جو یہ لکہا ہے کہ بنو تمیم نے احسان رکہکر چہوڑنے سے انکار کیا اور رسولخدا صلعم نے بطور حق قید کرنیوالے کے فی قیدی چہہ اونٹ فدیہ مین دلانے تجویز کیے اس سے اور بہی ثابت ہوا کہ غازیون کا بجز فدیہ کے اور کچہہ حق نہ تہا۔

سیرت ہشامی کے ان لفظون سے کہ عیینہ نے ایک بڑہیا کو اس خیال سے پکڑا تہا کہ اوسکا فدیہ زیادہ ہوگا ظاہر ہوتا ہے کہ مجاہدین صحابہ جانتے تھے کہ اساری پر بجز فدیہ لینے کے اور کچھہ حق نہین ہے۔

گو سیرت ہشامی کو ہم اس رتبہ کی کتاب نہین سمجھتے کہ اوسکی روایت بلا کسی مؤید کے قابل اعتبار ہو مگر چونکہ بخاری کی مذکورۂ بالا حدیث سے اوسقدر مضمون کی تائید ہوتی ہے اسلیے ہمنے اوسپر بہروسا کیا ہے۔

مگر ہمارے مخالف سیرت ہشامی کی روایت پر استدلال کرکر ہمسے مکابرہ کرینگے کہ جب خود رسول خدا صلعم نے قبل واپس دینے اساری کے چند لڑکیان علی و عثمان و عمر کو بخشدی تہین اور حضرت عمر نے منجملہ اونکے ایک اپنے بیٹے کو ہبہ کردی تہی اور وہ اوسکے ساتہہ مباشرت کرنے کو طیار ہوگئے تھے تو اس سے صاف اسارے کے استرقاق کا جواز پایا جاتا ہے۔

مگر اسکے جواب مین اوّل تو ہم یہ کہینگے کہ سیرت ہشامی اور اوسکے راوی نامعتمد ہین اور اسلیے سیرت ہشامی کی وہ روایت جسکی مؤید کوئی صحیح روایت نہین ہے قابل اعتماد کے نہین ہے۔

دوسرے یہ کہ سیرت ہشامی مین جو لفظ اعطی کا لکھا ہے اور جو قصہ بداخلاقی اور صفت بہیمیہ کا عبداللہ ابن عمر کی نسبت منسوب کیا ہے محض کذب اور جہوٹ ہے رسولخدا صلعم نے کسی کو کوئی لڑکی بخشی نہین تہی بلکہ خود حضرت عمر نے گرفتار کیا تہا اور اوسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے پاس موجود رکہتے ہین۔

چنانچہ بخاری مین نافع سے یہ روایت ہے، کہ عمر بن خطاب نے رسول خدا صلعم سے کہا کہ

في البخاري عن نافع ان عمر بن
الخطاب قال يا رسول الله انه كان
علي اعتكاف يوم في الجاهلية فامره
ان يفي به قال واصاب عمر جاريتين
من سبي حنين فوضعهما في بعض بيوت
مكة قال فمن رسول الله صلعم علي
سبي حنين فجعلوا يسعون في السكك
فقال عمر يا عبد الله انظر ما هذا فقال
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
علي السبي قال اذهب فارسل
الجاريتين الخ

زمانہ جاہلیت مین ایک دن کا اعتکاف
مینے مانا تہا وہ مجہہ پر ہے آپ نے فرمایا کہ
اوسکو اوتار دو اور نافع نے یہہ بھی کہا کہ حضرت
عمر کے ہاتہہ دو لڑکیان آئی تہین حنین کے
قیدیون مین سے یعنی جو لوگ حنین مین
قیدی ہوئے تھے اون مین دو لڑکیان
وہ تہین جنکو حضرت عمر نے پکڑا تہا اور اونکو
مکہ کے گہرون مین سے کسی گہر مین رکہہ دیا
تہا نافع نے کہا کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے
حنین کے قیدیون کو احسان رکہکر چہوڑا
تو وہ بازار مین چلنے پہرنے لگے تب عمر
نے کہا کہ اے عبد اللہ دیکہہ تو یہ کیا ہے تب عبد اللہ نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے قیدیون
کو احسان رکہکر چہوڑ دیا عمر نے کہا کہ جا ان لڑکیون کو بھی چہوڑ دے۔ پس اس حدیث مین
نہ پیغمبر خدا صلعم کا اون لڑکیون کو بخشدینا مذکور ہے اور نہ اوس اہتمام کا ذکر ہے جو ابن اسحاق
نے حضرت عبد اللہ ابن عمر پر کیا ہے۔

قطع نظر اسکے اگر الفاظ سیرت ہشامی ہی کو تسلیم کر لیا جاوے تو بھی استغراق ثابت نہین

ہوتا اعطی کا لفظ استرقاق پر دلالت نہین کرتا اور جاریہ کا لفظ لونڈی اور آزاد لڑکی دونون پر اطلاق ہوتا ہے اور جس جاریہ کی نسبت عبد اللہ ابن عمر پر اتہام کیا گیا اگر وہ لونڈی تہی جیسے کہ طرز کلام ہشامی سے بوجہ ذکر کرنے نسب دو جاریون کے اور نہ ذکر کرنے نسب اس جاریہ سے پایا جاتا ہے تو مابعد آیت حریت کے استرقاق پر کچہہ بہی استدلال نہین ہوسکتا

چہارم اساری ثقیف - ثقیف کے قیدیون کو بہی رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر چہوڑ دیا چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ عمران ابن حصین نے کہا کہ بنی ثقیف اور بنی عقیل دونون آپسمین بہائی

عن عمران بن حصین قال کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واسر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفاءکم ثقیف فترکہ ومضی فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجع قال ما شانک

بہائی بن گئے تہے بنی ثقیف نے رسولخدا صلعم کے اصحابون مین سے دو شخصون کو قید کر لیا تہا اور رسولخدا صلعم کے اصحاب نے بنی عقیل کے ایک شخص کو قید کر لیا اور اوسکو باندہکر دہوپ مین ڈال دیا جبکہ رسولخدا صلعم اوسکے پاس سے گذرے تو اوس نے پکارا اے محمد اے محمد مجہکو کس وجہ سے پکڑا ہے آپنے فرمایا کہ تمہارے بنے ہوے بہائیون ثقیف کے گناہ مین یہ فرمایا اور اوسکو بدستور بندہا ہوا چہوڑ کر تشریف لیچلے وہ پہر پکارا اے محمد اے محمد رسولخدا صلعم کو اوسپر

فقال انی مسلم فقال لو قلتها وانت تملك
امرك افلحت كل الفلاح قال ففداه
رسول الله صلی الله علیه وسلم بالرجلین
اللذین اسرتهما ثقیف۔

رحم آیا اور آپ پھر آئے اور پوچھا کہ تیرا کیا
حال ہے اوسنے کہا کہ مین مسلمان ہون
آپ نے فرمایا کہ اگر تو اوسوقت کہتا جب کہ تو
اپنے اختیار مین تھا تو بہت سی بھلائیان
پاتا عمران ابن حصین نے کہا کہ بعد اسکے رسول خدا صلعم نے اون دو قیدیونکے فدیہ مین جنکو
بنی ثقیف نے قید کیا تھا چھوڑ دیا۔

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہوجانے کے چھوڑ دیا تھا اسلیے کہ وہ مسلمان

فقیل انما رده صلعم الی دار الحرب بعد
اظهار كلمة الاسلام لانه قد علم
انه غیر صادق فهذا خاصة به صلی
الله علیه وسلم۔

نہین ہوا تھا جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان
ہون چنانچہ مرقاۃ مین لکھا ہے کہ اوس
شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد اسکے
کہ اوسنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا اسلیے
دار الحرب مین بھیجدیا کہ آپ جانتے تھے کہ وہ سچا نہین ہے پس یہ بات رسول خدا صلعم ہی کے
لیے خاص ہے۔

پنجم اسارے بنی تمیم۔ بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ

قال ابن اسحاق غزوة عیینة بن
حصین بن حذیفة بن بدر
بنی العنبر من بنی تمیم بعثه النبی

ذکر ہے غزوہ عیینہ بن حصین بن حذیفہ
بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہے
رسول خدا صلعم نے اون لوگون پر اون کو

صلی اللہ علیہ وسلم الیھم فاغار واصاب منھم ناسا وسبی منھم نساء۔

بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیونکو مارا اور عورتون کو قیدی بنا لائے۔

بعد اسکے بخاری نے یہ حدیث لکھی ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست

عن ابی ھریرۃ قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولھا فیہ۔ ھم اشد امتی علی الدجال وکانت فیھم منھم سبیۃ عند عایشۃ فقال اعتقیھا فانھا من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتھم فقال ھذہ صدقات قوم او قومی۔

رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین رسول خدا صلعم سے سنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے دجال پر اور اون ہی لوگون مین ایک عورت حضرت عائشہ پاس بندی مین تھی تو آپ نے فرمایا کہ اوسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے

تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کے صدقات ہین۔

یہ تینون باتین جو حضرت ابو ہریرہ نے فرمائین یہ اوسوقت کے واقعات نہین ہین جسوقت کہ اونھون نے اونکو فرمایا تھا بلکہ پچھلی باتون کو جو مختلف اوقات مین کہی گئی تھین اونکو اوسوقت بیان کیا تھا پس اس حدیث سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ غزوہ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ پاس بطور لونڈی کے تھی اور اوسکے آزاد کرنے کا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونہی مین سے ایک عورت حضرت

عائشہ پاس تہی جسکو بلا فدیہ بہ سبب اولاد ابراہیم ہونے کے چہوڑ دینے کو فرمایا تہا کیونکہ
تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکہکر اوسیوقت چہوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب
لدنیہ مین بالتفصیل لکہا ہے کہ رسولخدا صلعم نے عیینہ ابن حصین فزاری کو بنی تمیم پر سقیا کے
مقام پر جو بنی تمیم کا ضلع ہے محرم ۹ سنہ
ہجری مین بہیجا اور اوسکے ساتہہ پچاس سوار
عرب کے تھے اور اون مین کوئی مہاجرین اور
انصار مین سے نہ تہا پس وہ رات کو چلتے
تھے اور دن کو گہات مین بیٹہتے تھے پس
ایک جنگل مین بنی تمیم پر ٹوٹ پڑے اور گہسکر
اونکے مویشی کو گہیر لیا جب اونہون نے
آدمیون کے غول کو دیکہا تو وہ بہاگ گئے
دس آدمی اون مین سے پکڑے گئے اور
اوس جگہہ گیارہ عورتین اور تیس بچے ملے
اوسکے بعد اون مین کے دس سردار جنمین
عطارد اور زبرقان اور قیس ابن عاصم اور اقرع
بن حابس بہی تہا مدینہ مین آئے اور پیغمبر خدا
صلعم کے دروازہ کے پاس جاکر پکارنے لگے

فی المواهب۔ وبعث عیینة ابن حصین الفزاری
الی بنی تمیم بالسقیا وهی ارض بنی تمیم فی المحرم سنه
تسع وکان فی خمسین فارسا من العرب لیس فیهم مهاجری
ولا انصاری فکان یسیر اللیل ویکمن النهار فهجم علیهم
فی صحراء فدخلوا وسرحوا مواشیهم فلما راوا الجمع ولوا
فاخذ وا منهم احد عشر رجلا ووجدوا فی المحلة احدی
عشرة امرأة وثلاثین صبیا فقدم منهم عشرة من
رؤسائهم منهم عطارد والزبرقان وقیس بن عاصم
والاقرع ابن حابس فجاؤا الی باب النبی صلعم فنادوا یا
محمد اخرج الینا فخرج صلعم واقام بلال الصلوٰة و
تعلقوا برسول الله صلعم یکلمونه فوقف معهم ثم مضی فصلی
الظهر ثم جلس فی صحن المسجد فقدموا عطارد ابن حاجب
فتکلم وخطب فامر رسول الله صلعم ثابت بن قیس بن
شماس فاجابهم ونزل فیهم ان الذین ینادونك من
وراء الحجرات الایة ورد علیهم صلعم الاسری والسبی

کہ اے محمد ہمارے پاس باہر آؤ آپ اندر سے باہر تشریف لائے اتنے مین بلال نے ظہر کی نماز کی اذان دی اور اون لوگون نے رسولخدا صلعم کے دامن کو پکڑ لیا اور بات چیت کرنے لگے آپنے تہوڑی دیر توقف کیا پہر چلے گئے اور ظہر کی نماز پڑہی پہر مسجد کے صحن مین بیٹھے اون لوگون نے عطارد ابن حاجب کو پیش کیا اوسنے بات چیت کی اور خطبہ پڑہا پہر رسول خدا صلعم نے ثابت بن قیس بن شماس کو اونکا جواب دینے کو حکم دیا اور اونہون نے اوسکا جواب دیا اون ہی لوگون کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ تجہکو مکان کے دروازہ کے باہر سے پکارتے ہین الخ اور رسولخدا صلعم نے اونکے قیدی مرد اور قیدی عورتین و بچے سب پہیر دیئے۔

سبی اور سبایا کا لفظ عام ہے اون پر بہی اطلاق کیا جاتا ہے جو قیدی لونڈی و غلام بنا لیے گئے ہون اور اون پر بہی بولا جاتا ہے جو قید ہوئے ہون اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہے مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی و غلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوے لونڈی و غلام مراد ہونے لگے مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بہی مستعمل ہین۔

عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ نہایت عام معنون مین اور قیدیونکے چہوڑ دینے مین بہی مستعمل ہے پس حدیث مذکورہ بالا مین جو لفظ اعتقہا ہے اوس سے یہ سمجہنا کہ وہ عورت لونڈی تہی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہے۔

کشف الغمہ عن جمیع الامہ کی کتاب السیر مین حضرت ابوہریرہ سے ایک حدیث

عن ابی ھریرۃ قال کان علی عایشۃ رضی اللہ تعالی عنہا عتق رقبۃ فجاء سبی من بنی تمیم فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اعتقی من ھؤلاء الخ

منقول ہے کہ حضرت عایشہ پر ایک بردہ آزاد کرنا تہا جب بنی تمیم کے قیدی آئے تو رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ ان مین سے آزاد کردے۔

یہ حدیث محض بےجوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہے اگر ایسی لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے۔

ایک متعصب مکابر ہمارے اس بیان پر جو اسباب مین کیا گیا ہے یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ بعد فتح مکہ جسقدر غزوات مین قیدی ہوئے اور جنکا ذکر ہمنے اسباب مین کیا وہ سب اہل عرب تھے اور اہل عرب کا لونڈی وغلام بنانا جایز نہ تہا اسلیے وہ چہوڑے گئے نہ اس وجہ سے کہ ایۃ منّ وفدا نازل ہوچکی تھی۔

مگر اسکا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ عرب مین بزمانہ جاہلیت اہل عرب کا لونڈی وغلام بنانا بالکل رائج تہا اور ابتداے زمانہ اسلام مین بہی جبکہ قیدیون کے باب مین کوئی حکم نہین آیا تہا اور رسم ورواج عرب کے موافق کام ہوتا تہا قوم عرب کا لونڈی وغلام بنانا ناجائز نہین سمجہا جاتا تہا اور تمام علماء بالاتفاق اسبات کے مقر ہین کہ قوم عرب کا لونڈی و غلام بنانا ناجائز نہ تہا پس اس سے بخوبی ظاہر ہوا کہ ان غزوات مین جسقدر قیدی

منا و فداء چہوڑے گئے وہ اسی وجہ سے چہوڑے گئے کہ قیدیون کی نسبت آیت من و فدا نازل ہوچکی تہی اور اوسکی تعمیل فرض تہی۔

واسطے ثبوت اسبات کے کہ قبل نزول آیت منو فدا قوم عرب کا لونڈی و غلام بنانا ناجائز نہین سمجہا جاتا تہا دو حدیثین اور قول علماء متقدمین ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ بخاری نے

باب غزوة بنی المصطلق من خزاعة وهی غزوة المريسيع قال ابن اسحق و ذلك سنة ست وقال موسى بن عقبة سنة اربع وقال نعمان بن راشد عن الزهری كان حديث الافك فی غزوة المريسيع۔

اپنی صحیح مین ایک باب مین لکہا ہے کہ یہ باب ہی غزوہ بنی المصطلق کا جو خزاعہ کی شاخ ہے اور اسی کا نام غزوہ مریسیع ہے ابن اسحق نے کہا کہ یہ غزوہ ۶ سنہ مین ہوا تہا اور موسی بن عقبہ کا قول ہے کہ ۴ سنہ ہجری مین ہوا تہا اور نعمان بن راشد نے زہری سے روایت کی ہے کہ اسی غزوہ مریسیع مین لوگون نے حضرت عایشہ پر اتہام کیا تہا۔

ابی محیرز نے کہا کہ مین مسجد نبوی مین گیا وہان ابو سعید خدری کو بیٹہا ہوا دیکہا پہر مین نے

عن ابی محيريز قال دخلت المسجد فرايت ابا سعيد الخدری فجلست اليه فسالته عن العزل قال ابو سعيد خرجنا مع رسول الله صلی الله عليه وسلم فی غزوة بنی المصطلق فاصبنا سبيا من

عزل کی نسبت اون سے پوچہا اونہون نے کہا کہ ہم ایک دفعہ رسول خدا صلعم کے ساتہ بنی المصطلق کی لڑائی مین گئے تو عرب کے قیدی عورتون مین سے ایک قیدی عورت میرے ہاتہ لگی اور ہم عورتون کے ہاتہ انکی

سبی العرب فاشتہینا النساء واشتدت علینا العزبة واحببنا العزل فاردنا ان نعزل وقلنا نعزل ورسول الله صلی الله علیه وسلم بین اظهرنا قبل ان نسئله فسالناه عن ذلك فقال ما علیکم ان لا تفعلوا ما من نسمة کائنة الی یوم القیمه وهی کائنة۔

خواہشمند تھے کہ عورتون کے پاس نجانا ہمپر بہت سخت تھا اور عزل کرنا ہم چاہتے تا کہ کسیکو حمل نرہے پس ہمنے عزل کا ارادہ کیا پہر ہمنے کہا کہ باوجود موجود ہونے رسول خدا صلعم کے اونکے بغیر پوچھے ہم یہ کام کرین پہر ہمنے اس باب مین آنحضرت سے پوچہا آپنے فرمایا تمکو کیا ہوا ہے جو ایسا کرتے ہو جو جان کہ قیامت تک پیدا ہونیوالی ہے وہ پیدا ہوگی۔

صحیح مسلم مین یہ حدیث ہے کہ ابن عون نے کہا کہ مین نے نافع کو لکھکر پوچہا کہ قبل شروع کرنے لڑائی کے کافرون کو مسلمان ہونے کا پیغام دینے کے باب مین کیا حکم ہے

عن ابن عون قال کتبت الی نافع اسئله عن الدعاء قبل القتال فکتب الی انما کان ذلك فی اول الاسلام قد اغار رسول الله صلعم علی بنی المصطلق وهم غارون وانعامهم تسقی علی الماء فقتل مقاتلتهم وسبا سبیهم واصاب یومئذ قال یحیی احسبه قال

اونہون نے مجھکو لکھا کہ یہ بات ابتداے اسلام مین تھی رسول خدا صلعم نے بنی المصطلق پر حملہ کیا اور اونکے مویشی پانی پیتے تھے پہر قتل کیا اونمین سے لڑنے والون کو اور قید کیا اون مین سے قیدیون کو اور یحیی نے کہا کہ مین خیال کرتا ہون کہ سلیم نے جویریہ کہا یا البتہ بنت الحارث کہا کہ اسی دن ہاتہ

جويرية او البتة بنت الحارث و في رواية قال جويرية بنت الحارث و لم يشك ۔	آئی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ اوس نے جویریہ بنت الحارث کا نام لیا بغیر کسی شک کے ۔

نواوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے عرب کی قوم کا لونڈی

قال النواوی فی شرحه ۔ و فی هذا الحديث جواز استرقاق العرب لان بنی المصطلق عرب من خزاعة و هذا قول الشافعی فی الجديد ۔ و هو الصحيح و به قال مالك و جمهور اصحابه و ابو حنيفة و الاوزاعی و جمهور العلماء و قال جماعة من العلماء لا يسترقون و هذا قول الشافعی فی القديم ۔	و غلام بنانے کا جواز نکلتا ہے کیونکہ بنی مصطلق قوم عرب بنی خزاعہ کی شاخ ہین اور امام شافعی صاحب بھی اخیر کو اسی بات کے قایل ہوئے ہین اور یہی بات صحیح بھی ہے اور امام مالک اور تمام اونکے شاگرد اور امام ابو حنیفہ اور اوزاعی اور تمام علما اسی بات کے قایل ہین اور ایک گروہ علما کا یہ قول ہے کہ وہ لونڈی و غلام نہین ہوسکتی اور یہ قول ابتدا مین امام شافعی صاحب کا تھا ۔

پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہے کہ قبل نزول آیت منّ و فدا کے قوم عرب کو لونڈی و غلام بنانا رایج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نہ تھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ

اسی آیت کے حکم کے مطابق چھوڑا تھا۔

تمام کام جو رسول خدا صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول مقبول سے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا یہان تک کہ غزوہ طایف مین عام منادی کردی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آوے گا وہ آزاد ہے چنانچہ مواہب لدنیہ

ثم نادی منادیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن خرج الینا فھو حر۔

مین لکھا ہے کہ رسولخدا صلعم کے منادی کرنے والون نے منادی کی کہ جو غلام قلعہ مین سے نکلکر ہمارے پاس چلا آوے گا

وہ آزاد ہے۔ پس جو کہ غلامونکو ایسی عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ آزادون کے غلام بنانے پر کبھی راضی نہ تھا۔ صلے اللہ علیہ وعلی من اتبع طریقہ وسلک طریقہ وسلم۔ مگر افسوس ہے کہ قدیم رسم و رواج کے انس نے جو انسان کو غفلت مین ڈالتا ہے ہمارے بزرگون کو اس طرف غور کرنے سے غافل کردیا مگر اب ہمکو اوس سے غفلت کرنی نہین چاہیے اور تفرد کا ڈر اور اوسکا خوف بالکل نکالدینا چاہیے اسلیے کہ بڑے بزرگ کا قول ہے کہ "راہ طلب مین تفرد ہی دلیل صدق طلب ہے" وتوکل علی اللہ وھو نعم الوکیل۔

باب ہفتم

اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی و غلام بنانیکا فعل رسولخدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہی

تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم کا نسبت جواز استرقاق کے بیان نہین کرسکتے

اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ فعل رسولخدا صلعم ہمارے لیے حجت ہے ۔ اسبات کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین اور فعل رسولخدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سیر اور آنکھون پر رکھتے ہین مگر فعل کی تفتیش پر اوسوقت متوجہ ہوتے ہین جبکہ قول یا حکم موجود نہو اور اِس باب مین حکم قرآنی فاما منا بعد واما فداء موجود ہے جسمین کچھہ شبہہ نہین علاوہ اسکے جو کام رسولخدا صلعم نے کیے یا آپ کے سامنے ہوے اور اخیر زمانہ نبوی تک نہ اوسکے مخالف کوئی حکم آیا اور نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ شرعی کی بنیاد ہوسکتے ہین اس معاملہ مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہے اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا تو ہمکو اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسولخدا صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اوس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر یا اوس فعل پر جو مابعد اوسکے ہوا ہے قایم ہوگی اور یہ اصول کچھہ ہمارا مقرر کیا ہوا نہین ہے بلکہ تمام اہل اسلام اور علما دین اور آئمہ مجتہدین کا اصول ہے لیکن باین ہمہ ہم اون حدیثون اور روایتون کا بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسولخدا صلعم کی نسبت قبل نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہے اور جو لطیف لطیف نکتے اونمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے ۔

روایات متعلق غزوہ یہود بنی قریظہ

سب سے بڑا واقعہ جس سے اساری کو لونڈی و غلام بنانا فعل رسولخدا صلعم کا کہا جاتا ہے

وہ غزوہ بنی قریظہ سے ہے مگر یہ غزوہ قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا ہے۔

بلاشبہہ یہ حدیث جو بخاری و مسلم مین ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ بنی نضیر اور بنی قریظہ دونون سے لڑائی ہوئی بنی نضیر کو رسولخدا صلعم نے جلاوطن کردیا اور بنی قریظہ کو احسان کر کر

عن ابن عمر قال حاربت النضیر و قریظة فاجلا بنی النضیر واقر قریظة و من علیهم حتی حاربت قریظة فقتل رجالهم وقسم نساءهم واولادهم واموالهم بین المسلمین الا بعضهم لحقوا بالنبی صلی الله علیه وسلم فامنهم واسلموا واجلا یهود المدینة کلهم بنی قینقاع وهم رهط عبد الله بن سلام و یهود بنی حارثة و کل یهود بالمدینة۔

بسا رکھا یہانتک کہ بنی قریظہ نے پہر لڑائی کی تب اونکے مردون کو مار ڈالا اور اونکی عورتین اور بچے اور مال مسلمانون مین بانٹ دیا مگر بعض لوگ جو رسولخدا صلعم پاس چلے آئے تھے وہ امن سے رہے اور مسلمان ہو گئے اور مدینہ کے تمام یہودی بنی قینقاع جو عبد اللہ ابن سلام کی قوم سے تھے اور یہود بنی حارثہ اور تمام مدینہ کے یہودیون کو جلاوطن کردیا۔

اس حدیث سے البتہ اساری کا لونڈی و غلام بنانا پایا جاتا ہے اور سیرت ہشامی مین جو اسقدر روایت اور زاید لکھی ہے کہ رسولخدا صلعم نے سعد بن زید انصاری اخا بنی عبد الاشہل

ثم بعث رسول الله صلعم سعد بن زید الانصاری اخا بنی عبد الاشهل

کو بنی قریظہ کے قیدیون مین سے کچھہ قیدیون کے ساتھہ نجد کو بھیجا اور اون

بسبایا منسبایا بنو قریظه الی نجد فابتاع لهم بهم خیلا وسلاحا ۔	قیدیون کے بدلے گھوڑے اور ہتیار خریدے گئے اگر صحیح ہو تو اون قیدیون کو

لونڈی و غلام تصور کرنے کی اور بہی زیادہ وضاحت ہوجاتی ہے مگر اس روایت سے ہمارا کچھ ہرج نہین ہے اسلیے کہ آیت منذرفدا کے نازل ہونے سے قبل کا یہ واقعہ ہے اور نکتہ باریک اسمین یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم بموجب نہین کیا گیا تہا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے جو اوس زمانہ مین تہی سعد ابن معاذ حکم قرار دیے گئے تھے اور یہ ٹھہرا تہا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی مین قید نہین ہوئے تھے بلکہ خود اونہون نے اپنے تئین سپرد کر دیا تہا جو فیصلہ سعد ابن معاذ کردین اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے پس جو کچھ اونکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد ابن معاذ کا تہا نہ حکم خدا کا چنانچہ اس حدیث کو معہ بحث متعلق اوسکے ہم اوپر بیان کر چکے ہین ۔

روایات متعلق غزوہ بنی فرازہ

صحیح مسلم مین یہ حدیث ہے کہ ایاس ابن سلمہ نے کہا کہ میرے باپ نے مجھسے یہ بات

قال (ای ایاس ابن سلمة) حدثنی ابی قال غزونا فزارة وعلینا ابوبکر امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم علینا فلما کان بیننا وبین الماء ساعة امرنا ابوبکر فعرسنا ثم شن الغارة	کہی کہ ہم بنی فرازہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابوبکر کو ہمپر سردار کیا تہا پس جبکہ رہا ہمسے اور پانی سے تہوڑا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانے کا پس ٹھہرے رہے ہم رات کو اور پہر متفرق

نورد الماء فقتل من قتل عليه وسبا وانظر
الى عنق من الناس فيهم الذراري
فخشيت ان يسبقوني الى الجبل فرميت
بسهم بينهم وبين الجبل فلما راوا السهم
وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفيهم امراة
من بني فزارة عليها قشع من ادم
قال القشع النطع معها ابنة لها من
احسن العرب فسقتهم حتى اتيت بهم
ابا بكر فنفلني ابوبكر ابنتها فقدمنا المدينة
وما كشفت لها ثوبا فلقيني رسول الله
صلى الله عليه وسلم في السوق فقال
يا سلمة هب لي المراة فقلت يا رسول
الله لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا
ثم لقيني رسول الله صلى الله عليه
وسلم من الغد في السوق فقال يا سلمة
هب لي المراة لله ابوك فقلت هي لك
يا رسول الله فوالله ما كشفت لها

کیا چار طرف سے اور پانی پر آگئے پس جو
مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ
لوگون کو قید کیا اور ایک جماعت مین نے
دیکھی کہ اسمین بچے اور عورتین تہین پس
مجھکو اندیشہ ہوا کہ یہ بچکر پہاڑ پر نہ چڑھ جاوین
چنانچہ مین نے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے
اور پہاڑ کے درمیان مین گرا جب اونہون
نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اسی
عرصہ مین مین نے اون کو جا لیا اور اون کو
اس طرف پھیرا اور اوس جماعت مین
ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تہی اور وہ
ایک چادر چمڑے کی اوڑھے تہی اور
اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تہی نہایت
خوبصورت پس سب کو گھیر کر مین حضرت
ابوبکر کے پاس لے آیا حضرت ابوبکر نے
اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اوسکے بعد ہم سب
مدینہ منورہ کو چلے آئے اور مین نے اوس

ثوبا فبعث بها رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الی اهل مکة ففدا بها ناسا من المسلمین۔

لڑکی کا کپڑا تک نہین کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہے جماع نکرنے کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار مین مجھکو حضرت رسولخدا صلعم سے ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ وہ عورت تو مجھکو بخشدے پس مین نے کہا کہ یا رسول اللّٰہ وہ عورت تو مجھکو نہایت پیاری لگتی ہے حالانکہ مین نے ابھی تک اُسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پھر دوبارہ ملے مجھکو رسولخدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین اور پھر فرمایا کہ اے سلمہ بخشدے تو مجھکو وہ عورت تو مین نے جواب دیا کہ لے لین آپ یا رسول اللّٰہ اور قسم ہے خدا کی کہ مین نے ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجدیا اور اہلِ مکہ نے اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانون کو جو کفار کی قید مین تھے چھوڑ دیا۔

اِس حدیث سے بھی بلاشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا اسبات سے کہ اساری بنی فزارہ لونڈی و غلام بنائے گئے ثابت ہوتا ہے مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور اسلیے ہمارے استنباط مین کچھ نقصان نہین ڈالتا۔

روایات متعلق غزوہ بنی المصطلق

یہ غزوہ بھی ۵ سنہ یا ۶ سنہ ہجری مین قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت منّاً و فداءً ہوا تھا اور اسلیے جو کچھ کہ اس غزوہ مین ہوا ہو ہمارے استدلال کا ناقض نہین ہوسکتا معہذا زیادہ

تفصیل اس غزوہ کے اساری کی ہمکو نہین ملی اور جسقدر ملی ہے اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھہ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا ے غزوہ ہذا سے تصور ہوئی ہین اور اوسی کے ساتھہ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملہ مین ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے

ذکر آنحضرت صلعم کی سراری کا

مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی چار حرمین تھین ماریہ قبطیہ

قال صاحب المواھب - واما سراریه فقیل انھن اربعة ماریة القبطیة بنت شمعون بفتح الشین المهملة اھداھا له المقوقس القبطی صاحب مصر و الاسکندریة واھدی معھا اختھا سیرین بکسر السین المھملة وسکون المثناة التحتانیة وکسر الراء وبالنون اخرھا ۔۔ ووھب صلعم سیرین لحسان بن ثابت وھی ام عبد الرحمن ابن حسان ۔ وماریة ھی ام ابراھیم ابن النبی صلعم وماتت ماریة فی خلافة عمر رضی الله عنه سنة ست عشر و دفنت بالبقیع ۔

بیٹی شمعون کی اوسکو مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ نے بطور تحفہ کے آنحضرت صلعم کو بھیجا تہا اور اوسکے ساتھہ سیرین اوسکی بہن بھی بھیجی تھی آن حضرت صلعم نے سیرین کو حسان ابن ثابت کو دیدیا تہا اور اوسی سے عبد الرحمن ابن حسان پیدا ہوئے تھے اور ماریہ حضرت ابراہیم بیٹے پیغمبر خدا صلعم کی مان ہین حضرت عمر کی خلافت مین سنہ ۱۶ ہجری مین اون کا انتقال ہوا اور بقیع مین مدفون ہوئین - اور ریحانہ بنت شمعون تھین بنی قریظہ مین کی اور بعضون نے کہا کہ بنی نضیر مین کی

وريحانة بنت شمعون من بني قريظة
وقيل من بني النضير والاول اظهر
وماتت قبل وفاته عليه السلام مرجعه
من حجة الوداع سنة عشر ودفنت
بالبقيع وكان عليها السلام وطيها
بملك اليمين وقيل اعتقها وتزوجها
ولم يذكر ابن الاثير غيره — والاخرى
وهبتها زينب بنت جحش — الرابعة
اصابها في بعض السبي —

اور پہلی بات ٹھیک ہے اونکا انتقال قبل
وفات پیغمبر خدا صلعم کے ہوگیا جبکہ آپ
سنہ ہجری مین حجة الوداع سے واپس
تشریف لائے اور پیغمبر خدا صلعم بطور حرم
کے اونکو تصرف مین لائے تھے اور بعضے
کہتے ہین کہ اونکو آزاد کردیا تہا اور پہر اون سے
نکاح کیا تہا اور ابن اثیر نے اسکے سوا اور
کوئی روایت نہین لکھی — اور ایک اوٗر تہین
جنکو زینب بنت جحش نے ہبہ کیا تہا

اور چوتھی بہی تہین جو کسی لڑائی کے قیدیون مین سے آپکے ہاتھ آئی تہین —

اب ہم ان چارون کا جنکو رسولخدا صلعم کی حرمین بیان کیا گیا ہے جدا جدا حال لکہتے ہین — ماریہ قبطیہ کے بطور تحفہ آنے مین اور نیز رسولخدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور اون سے حضرت ابراہیم کے پیدا ہونے مین کچہہ شبہہ نہین ہے مگر شبہہ اس بات مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا جواز استرقاق کی دلیل ہوسکتی ہے یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہوسکتی اسلیے کہ قرآن مجید یا حدیث نبوی مین تو حکم وعلت اور سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہہ مذکور نہین ہے اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعد شروع زمانہ اسلام بہی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئے تھے تمام ازدواج موافق رسم

عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھے ہوتے تھے نہ اون رشتون کا جو بعد کو حرام ہوئے خیال تہا اور نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازواج کے لیے مقرر ہوئی جس سے حقیقتاً معدومیت تعدد ازواج لازم آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اسباب مین نہ تھے اسلیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف موافق اُسی رسم عرب کے ہوا تہا جو محض بے عیب و بے گناہ تھا بعد اسکے رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے اور وہ حکم یہ تھے کہ جسقدر ازواج و سراری تمہارے تصرف مین آچکین اونکو تو ہم حلال رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہے کہ واقعات سابق سب بموجب رسم مروجہ عرب ہوئے تھے چنانچہ وہ آیتین جن پر ہمنے استدلال کیا یہ ہین -

اللہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری

قولہ تعالی یا ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک -	جورو ئین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ تعالی نے تجھکو دیا ہے - اور یہ

بی بی جنکی نسبت خدا نے فرمایا وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک صرف حضرت ماریہ قبطیہ ہین -

اللہ تعالی نے اسی سورہ مین اوس پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ نہین حلال

قولہ تعالی - ولا یحل لک النساء من بعد	ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جوروان

ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبك حسنهن الا ما ملکت یمینک۔	کے بدلے اور جورو ئین کرے اگرچہ اون کا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو۔

اس آیت مین جو لفظ نسار کا تھا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تھا جس نسے ما ملکت یمینک سے ہی حکم امتناعی متعلق ہوتا تھا اسلیے خداتعالی نے اوسکو مستثنی فرمایا اور وہ جو مستثنی ہوئین صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھین۔

اب کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جایز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استرقاق کی دلیل نہین ہو سکتے خصوصاً جب کہ غلبہ و استیلا جو ندرو ہدیہ مین بھی محقق ہوتا ہے باعث رقیت نہین ہا ریحانہ کا یہ حال ہے کہ وہ یہود بنی قریظہ مین کی ایک عورت تھین اور قبل نزول آیت منذرفدا کے تمام سبایا سے بنی قریظہ لونڈی و غلام بنا لیے گئے تھے جسکا حال ہم اوپر بیان کر چکے اور یہہ بھی بیان کر چکے کہ دلیل استرقاق نہین ہو سکتا اور نیز قبل نزول آیت حریت تھا معہذا ہمکو اسبات سے کہ وہ بطور حرم تصرف رسول خدا صلعم مین آئی تھین یا آزاد کرنے کے بعد اون سے نکاح کیا تھا بالکل انکار ہے۔ کسی معتبر حدیث مین انمین سے کسی بات کا ذکر نہین ہے بلکہ سیرت ہشامی مین جو روایت مندرج ہے اُس سے ان دونون باتون کا غلط ہونا پایا جاتا ہے

قال وکان رسول اللہ صلعم قد اصطفی لنفسہ ریحانۃ بنت عمرو بن جنافہ احدی نساء بنی عمرو بن قریظہ فکانت عند	چنانچہ اسمین لکھا ہے کہ رسولخدا صلعم نے اسارے بنی قریظہ سے ریحانہ بنت عمرو ابن جنافہ کو جو ایک عورت بنی عمرو بن قریظہ مین

رسول اللہ صلعم حتی توفی عنہا وھی فی ملکہ و قد کان رسول اللہ صلعم عرض علیہا ان یتزوجہا ویضرب علیہا الحجاب فقالت یا رسول اللہ بل تترکنی فی ملکک فھو اخف علی وعلیک فترکھا

سے تہین اپنے لیے چن لیا تہا قیدی اوس لڑائی کے تقسیم ہوئے تھے شاید آپ نے اونکو چن لیا ہو پس وہ رسول خدا صلعم کے پاس رہین یہانتک کہ حضرت نے اونکو چہوڑکر انتقال فرمایا اور وہ حضرت ہی کی ملک مین تہین اور رسول خدا صلعم نے ریحانہ سے یہ بات کہی تہی کہ مین تم سے نکاح کراون اور پردے مین بٹھاون ریحانہ نے کہا کہ نہین یا رسول اللہ مجھکو یون ہی اپنی لونڈی رہنے دو کہ یہ بات مجھہ پر بھی آسان ہے اور آپ پر بھی آسان ہے پس رسول خدا صلعم نے اونکو اوسی طرح چہوڑ دیا۔

اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر رسول خدا صلعم اونکو اپنے تصرف مین لاہی چکے تھے تو اون سے پیغام نکاح کرنے اور اونکے انکار کرنے کی کچھہ وجہ معقول نہ تہی پس اسی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اون پر رسول خدا صلعم نے کچھہ تصرف نہین کیا تہا مورخین نے اپنی بدظنیتی پر قیاس کرکر صرف اس بدگمانی سے کہ جب رسول خدا صلعم نے اونکو بطور لونڈی کے رکھا تہا تو ضرور تصرف بہی کیا ہوگا یہ بات لکھدی "وطیہا بملک الیمین" حالانکہ اسکا کچھہ ثبوت نہین۔ واہ کیا معتقدین رسول کے ہین کہ جو برائیان اونمین ہین وہ سب پیغمبر کی نسبت بہی قیاس کرتے ہین اور جب ہم اون سے مخالفت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسی بدگمانی پیغمبر سے مت کرو تو ہمارے زمانہ کی لمبی ڈارہی اور اونچے پیجامہ والے ہمکو غیر مقلد ایمہ اربع اور کافر اور ملحد بتاتے ہین اور ہم اپنی اس ذکر کو اونکے ایمان سے بہت اچھا

سمجھتے ہین۔ لوکان الکفر حب النبی محمد فانی اشہد باللہ انی کافر۔

تیسری بے نام حرم جسکی نسبت لکھا ہے کہ وہبت زینب بنت جحش اسکا کچھہ پتہ نہین ہے نہ نام ونشان ہے نہ کچھہ ثبوت ہے اور یہ عام قاعدہ مقلدین کا ہے کہ بے دھڑک اور بلا سند جو بات چاہتے ہین رسول کی طرف منسوب کردیتے ہین اور جو اتہام چاہتے ہین آنحضرت صلعم پر لگادیتے ہین گویہ اتہام عمداً ہو اور اسلیے جہنم مین نجائین مگر اسمین کچھہ ثواب بھی نہین پانے کے۔

چوتھی بے نام حرم کا بھی یہی حال ہے جسکی نسبت لکھا ہے کہ "اصابھا فی بعض السبئ" اگرچہ اس فرضی حرم کا بھی کہین پتہ نہ ملتا تھا مگر ہمنے اس بات کا کھوج لگایا کہ رسول خدا صلعم کی جناب پر ان اتہام کرنے والون کو موقع اتہام کیونکر ہاتھہ آیا بہت غور کرنے کے بعد غزوہ بنی فرازہ کا حال ہمکو ملا جسمین ایک خوبصورت لڑکی بنی فرازہ کی قبل نزول آیت حریت سلمہ کے ہاتھہ آئی تھی اور جناب رسول خدا صلعم نے باصرار اوسکو سلمہ سے مانگ لیا تھا ان بے ادب مقلدین نے اوس کو بھی حرم آنحضرت صلعم مین خیال کرلیا حالانکہ آنحضرت صلعم نے اوسکو لیکر مکہ مین اوسکے کنبہ کے پاس بھیجدیا تھا اور اوسکے بدلے مسلمان قیدی چھوڑا لیے تھے چنانچہ اس واقعہ کی حدیث صحیح مسلم سے ہم ابھی لکھہ چکے ہین۔

ذکر آنحضرت صلعم کی بعض ازواج مطہرات کا

حضرت جویریہ بنت الحارث آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی

کچھہ ذکر اس مقام پر لکھنا ضرور ہے - اونکے ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین
کہ اونکو دیکھکر تعجب معلوم ہوتا ہے صحیح مسلم کی حدیث مین ہے کہ اونکو بنی مصطلق کے غزوہ
مین جناب رسولخدا صلعم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا - پہر ایک روایت مین آیا ہے کہ رسولخدا
صلعم نے فدیہ لیکر اونکو چھوڑ دیا پہر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اون سے نکاح کیا
ایک روایت مین ہے کہ ثابت ابن قیس کی قید مین پڑین اور اونہون نے لونڈی بنایا پہر
رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا پہر آزاد کیا پہر نکاح کیا - ایک روایت مین ہے
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسولخدا صلعم پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت نے کتابت
کو ادا کیا اور نکاح کر لیا چنانچہ یہ سب پریشان روایتین اس مقام پر لکھی جاتی ہین -

یہ حدیث بہی صحیح مسلم مین ہے کہ حملہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قوم بنی مصطلق

قد اغار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بنی المصطلق وھم غارون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلتھم وسبا سبیھم واصاب یومئذ قال احسبہ جویریۃ او البتۃ بنت الحارث وفی روایۃ جویریۃ بنت الحارث ولم یشک -

کے اوس حالت مین کہ وہ متفرق تھے اور اونکے جانور وغیرہ پانی پیتے تھے پس قتل کیا آپ نے مقاتلہ کرنے والون کو اور قید کیا قیدیون کو اور اوسی روز ہاتھہ آئی کہا راوی نے گمان کرتا ہون مین کہ کہا جویریہ یا کہا یقیناً بنت حارث اور ایک روایت مین کہا جویریہ بیٹی بنت حارث اور اسمین کچھہ شبہہ نہین کیا -

اور سیرت ہشامی مین یہ روایت لکھی ہے کہ ابن ہشام سے روایت ہے کہ جب آنحضرت

قال ابن هشام ويقال لما انصرف
رسول الله صلعم من غزوة بني المصطلق
ومعه جويرية بنت الحارث فكان
بذات الجيش دفع جويرية الى رجل
من الانصار وديعة وامره بالاحتفاظ بها
وقدم رسول الله صلعم المدينة فاقبل
ابوها الحارث بن ابي ضرار بفداء
ابنته فلما كان بالعقيق نظر الى
الابل الذي جاء بها للفداء فرغب
في بعيرين منها فغيبهما في شعب من
شعاب العقيق ثم اتى النبي صلعم فقال
يا محمد اصبتم ابنتي وهذا فداءها
فقال رسول الله صلعم فاين البعيران
اللذان غيبت بالعقيق في شعب
كذا وكذا فقال الحارث اشهد ان لا اله
الا الله وانك رسول الله فوالله ما

بنی المصطلق کے غزوہ سے لوٹے تو
آپ کے ساتھ جویریہ بنت الحارث بھی
تھین پس لشکر مین ایک انصاری شخص
کے پاس بطور امانت اوس جویریہ کو بھیجدیا
اور اسکی حفاظت کی تاکید کی اور آنحضرت
مدینہ منورہ کو تشریف لے آئے پس اُس
جویریہ کا باپ حارث بن ضرار اپنی بیٹی
کا فدیہ لیکر آیا پس جبکہ عقیق کے قریب
آیا تو جو اونٹ فدیہ کے لیے لایا تھا اون
مین سے دو اونٹون کو لالچ سے چھپا آیا
اور آنحضرت کے پاس آکر کہا کہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاتھ میری بیٹی
لگ گئی پس یہ اونٹ اوسکے بدلے
کے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ وہ دونون
اونٹ کہان ہین جنکو تو عقیق کی کہائیون مین
چھپا آیا ہے اور آنحضرت نے ٹھیک

اطلع علی ذلک لا الا اللہ فاسلم الحارث واسلم معہ ابنان لہ وناس من قومہ و ارسل الی البعیرین فجاء بہما فدفع الابل الی النبی صلعم و دفعت الیہ ابنتہ جویریہ فاسلمت وحسن اسلامہا وخطبہا رسول اللہ صلعم الی ابیہا فزوجہ ایاہا و اصدقہا اربعما ۃ درہم وکانت قبل رسول اللہ صلعم عند ابن عم لہا یقال لہ عبد اللہ ۔

اون کا پتا دیا اوسوقت حارث نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ قسم اللہ کی نہین اطلاع دی تجھکو اونٹون کے حال کی مگر خدای پاک نے پس حارث مسلمان ہوا اور اوسکے ساتھ اوسکے دو بیٹے مسلمان ہوئے اور بہت سے آدمی اوسکی قوم کے مسلمان ہوئے اور ایک آدمی کو بہیجکر اوسنے وہ دونون اونٹ منگالیے اور آنحضرت کو دیدیے آنحضرت نے اوسکی بیٹی اوسکے حوالہ کی جسکا نام جویریہ تہا پس وہ مسلمان ہوگئی اور بہت پکی مسلمان ہوئی پس آنحضرت نے اوسکو نکاح کا پیام دیا پس اوسکے باپ نے اوسکا نکاح آنحضرت کے ساتہ کردیا اور چار سو درہم اوسکا مہر ہوا اور آنحضرت کے نکاح سے پہلے بہی جویریہ اپنے چچا کے بیٹے عبد اللہ کے نکاح مین تہی ۔

یہی قصہ بعینہ استیعاب مین بہ تحت بیان حال حارث بن ابی ضرر پدر جویریہ کے لکہا ہے اور بہ تحت بیان حال عبد اللہ بن حارث کے بہی یہی قصہ ہے مگر کچہہ خفیف سا اختلاف ہے مگر خود جویریہ کی نسبت جو روایتین ہین وہ کیسی مختلف ہین سیرت ہشامی مین لکہا ہے کہ

قال ابن ہشام ویقال اشتراہا رسول اللہ من ثابت ابن قیس فاعتقہا

یہ بات کہی گئی ہے کہ رسولخدا صلعم نے اون کو ثابت بن قیس سے مول لیا پہر آزاد

وتزوجها واصدقها اربعمایة درهم

کر دیا اور اون سے نکاح کیا اور چار سو درہم اونکا مہر باندہا۔

اور استیعاب مین اور ہی کچھ لکھا ہے اوسکا مختصر سیرت ہشامی مین ہی موجود ہے مگر اس

فی الاستیعاب فی ترجمة جویریة زوج
النبی صلعم ۔ سباها رسول الله صلعم
یوم المریسیع فی سنة خمس وقیل فی سنة
ست ولم یختلفوا انها اصابها فی تلك
الغزوة وكانت قبله تحت سافع بن
صفوان المصطلقی وكانت قد وقعت
فی سهم ثابت بن قیس بن سماس وابن
عم له وكاتبه علی نفسها وكانت امراة
جميلة قالت عايشة كانت جويرية عليها
حلاوة وملاحة ولا يكاد يراها احد
الا وقعت بنفسه قالت فاتت رسول الله
تستعينه على كتابتها قالت فوالله ما هو الا
ان رايتها على باب الحجرة فكرهتها وعرفت
انه سیری منها مثل الذی رایت فقالت

مقام پر ہم استیعاب کی روایت جو مفصل
ہے لکہتے ہین استیعاب مین یہ حال
جویریہ بی بی رسول خدا کے لکھا ہے کہ
آنحضرت نے اونکو یوم مریسیع ۵ سنہ ہجری
مین اور بعض نے کہا ہے کہ ۶ سنہ ہجری
مین قید کیا تہا مگر اسمین کسی کا اختلاف
نہین ہے کہ یہ اسی غزوہ مین ہاتہہ لگی تہی
اور اس سے پہلے یہ سافع ابن صفوان کے
نکاح مین تہی اور ثابت بن قیس بن سماس
اور اوسکے چچا کے بیٹے کے حصہ مین آئی
تہی اور اوسنے اوسکو مکاتب کردیا تہا اور یہ
جویریہ ایک خوبصورت عورت تہی حضرت
عائشہ نے فرمایا ہے کہ جویریہ ایسی عورت
تہی کہ اسمین ایک قسم کی ملاحت اور

یا رسول اللہ انا جویریۃ بنت الحارث
بن ابی ضرار سید قومہ وقد اصابنی
من الامر مالم یخف علیک فوقعت فی
السہم لثابت ولابن عم لہ فکاتبتہ
علی نفسی وجئت استعینک فقال لہا
ھل لک فی خیر من ذلک قالت وما ھو
یا رسول اللہ قال اقضی کتابتک واتزوجک
قالت نعم قال قد فعلت وخرج الخبر الی
الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تزوج جویریۃ بنت الحارث فقال
الناس صہر رسول اللہ صلعم فارسلوا
ما فی ایدیھم من سبایا بنی المصطلق
قالت عایشۃ فلا نعلم امراۃ کانت اعظم
برکۃ علی قومہا منہا وکان اسمہا برۃ
فغیر رسول اللہ صلعم اسمہا وسماھا
جویریۃ وتوفیت فی ربیع الاول سنۃ
ست وخمسین ۔

حلاوت دونون باتین تہین اور جو شخص اونکو
دیکہتا تہا اوسکے دل مین وہ کہب جاتی تہی پس
وہ آنحضرت کے پاس اسلیے آئی کہ آپ
اوسکی خلاصی مین کچہہ اعانت فرماوین حضرت
عایشہ فرماتی ہین کہ وہ آنحضرت کے حجرہ
کے دروازہ پر جا کہڑی ہوئی پس مجہکو
ناگوار گذرا اور مین نے جان لیا کہ جو بات
اسمین مین نے دیکہی ہے وہی وہ دیکہینگے پس اوس جویریہ
نے کہا یا رسول اللہ مین جویریہ بنت حارث ہون اور
حارث سید القوم ہے اور جو کچہہ میری نصیب مین لکہا تہا وہ
آپکو معلوم ہی ہے مین ثابت بن قیس اور اوسکے چچازاد
بہائی کے حصہ مین آئی ہون پس اونسنے
مجہکو مکاتب کر دیا ہے اسلیے مین آپ کی
خدمت مین آئی ہون کہ آپ میری خلاصی
مین معاونت فرماوین آنحضرت نے فرمایا کہ
اگر تجہکو اس سے بہتر بات نصیب ہو تو تو
راضی ہے اوسنے کہا کہ وہ کیا ہے

آنحضرت نے کہا کہ مین تیرے بدلے کا روپیہ دیکر تجھکو چھڑا لون اور تجھہ سے نکاح کرلون اوسنے کہا کہ مجھے منظور ہے پس اسیوقت یہ خبر لوگون مین مشہور ہوگئی کہ آنحضرت نے جویریہ بنت حارث سے نکاح کرلیا پس بعض لوگون نے کہا کہ آنحضرت نے صہر کیا یعنی قبیلہ بنی المصطلق سے خویشی کی ہے پس جس کسی کے پاس قوم بنی المصطلق کے قیدی تھے سب نے چھوڑ دیے حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ پہر مینے کوئی عورت جویریہ سے بڑہکر بابرکت اوسکی قوم کی ندیکھی اور اسکا نام برہ تہا پس آنحضرت نے اوسکو بدلکر جویریہ رکھدیا اور اوسنے ۵۶ھ سنہ مین ربیع الاول کے مہینے مین وفات پائی۔

پس یہ تمام روایتین جو ایسی مختلف ہین اور بعض بے سند ہین اور بعض ایسی بے ادبی کی باتین آنحضرت صلعم کی نسبت منسوب کی ہین جیسے کہ خود اون راویون کی طینت تہی تو بجز اون لوگون کے جنکی آنکھین ظلمت تقلید سے کسی چیز کو نہین دیکھتین اور کون سچا مسلمان جو درحقیقت رسول صلعم کی محبت کو تمام چیزون سے اور زید و عمرو کی محبت سے زیادہ عزیز سمجھتا ہو اوسکو تسلیم کرے گا اور کیونکر ان واقعات مشتبہہ کو فعل رسول خدا صلعم قرار دیکر اوسپر ایک مسئلہ عظیم الشان معرکۃ الارا کی بنیاد قایم کرے گا با این ہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہوا قبل نزول آیت منٖ فلا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوئے ہون بنیاد مسئلہ استرقاق نہین ہو سکتے۔

حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہے کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور بطور لونڈی کے دحیہ کلبی کے حصہ مین آئین اون سے

مول لیکر رسولخدا صلعم نے اون سے نکاح کیا چنانچہ مواہب اور اور کتابون مین بھی اسیطرح لکھا

صفیة بنت حی ابن اخطب الیهودی وقعت فی سهم دحیة بن خلیفة الکلبی فاشتراها رسول الله صلعم بارؤس اختلف فی عددها و اعتقها و تزوجها وذلک سنة سبع۔

ہے اور مواہب کی عبارت یہ ہے کہ صفیہ بنت حی ابن اخطب یہودی دحیہ بن خلیفہ الکلبی کے حصہ مین آئی تھین مگر اونکو آنحضرت نے بدلے باروس کے جسکے عدد مین اختلاف ہے خرید لیا اور آزاد کر کے نکاح کر لیا اور یہ سنہ ۷ مین ہوا۔

اور سیرۃ ہشامی مین جو روایت ہے اوسمین اختلاف ہے اوس سے دحیہ سے خرید کرنا

وتزوج رسول الله صلعم صفیة بنت حی بن اخطب سباها من خیبر فاصطفاها لنفسه واولم رسول الله صلعم ولیمة ما فیها شحم ولا لحم وکان سویقا وتمرا۔

نہین معلوم ہوتا چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے کہ اور نکاح کیا آنحضرت نے صفیہ بنت حی بن اخطب سے اسکو آپنے قید مین پکڑا تھا جنگ خیبر مین پس آنحضرت نے انکو خاص اپنے واسطے پسند کر لیا تھا اور آپنے اسکا ولیمہ کیا تھا جسمین نہ گوشت تھا نہ شحم تھی صرف ستو اور چھوہارے تھے۔

اور ابن شہاب کی روایت مین ہے کہ کانت مما افاء الله علیه اور یہ روایت بالکل مخالف روایت خرید کی ہے مگر اس سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہے نہین دراصل

واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اونکا شوہر کنانہ ابن الحقیق خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ رہگئین اون سے حضرت نے نکاح کرلیا راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر قیاساً قصے بنادیے چنانچہ وہ حدیث بخاری کی یہ ہے۔

حمید سے روایت ہے، اونہون نے انس سے سُنا ہے کہ آنحضرت نے تین شب درمیان خیبر اور مدینہ کے قیام فرمایا اور وہین حضرت صفیہ سے صحبت کی اور اونکے ولیمہ کے واسطے خود مین نے ہی مسلمانون کو بلایا مگر اس ولیمہ مین روٹی یا گوشت کچھہ نہ تھا صرف یہ تھا کہ آنحضرت نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ تم دسترخوان بچھادو اونہون نے دسترخوان بچھادیا پس آپ نے اوس پر چھوہارے اور اقط (یہ ایک کھانا دہی سے عرب مین بنتا ہے) اور مسکہ رکھدیا پس مسلمانون نے کہا کہ آیا یہ آنحضرت کی بیوی ہین یا کوئی لونڈی ہین لوگون نے جواب دیا کہ اگر آنحضرت اونکو پردہ مین لیجاوین تو بیوی ہین نہین تو لونڈی ہین پس جب آپ نے

عن حمید انه سمع انسا یقول اقام النبی صلی الله علیه وسلم بین خیبر والمدینة ثلثة لیال یبنی علیه بصفیة فدعوت المسلمین الی ولیمته وما کان فیها من خبز ولا لحم وما کان فیها الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقی علیها التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدی امهات المومنین او ما ملکت یمینه قالوا ان حجبها فهی احدی امهات المومنین فان لم یحجبها فهی مما ملکت یمینه فلما ارتحل وطاء خلفه ومد الحجاب۔

کو حج کیا تو صفیہ کو پس پشت بیٹھا کر پردہ روک دیا۔

پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کا کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت و متحقق نہین ہوتا اور اسی لیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ شرعیہ کی بنیاد نہین ہو سکتے معہذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسیطرح پر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اساری عمل مین آیا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت منا و فدا کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ استرقاق اساری نہین ہو سکتے۔

روایات متفرقہ

بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کیواسطے

قال اهدی رجل لرسول الله صلعم غلاما یقال له مدعم یحط رحلا لرسول الله صلی الله علیه وسلم اذ اصابه سهم عایر فقتله الخ	ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم تھا پس ایک مرتبہ وہ آنحضرت کا اسباب اتار تا تھا کہ ناگاہ اسکو ایک مقام پر ایک تیر آلگا اور اس سے وہ مرگیا۔

یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہے اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے۔

خاتمہ
بعض شبہات کے جواب مین

اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے غلامی کو

مذہب اسلام سے معدوم کردیا تب بھی بلا شبہہ مسلمانونکے دل مین دو شبہے پیدا ہونگے
اول - یہ کہ بعد رسول خدا صلعم کے خلفاے راشدین رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کے عہد
خلافت مین نسبت قیدیون کے کیا عملدرآمد رہا اور صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین جسکی نسبت
رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
کیا ہوا - دوم - یہ کہ تیرہوین صدی مین تمام اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف یہ مسئلہ
کیونکر تسلیم ہوسکتا ہے -

پہلے شبہہ کی تحقیق نہایت سچ اور بالکل صحیح اور مطابق واقع کے یہ ہے کہ خلفاے
راشدین کا انحصار صرف پانچ مین ہے - ابوبکر صدیق - عمر فاروق - عثمان غنی -
علی مرتضے - حسن مجتبے - خاتم الخلفا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین - اور انکا زمانہ
خلافت صرف تیس برس رہا ہے اوسکے بعد زمانہ خلافت نہین رہا ہے بلکہ عہد دولت ملوک
عضوض رہا ہے الا ماشاء اللہ غرضکہ اوس زمانہ کے بعد کسی شخص پر خلیفہ نبی اور جانشین پیغمبر
کا اطلاق نہین ہوسکتا البتہ بادشاہان اسلام تھے جنمین سے بہت سون نے ہزارون ظلم
اور ہزارون کام خلاف مذہب اسلام کیے اور بعضون نے کچھہ کم اور کسی نے بہت زیادہ انصاف
کیا اور احکام مذہب اسلام کی پیروی کی اور حتی المقدور اونکو بجالایا پس جسقدر ہمکو تفتیش ہے
وہ صرف اون ہی پانچ خلیفون کے زمانہ کی ہے نہ اور کسی عہد کی -

مگر اوّلاً نہایت ٹھنڈے دل سے اور انصاف سے اور بیہودہ اور غلط مذہبی غلو کو ایک
لمحہ کے لیے چھوڑ کر یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ جناب رسول خدا صلعم کے یہ فرمانے سے کہ

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یہ لازم نہین آتا کہ اوس زمانہ کے
لوگ معصوم اور بشریت سے مبرا ہین بلکہ وہ سب انسان مگر ہمارے سردار اور پیشوا اور ہمارے
سرتاج تھے اونکا قول و فعل ہمارے لیے ہدایت ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ وہ خاص اونکا
قول و فعل ہے بلکہ اس یقین یا حسن ظن سے کہ وہ قول و فعل رسول خدا صلعم کا قول و فعل
ہے یا ہوگا پس تمام اقوال اور افعال صحابہ کو واجب العمل سمجھنے کے لیے یا ہمکو یقین کامل
ہونا چاہیے کہ بلا شبہہ یہ قول و فعل رسول مقبول کا ہے یا اوسکے ایسا ہونے کا ہمکو
حسن ظن ہونا چاہیے اور حسن ظن اوسیوقت تک باقی رہتا ہے جبکہ برخلاف اوسکے کوئی ثبوت
موجود نہین ہوتا الا جب خلاف اوسکے ثبوت موجود ہوا تو اوسیدم حسن ظن ساقط ہوگیا ۔
اور یہ خیال کرنا کہ اگر ہم کسی صحابی کے قول و فعل کی نسبت یہ گمان کرین کہ مطابق قول و فعل
رسول مقبول کے نہ تھا تو اون کی شان کے منقصت اور کمال بے ادبی اور ہمارے ایمان
کے نقصان کی بات ہے ایک غلط اور بیجا غلو مذہبی ہے صحابہ ہزارون کام اپنی سمجھہ اور
اپنے اجتہاد سے کرتے تھے اور جب اوسکی غلطی ظاہر ہوتی تھی یا کسی دوسرے صحابی
سے اوسکے برخلاف قول یا فعل رسول مقبول کا دریافت ہوتا تھا فی الفور اوس سے رجوع
کرتے تھے بہت کثرت سے مسائل ہین کہ جنمین باہم صحابہ کے اختلاف رہے ہین اور اون
دونون کا صحیح ہونا محال ہے کبھی کسی صحابی نے اپنے معصوم ہونے کا دعوی نہین کیا پس
یہ تمام اوہام بیجا اور غلو مذہبی سے ہے جو خود ہمنے اپنے دل سے پیدا کیا ہے ۔
صحابہ کی پیروی امور مذہبی مین ہم اپنی نجات کا باعث سمجھتے ہین مگر ہمارا فرض ہے کہ

اول ہم یہ بات دیکھین کہ رسول مقبول صلعم نے کیا فرمایا ہے جب آنحضرت کا قول نہ ملے تو دیکھین کہ صحابہ کیا فرماتے ہین جب وہ نہ معلوم ہو تو دیکھین کتابعین کیا کہتے ہین پہر اوسکی صحت و غلطی کا امتحان کرکر اوسکو تسلیم کرین۔

بعینہ اسکی ایسی مثال ہے کہ ہمکو احکام مذہبی بجالانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیئے پہر حدیث پر پہر قیاس منصوص العلت اور اجتہاد پر پہر جبکہ ہم اساری کی نسبت نص صریح قرآن مجید مین پاتے ہین اور مزید برآن ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات تک اوسی پر رسول خدا صلعم کا عمل رہا ہے تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاے راشدین کے زمانہ مین کیا ہوا کچھہ حاجت نہین رہی کیونکہ اوس زمانہ مین کچھہ ہی ہوا اور کچھہ ہی اوسکا سبب قرار دیا جاوے ہمکو تو اپنے محبوب رسول صلعم کی پیروی ضرور ہوگی اور مسئلہ اسلام کا تو وہی قرار پاوے گا جو قرآن مجید مین ہے نہ اور کوئی۔

با این ہمہ ہم صحابہ کرام اور خلفاے خمسہ راشدین کے زمانہ کے حالات دریافت کرنے کے نہایت آرزومند ہین اون حالات و واقعات سے ہمکو بڑی ہدایت ہوتی ہے اور جو مسئلہ کہ ہمنے قرآن سے یا حدیث سے نکالا ہے اوسکے صحیح ہونے اور اوس استنباط کے درست ہونے کے لیے کسوٹی ہوتے ہین جن سے ہماری سمجھہ کا کھوٹا کھرا ہونا پرکھا جاتا ہے مگر مشکل ہے کہ جو مجاربات کہ خلفاے خمسہ راشدین کے وقت مین ہوئے اون پر لایق اعتماد اور طمانیت کے اطلاع حاصل ہونے کو ہمارے پاس کوئی ذریعہ موجود نہین ہے کتب احادیث مین وہ واقعات بہت کم ہین کتب سیر و تواریخ مین وہ پائے جاتے ہین تاریخ الخلفا

وقصہ حاتم طائی سے کچہہ زیادہ رتبہ نہین رکھتین اس لیئے کہ اپنے ثبوت کے لیے بالکل محتاج دوسری سند یا دلیل یا کسی اور وجہ قابل اعتماد کی ہین پس اگر وہ روایتین اور کتابین ہمارے مذہب کی بنیاد قرار پاوین اور اون پر مسائل مذاہب کا مدار ٹھہرے تو مسلمانی مذہب تو لونڈون کا کھیل اور دیو پری کا قصہ ہو جاویگا نعوذ باللہ منہا۔

علما محدثین رحمہم اللہ اجمعین نے احادیث کے جمع کرنے اور اون کی صحت کی تنقیح مین نہایت کوشش کی ہے اور سیر بہی حدیث کی کتابون کا یہ حال تہا کہ بخاری و مسلم کا بہی یہ حال ہے کہ بعد تنقیح کے بہی اونکی احادیث مندرجہ مفید ظن یا ظن غالب کی ہین تو وا سے رجال کتب سیر و تواریخ کے کہ اون سے تو بجز چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع کی اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسایل مذہبی مین دخل دین تو ہم صاف صاف ہندوؤن کے مقلد ہونگے جنہون نے مہابہارت کو اپنے ہان کتب مقدسہ مین داخل کر لیا ہے۔

دوسرا شبہہ تو نہایت ہی لغو اور نالائق التفات ہی یہ مسئلہ ہے کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہو جاتا ہے غلط محض ہے لا تجتمع امتی علے الضلالہ اور من شذ شذ فی النار کی صحت تسلیم کرنے کے بعد بہی کبہی انکا یہ مطلب کہ خدا یا رسول اللہ صلعم نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تہا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو و خطا ٹھہرایا تہا نہ تہا اسکی بحث کے لیے ایک دوسرا سامان چاہیئے مگر اس مقام پر اسقدر لکہنا چاہیئے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک

آدمی کا خطا مین پڑنا ممکن ہے اسی طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانہ کے زمانہ کے لوگون کا خطا مین پڑنا ممکن ہے لیس اجماع امت ہر ایک شخص پر جو اوس اجماع کو غلط یا غلط بینا دپر سمجھتا ہو واجب العمل نہین ہے۔

غلامی پر جو اجماع امت ہوا ہے اب اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے اول تو نص صریح قرآنی کے برخلاف ہے دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے نہ تہا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تہا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہو گئی چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس ذہول کو امر تعمدی اورارادی سمجھا اور اوس سے استنباط مسائل کیا اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندہیرا کردیا اور سب اوسکی پیروی کرتے رہے اور از خود بلا قصد اجماع اوسپر اجتماع ہو گیا

تفصیل اسکی یہ ہے کہ عرب مین رواج لونڈی و غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے کا ایسا قدیم چلا آتا تہا اور ایسا بے عیب سمجھا جاتا تہا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بہی نہ تہا کہ اوسکی موقوفی ہوگی اس خیال کو بعض واقعات ابتدائی زمانہ اسلام نے جسمین لڑائی کے قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجہا اور نیز مذہب اسلام کے ان احکام نے جن سے وہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گیے تھے اور متعدد احکام اونکی نسبت قران و حدیث مین موجود تھے اور بہی زیادہ مستحکم اور پختہ کردیا تہا اخیر غزوات مین آیت منّ و فدا نازل ہوئی اوس آیت مین بہی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے اور اونکا لونڈی و غلام

بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا بعد نزول اوس آیت کے جناب رسولخدا صلعم نے اگرچہ تمام اساری پر منّاً فداً کیا الّا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بہی ایسا ہوتا تہا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا اور اوسکے بعد قلیل زمانہ مین رسول خدا صلعم نے رحلت فرمائی صحابہ کے زمانہ مین اوسپر خیال نہونا بوجوہات مذکورہ بالا کچہہ تعجب کی بات نہین ہے شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد کوئی نہین سمجہتا تہا کہ شراب حرام ہوگئی ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت نازل ہوئی بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتداے عہد خلافت حضرت عمر تک بیع ہوتی رہی متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضٰے کو بہی خیال نہ تہا علاوہ اسکے خلفاے راشدین کے زمانہ مین آیۃ پر خیال نہونے کا یہ بہی سبب ہوا کہ اونکے وقت مین اس مسئلہ پر بحث ہونے کا بہت کم موقع ملا حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مرتدین کے مطیع کرنے مین ختم ہوگئی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ مین دار الخلافہ سے بہت دور دور کے فاصلہ پر لڑائیان ہوئین اور حضرت علی مرتضٰے کی خلافت آپس کے جہگڑے مین انجام ہوئی اور حضرت امام حسن علیہ السّلام کی خلافت تو آفتاب یوم باران کی مانند تہی اور یہ بڑے قوی اسباب تہے جنکے سبب سے آیت منّاً فداً کا حصر خیال سے خارج رہا۔

اوس زمانہ کے بعد لوگون کی توجہ اسبات پر زیادہ تر تہی کہ اوس زمانہ کے واقعات کو جہانتک ہوسکے دلایل سے قوی کرین اس لیے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور بمجبوری آیت منّاً فداً کو منسوخ بتانے لگے بہرحال یہ جو کچہہ ہوا اوس کی نسبت

یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اوس زمانہ کے لوگونکی غلامی کی نسبت یہ رای تھی مگر وہ راے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہین قرار پا سکتا اور نہ اسلام پر اون لوگون کی راے سے کچھہ داغ لگ سکتا ہے۔

مگر یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک ایسی بحث ہے کہ ساڑھے بارہ سو برس کے درمیان مین شاید کسی نے نہین کی اور بلا شبہہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہے مگر جو کہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ ہے کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہے اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص اجماع اول سے اختلاف کرے پس وہ شخص مین ہون اور کیا عجب ہے کہ اسپر اجماع ہو جاوے اور اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کردے اور یہ جھوٹا داغ جو ہمنے اپنی غلطی سے اسلام کے خوبصورت چہرہ پر لگایا ہے ہمیشہ کے لیے مٹ جاوے۔

اے میرے بھائی مسلمانون یہ سب باتین جو اسوقت تمہارے دل مین ہین بسبب خیالات کے محدود ہونے کے ہین جو ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب مین بسبب محدود ہونے علم کے تھے مگر اب وہ زمانہ نہین رہا اور انسانکی ہر ایک چیز کو ترقی اور اوسکے خیالات کو وسعت ہوتی جاتی ہے پس وہ زمانہ کچھہ دور نہین ہے کہ جسطرح اب تم میری بات سے نفرت کرتے ہو اوسیطرح ان سب باتون کی دل سے تصدیق کرو اور اوس وقت تم کو اسلام کی حقیقت معلوم ہوگی اور جسقدر کہ اس وقت اوس کے بن سمجھے خوبی تمہارے دل مین ہے اوس سے ہزار درجہ زیادہ سچی اور دل کی تصدیق کی ہوئی خوبی تمہارے دل مین سماویگی اور اوسوقت

سے پکّے مسلمان ہو گے۔

اللھم ارزقنا حقیقۃ الاسلام وامتنا علیہ آمین

باالخَتمہ تیرُ





۲۹۷۶۴۵

مبدء ...

الطاف علمی

۲۳/۹/ ...

۱۲/۱۰/۵۵ ...